

و دین پر ہونچیں کہ غرہ جدال و مدار اور نتیجہ قبیل قال نزاع ہی تھا اور کیا ہو تا ناچار
 حکم جادلہم بالتی ہی حسن و نرم و نازک و بموجب قاصد مع بالوہم و حسب درخواست
 بعض اصحاب دین فی ایمان بطور محاذ و محاکمہ صحیحہ جہا اکمل ملو ط خاطر قاطر تھا اسلئے
 میں اندر میں باب ایک سوال متخایر طلب جواب بطور استفتاء و مسئلہ بعض اصحاب
 ہو چکا کہ غریبہ زیادہ از سابق ہو ایسے اظہار جو ضرور ہوا اور جواب اوسکا بطور
 فتویٰ معہ ثبت مواہب و دستخط علما و فضلاء جسکی سوبدیکہ کتاب ہی اجینہ آخر کتاب
 میں بجا خاتمہ الکتاب ہوا قلم کیا گیا۔

اور نام اس ترجمہ کا قسط اس فی مواہبہ اثر بن عباس رضی اللہ عنہما کہا اللہ المستود
 سیارہ العصمت اور بجای فصل لفظ قسط اس قرار دیا۔ اور بعض قسط اس متعلیٰ برائے طلب
 بدلائل جلال اور بعض متضمن بقصود لایزال موزون و نامہوار باطلواری میران بالزمان
 و استقرار۔ قل کل مترتب فقرات مستعملوں میں اصحاب الصراط السوی و من استدی

و ما علینا الا البلاغ امیں۔ و فوق کل ذی علم عظیم۔ اور اپنی صمیم قلب سے کہا
 تصد ستول کر خوف کریمہ۔ و لفتح المواہب فی علم القیمہ۔ فلا تعلم النفس شیئا۔ و ان
 کان متعال جنبہ من خردل اتینا بہا و کفی بنا حاسلین۔ و نیز بدینشت و عید کریمہ

و لطف فی الذین اذا کتاو علی الناس سیتوفون و اذا کالو ہم و زلو ہم خیر و ان
 بلا جانب داری لکھتا ہوں بقول حالپ ہم سخن سخن میں غالب کے طرفہ انہیں
 شکر کہ ہمہ جس کسی صاحب کا قصد تجربہ و نسبت اس تحریر کی تو پانچدی شریطہ
 صحیحہ ضرور ہے۔ سدا و نظر اندازی از اول تا آخر واجب رہا اور استیعاب

مفصل ہر ایک طلب قسط اس بدلیل جو بہتر افضل کتاب ہے لازم رہا اور
 انصاف بہت انصاف بی جور و اعتصاف فقط
 قسط اس اول جانا ہے کہ باصطلاح اہل حدیث شریف در حقیقت اثر

و حاکم

و دین پر ہونے پر کہ غرہ جلال دھارا و نتیجہ قبیل قال نزاع ہی تھا اور کیا ہو تا ناچار
 بحکم و جادلیم بالنتیجہ حسن و نازک و بموجب قاصدع بالآخرہ حسب درخواست
 بعض اصحاب میں فی ایمان بطور محاذ و محاکمہ صحیحہ ہوا کہ اکن لم یخطو خاطر فاطرہا اسل شہا
 میں اندر میں باب ایک سوال متعلقہ طلب جواب بطور استفتا مرسلہ بعض اصحاب
 پہونچا کہ غرہ زائد از سابق ہو اسل اظہار جو ضرور ہوا اور جواب اوسکا بطور
 فتویٰ معہ ثبت مواہید و توضیح عمار و فضل احسنی مودیکہ کہ کتاب ہی حنیۃ آخر کتاب
 میں بجا خاتمۃ الکتاب ہوا کہ فیکم کیا گیا۔

اور نام اس طرح کہ قسط اس فی ہوائیۃ اربعین عباس رضی اللہ عنہما کہ اللہ المست و
 سیدہ العصمت اور بجای فصل قسط اس فرار دینا۔ اور بعض قسط اس متعل برانبات طلب
 بدلائل جلالہ بعض متضمنہ نقصان لایل ناموزون و نامسموار بالظہوری میران بالظمان

و استنقرار۔ قل کل تلعب فتربصوا فستعلمون من اصحاب الصراط السوی و من استبدی
 و ما علینا الا البلاغ المبین۔ و فوق کل فی علم علیم۔ اور اپنی صحیحہ قلب سے کہاں
 تصور ستول کر خوف کریمہ۔ و لفتح الموارین القسط کیم القیمہ۔ فلا ظلم نفس شہیا۔ و ان
 کان متقال حنیۃ من خردل اتینا بہا و کفی بنا حاسبین۔ و نیز بدینیت و عبد کریمہ

و لطف فی الذین اذا کتا اعلی الناس سیتوفون و اذا کالو کم اوز لو کم بحیر و ان
 بلا جانب داری لکھتا ہوں بقول حالس ہم سخن سنج میں غالب کے طرفدار ہوں
 حق کہ کہ جس کسی صاحب کا قصد تجربہ نسبت اس تحریر کی تو پانیدی شمر لایں
 صحیحہ ضرور ہے۔ سدا و نظر اندازی از اول تا آخر واجب۔ سدا و استیعاب
 مفصل ہر ایک طے قسط اس دلیل جو بہتر فصل کتاب ہے لازم۔ سدا و رستہ
 افضان بہت اضافہ بی جو ر و اعتصاف فقط

قسط اس اول جانا جا ہے کہ باصطلاح اہل حدیث شریف در حقیقت اثر

معنی مذکور نسبت اسلٹر کی سوا ہی سہی اصل اصول عقیدہ اہل اسلام خصوصاً اہل سنت
و جماعت کی اور کچھ فرقہ پیدا ہوا بلکہ بدولت اس حجت کی تلو آزار زاید از ثبوت
لگ گئی بالفرض اگر یہ صحت اثر مذکور میں نفرد راوی جو مختلف تفقات روایت نکر ہی محض
نہیں مگر یہ امر ضروری ہے کہ جزو واحد بمقابلہ نص مقبول نہیں جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق
محدث دہلوی قدس سرہ فی مدارج النبوة کی جلد اول میں تحریر کیا پس یہ قول عبارت
دافع الوساوس کا اس حدیث کو صحیح سمجھا جاوی اور حجتہ را اسکی ظاہر سی ثابت ہوتا ہی
بغیر حرج التسلیم کرنا چاہئے۔ پس یہ امر مسلم نہیں ہو سکتا ہے بشرطیکہ مخالف معنی
نص قطعی نہ ہو والا واجب التنازل ہے اور مفروض التوجہ جیسا کہ غلہ را د اسمہ سلف
صالح امام مستطانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ وقوع میں آیا مگر یہ امر کیسی مسلم ہو کہ جو حجتی
عبارت دافع الوساوس وغیرہ کی حکایت کری اور بھی وہ ہی بغیر حرج التسلیم کئے
جاوین اور حجتی اثر مذکور جو ائمہ مذکور نے بیان کئے ہیں بغایت الہی جل شانہ تمامہ
قضاطیس میں مدلل دلائل عقلیہ و نقلیہ کی گئی وہ غلط سمجھی جاوین اور کچھ باقی تحقیق اس
مطلب کی اوس قسط اس میں ہے جو متعلق بحجاب رسالہ مرغوب المسلمین فی رد قول
الجبائین مذکور ہے۔

قسط اس و ہم حق تعالیٰ تبارک جزای خردی علماء حامیان ملت و دین حیات
کو بھیلینج بالا نیز یا بغیر قول قال السیار و مناظرات بنگرا استفادہ تو تخفیف دلی دہ
محال نہ خواہم مفروضہ سی ساتھ ہمارے خاتم النبیین صلعم کی جہ مشابہت پر اہل ہمار
اضافت تو فرو دلائی۔ ماشاء اللہ تعالیٰ تقدس حسین ذات حضرت اعلیٰ و اقدس یہ
مشابہت ہے جسکا منشا لفظ نبی کنیکم وارد اثر مذکور سی باسلوب بدیع قضاطیس
آیہ میں حسب منطوق لازم الوثوق قل جبار الحق و زین الباطل ان الباطل کل
زہوق اور نیز تفسیر آیت۔ ہو الذی خلق سبع سموات و من الارض مثلہن الا یتر

و حجاب

معنی مذکور نسبت اس امر کی سوائی سہمی اصل اصول عقیدہ اہل اسلام خصوص اہل سنت
و جماعت کی اور کچھ پھر پیدا ہوا بلکہ بدولت اس صحت کی تلو آزار زاید از شبہ و
لک گئی بالفرض اگر صحت اثر مذکور میں نفور و راجح مخالفت نقات روایت نگرہی محض
نہیں مگر یہ امر ضروری ہے کہ جزو احد بمقابلہ نص مقبول نہیں جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق
محدث دہلوی قدس سرہی مداح النبوة کی جلد اول میں تحریر کیا ہے یہ قول عبارت
دافع الوساوس کا اس حدیث کو صحیح سمجھا جاویں اور حنفیہ اس کی ظاہری ثابت ہوتا ہی
بغیر چوں کہ تسلیم کرنا چاہئے کہ میں یہ امر مسلم نہیں ہو سکتا ہے بشرطیکہ مخالف معنی
نص قطعی نہ ہو والا واجب التاویل ہے اور غرض التوجہ جیسا کہ علحدہ ادا سہ سلف
صالح امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ وقوع میں آیا مگر یہ امر کسی مسلم ہو کہ معنی
عبارت دافع الوساوس وغیرہ کی حکایت کری اور سمجھو یہ بھی بغیر چوں کہ تسلیم کرے
جاوین اور معنی اثر مذکور جو ائمہ مذکور ان بیان کی ہیں بعینیت الہی جل شانہ تمامہ
قضاطیس میں ملال لای عقیدہ نقلیہ کی گئی وہ غلط سمجھا جاوین اور کچھ باقی تحقیق اس
مطلب کی اوس قسطاس میں ہے جو متعلق بحجاب رسالہ مرغوب المسلمین فی رد قول
الجبائلیں مذکور ہے۔

قسطاس دوم حق تعالیٰ تبارک جزای خیر دہی علما و حامیان ملت و دین مجتہدین
کو کچھ پہنچ جائے یا جو قلیل و قال ہنار و مناظرات تکرار اس قدر تو تخفیف دہی دیر
محالیت خواہم مفروضہ سی ساتھ ہمارے خاتم التبییین صلعم کی جہ مشابہت پر ناچار
اضافت تو فرود دلائی۔ ماشاء اللہ تعالیٰ تقدس جہن ذات حضرت اعلیٰ و اقدس یہ
استنباہ ہے جسکا منشا لفظ نبی کنیکم وارد اثر مذکور سی باسلوب بدیع قضاطیس
آبادہ میں حسب منطوق لازم الوثوق قل جبار الحق و ذوق الباطل ان الباطل کان
زہوقا۔ اور نیز تفسیر آیت۔ ہو الذی خلق سبع سموات و من الارض مثلہن الا یتسم

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اگر کہا جاوے کہ سرگادا ایمان متشابہات پر بلا کیف ہے تو اس لفظ نبی واقع فیہ کی تفسیر
 بشرط مذکور پہلا تاویل بلا کیف ایمان لانا چاہیے مانند آیات مذکورہ کی توجواب یہی کہ
 ذات نبی اور وصف نبوت بلا کیف نہیں بخلاف ذات اللہ تعالیٰ جل شانہ اور وصف
 اوستی کے کہ اس میں چند ان ضرورت تاویل نہیں کیونکہ ایمان بلا کیف ممکن ہے نزد
 حق نہیں اور امر متشروع ہی بخلاف لفظ نبی واقع فیہ کی کنیکہ کی کہ بوجہ مطلق بہ ہونے
 خاصیت کی آیتہ خاصیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں ساتھ انتہا رسالہ نبوت
 کے اور یہ خاص ذات خاتم النبیین صلعم کے اس میں تاویل ضروری او کی ہی نزدیک نہ لانا
 بلا کیف غیر محال ہے پس معلوم ہوا کہ یہ نزدیک محمد بن کے کلیہ میں اور فقہاء اور مفسرین رحمہم اللہ
 کا مذہب و بارہ متشابہات تاویل لفظ متشابہات ہی ہی بلا تفصیل مذکور و جل شانہ
 ہے کہ وہ کوئی حد ہی بعض مواضع اور زیر بار ہی سکی ہی غنی ہے لفظ متشابہات کو ایک حد ہی
 اور ایک وصف و لکن اس کی پر فرو دلاتی ہیں انہذا الفاظ آیات مذکورہ کی اوصاف ایہ پر
 متعلقیت و نظریہ تصرف و تسلط اجمالی و تفصیلی حفاظت و قبض و اتفاق و تسلط رزق
 و تجلی رنگ بچوں و ان بچوں کے فراق و جسد سبب بلکہ محبت ہی و اہل بیخ اور کجی
 الخادسی فرو دلاتی اور غایت اور حکمت ایر و لفظ متشابہات متجان ہی و رافقتان اہل بیخ
 جو مرصع القلوب و زردگی سخت میں فتنہ او تاویل باطل کے راہ جلتی ہیں اور رافقتان فی العلم راہ
 سلاست اور شداد قبول کرتی ہیں اور تاویل حسن مطالب ذہن الہی او حجت الہی جل شانہ
 کی جو عقاید اسلامی کچھ نقل و ثبات ہی کلام اللہ و احادیث رسول اللہ و قرآن و احادیث
 حج اربعہ جہ سے بلا تعارض و بخیخ تلف ہمہ گیری آیات بینات و احادیث صحیحہ و متفقہ
 کہ جبکہ منقولی و متکفل سے علم تفسیر و علم اصول و علم عقاید و قابل ہوتی ہیں وہ رافقتان
 فی العلم قبول متشابہات و رافقتان کرتی ہیں کہ پوری تاویل علم الہی میں ہے جل شانہ گدا
 کہتی ہیں فضل الہی سے فیضان علم رسول ہی بوجہ اس کے نمیکہ کی عالم الغیب فلا یعلمہ

اگر کہا جاسی کہ سرگاد ایمان متشابہات پر بلا کیف ہے تو اس لفظ نبی واقع فیہ کی تعلیم
 اثر مذکور پہلا تاویل بلا کیف ایمان لانا چاہیے مانند آیات مذکورہ کی توجہ یہی کہ
 ذات نبی اور وصف نبوت بلا کیف نہیں بخلاف ذات اللہ تعالیٰ جل شانہ اور وصف
 اوستی کے کہ اسمیں چند ان ضرورت تاویل نہیں کہونکہ ایمان بلا کیف ممکن ہے نزد
 محققین اور امر مشروع ہی بخلاف لفظ نبی واقع فیہ کی تعلیم کی کہ بوجہ مطلق بہ ہونے
 خاصیت کی آیت خاصیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین بن سائہ انہما رسالہ نبوۃ
 کے اور یہ خاص ذات خاتم النبیین صلعم کے اسمیں تاویل ضروری اونکی بھی نزدیک نہ لانا
 بلا کیف نہ غیر ممکن ہے پس معلوم ہوا کہ یہ نزدیک محمد بن کے کلیہ نہیں اور فقہاء اور متکلمین رحمہم اللہ
 کا نہ سبب و بارہ متشابہات تاویل لفظ متشابہ سبزی ہی ہی بلا تفصیل مذکور و اجابتاویل
 ہے کہ موقوفہ عند ربی بعض مواد میں اور زیاری مسکن ہی غنی ہے لفظ متشابہہ کو ایک حق سبحا
 اور ایک وصفہ لازم اوستی پر فرو دلاتی ہیں لہذا الفاظ آیات مذکورہ کی اوصاف ایہہ پر
 متعلقیت و نظریہ تصرف و تسلط اجمالی و تفصیلی حفاظت و قبض و اتفاق و سطر و وزن
 و رخی رنگ و بوی و انجکولی و افرار و مستند سبب باطلہ محبتہ یہی و اہل زیغ اور کجی اور
 الحادسی فرو دلاتی اور غایت اور حکمت ایر لفظ متشابہہ چنان ہی و افغانستان اہل زیغ
 جو مریدان قلب و زوکی سخت ہیں فتنہ او تاویل باطل کے راہ جلتی ہیں اور رسخان فی العلم راہ
 سلامت اور سند قبول کرتی ہیں اور تاویل حسن مطابق دین الہی او حجت الہی جل شانہ
 کی جو عقاید اسلام کی محل ثبوت است ہی کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ و قیام اصول و اجماع
 حجج اربعہ سے ہی بلا تعارض و بغیر تخالف سمجھ کر آیات ہدایت اور احادیث صحیحہات امتحان
 کہ جبکہ منقول و مشکفل ہے عالم تفسیر و عالم اصول و عالم عقاید او قابل حوالی ہیں وہ رسخان
 فی العلم بقول امثالہ و اعتراف کرتی ہیں کہ پوری تاویل علم الہی میں ہے جل شانہ مگر
 کہتی ہیں افضل الہی سے فصیحان علم رسول ہی بوجہ اس کی تفسیر کی عالم الغیب فلا یطہر

میں جملہ شقوق کو اور امثال اوسکی کو احتمالات تخلیہ کہا یعنی قابل اعتبار نہ ہونی اوسکی
 کو وجہ صرف دخل عقل کے بدون دلیل شرعی کے تسلیم کیا اور انہم میں منجانب ان احتمالات تخلیہ
 کی ایک احتمال کو یعنی پہلی وجہ خاتم الانبیاء حقیقی ہستی وجود اور خاتم کا جو مکمل ہوا قصرت
 اوسکی طبقات کا بانگ بلند ہو گیا بلکہ مرتبہ تعلیمات میں بدون انضمام کسی دلیل شرعی کی کہا۔
 چنانچہ اسپر شادی ملی نادلیل طباری سلسلہ کا جو شغل سی اور برید اور ختم کے اور کثبات
 اوسکی شریوں صفحہ میں یہ کہ لہذا میں انی اطلاق خاتم کا کیا اور نیز صفحہ تیسرے میں جس جگہ میں
 احتمال کا بیان کیا ہے کہ دوسری یہ کہ مقدم کے پہلے تیسری یہ کہ ہم عصر ہوں ہوں اور تقدیر
 نامانی آنحضرت صلعم کی خاصیت میں کچھ شبہ نہیں۔

کیا بلا جرات ہی کہ جس کسی اہل علم و سلف و خلف کوئی احتمال اسطی اصلاح اور تطبیق اور
 توجہ اور توفیق کے فیما بین نص قطعی نہ ہو یعنی۔ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں اور اثر
 مذکور میں یعنی فیہ ادم کا دیکھ اہم تا مباد امام فسطائی و زرقانی و سیوطی وغیرہ بید کیا او
 منظم بدلیل شرعی ہی ہے چنانچہ شرح اوسکی مساطین میں اکثر جہاز کوری تو نسبت اوسکی
 عبارت دافع اوسو اس ناطق ہونی کہ احتمال عقلی میں نص کو اس سے علاقہ نہیں علی ایضاً
 اس قسم کی جواب دیکڑا ل دیا اور حالانکہ حال مستحکم کی قال کی خرابیوں اور صعوبتوں
 کا جو کچھ کہ عبارت مذکور کو اور میں یہ دو منہجہ و منہجہ کو پیش آیا اوسکی حقیقت تمام
 فسطاسوں آئندہ سی واضح ہوتی ہے۔ انجہ بزود مہندی بدگیر ہی مہندی کے الزام کا
 کچھ خیال نہ ہا اسو اسطی کہ باوجود اس قول مذکور کے بہر معقول کا خیال کیا اور اوسکو اپنی
 واسطی حجت گردانا جیسا کہ صفحہ مذکور یعنی سبب میں یہ عبارت ہی کہ علاوہ برین ادکم
 کا ویکم میں شبہ کہ جو بدشکرت اسی اور بدایت پر حمل کرنا خلاف معقول ہے۔

اور معقول مذکور عام ہی اس سی کہ بعضی مصطلح ہو یا بمعنی باید کہ العقل بدیون انضمام
 الدلیل شرعی میں معلوم ہوا کہ اوسکو اعتبار معقول صرف ہی درست ہی باوجود تسلیم درست

میں جبکہ متفق کو اور امثال اوسکی کو احتمالات عقلیہ کہا یعنی قابل اعتبار نہ ہوں اونکی
کو بوجہ صرف دخل عقل کہے بدون دلیل شرعی کے تسلیم کیا اور ہم میں منجملہ ان احتمالات عقلیہ
کی ایک احتمال کو یعنی پہلی وجوہ خاتم الانبیاء حقیقی سی وجود اور خاتم کا جو کمال ہوا قصور نہ
اونکی طبقات کا بانگ بلند ٹھکرانے کا بلکہ برتری و عظمت میں بدون انضمام کسی دلیل شرعی کی کہا۔
چنانچہ اسپر شاہ پہلی نادلیل طباری سلسلہ کا جو مشعل سی اور بیدار اور مخم کہ اور کہنا
اسکی شیریں صفحہ یہ کہ لہذا میں انی اطلاق خاتم کا کیا اور نیز صفحہ تیسری میں جس جگہ تین
احتمال کا بیان کیا ہے کہ دوسری یہ کہ مقدم پہلی تیسری بہ کہ ہم عصر ہوں اور تقدیر
ثانی آنحضرت صلعم کی خاتمت میں کچھ شبہ نہیں۔

کیا بلا جرات ہی کہ جس کسی اہل علم نے سلفاً و خلفاً کوئی احتمال اسطی اصلاح اور تطبیق اور
توجیہ اور توفیق کے فیما بین بعض قطعی مذکور یعنی۔ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں اور اثر
مذکورین یعنی ادم کا دیکھ اہم یا مہتمام فسطائی و زرقانی و سیوطی وغیرہ بیدار کیا اور
منظم بدلیل شرعی ہی ہے چنانچہ شرح اوسکی فسطائین غنیہ اکثر جاننا کوری تو نسبت اوسکی
عبارت دافع اوسو اسنا طوق ہوئی کہ احتمال عقلی میں بعض کو اس سے علاقہ نہیں علی اعتبار
اس قسم کی جواب دیکر نا بدیا اور حالانکہ حال اس قسم کی خال کی خرابیوں و صعوبتوں
کا جو کچھ کہ عبارت مذکور کو اور میں مجھ و میں غلطہ کو پیش آیا اوسکی حقیقت تمام
فسطاسون آئیدہ سی واضح ہوتی ہے۔ ایچہ بر خود پسندی بدگیری منہد کے الزام کا
کچھ خیال نہ ہا اوسو پہلی کہ باوجود اس قول مذکور کے بہر معقول کا خیال کیا اور اوسکا اپنی
واسطی حجت گردانا جیسا کہ صفحہ مذکور یعنی ستم میں یہ عبارت ہی کہ علاوہ برین ادکم
کا ویکم میں شبہ کو مجر و شیرکت اسی اور ہدایت پر حمل کرنا خلاف معقول ہے۔

اور معقول مذکور عام ہی اس سی کہ بعضی مصطلح ہو یا بمعنی باید کہ العقل بدون انضمام
الدلیل الشرعی میں معلوم ہوا کہ اونکو اعتبار معقول صرف یہی درست ہی باوجود تسلیم درستی

احتمال منقول ہے اور نہ عبارت دافع الوساوس کو مقبول۔ احتمال اول یعنی ہونا خاتمہ
 کا بعد وجود چار مراحعاتم النبیین صلی علیہم وسلم کے قطعاً عبارت مذکور کو بھی نامقبول ہی قلمباز ثابت
 اس بحث سے کہ خواہم طبقات تثنائیکہ کی مطیع شریعت محمدیہ صلی علیہم وسلم یعنی چار سی خاتم النبیین صلی علیہم وسلم
 کے ہیں یا اپنی اپنی طبقہ کی شریعتہ میں مستقل ہیں خارج ہی کہ ظاہری اور احتمال
 دوسرا کہ یہ خواہم اس خاتم حقیقی سے مقدم ہو ہی ہوں البتہ قابلیت اس بحث کی رکھتا ہے
 لیکن اس صفحہ تیسری عبارت یک نخت ساکت ہی اور الیکم مگر تیسریوں صفحہ میں اتباع
 شریعت محمدیہ صلی علیہم وسلم میں مضمون قابل ہوئی کہ چونکہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما وجود سلاسل
 نبوت ہر طبقہ میں ثابت ہی اور ہر سلسلہ کی واسطی ایک آخر ضروری بنا علیہ میں
 لئے خواہم کا اطلاق کیا یعنی خواہم اضافیہ کی نہ معنی اسکی کہ کثرت نبویہ اس کے
 طبقہ کی خاص ہی اور ہر ہر طبقہ میں وہاں کی انبیاء کی نبوت مستقلہ ہی کیونکہ یہ
 اگر کسی دلیل سے ثابت نہیں اور میری رائی ہرگز اس طرف مایل نہیں میری طرف
 اس امر کو نسبت کر مضمون ہفتی ہر چنانچہ جاسی کہ وہ عبارت واقع صفحہ سوم ہی
 جو الیکم ہی باین کلام متکلم ہو ہی اور لول اولیٰ کہ اس صورت میں ہی اپنی مقدم ہوئی ہیں
 خواہم سہ اضافیہ کی چار مراحعاتم النبیین صلی علیہم وسلم سے متبع شریعت محمدیہ ہی کی ہیں
 نبوت مستقلہ یعنی شریعت متعلقہ نہیں کہنی جیسا کہ احتمال سوم کی شق مقبول یعنی شق
 دوم میں عبارت دافع الوساوس نسبت اتباع خواہم اضافیہ کی بہ نسبت شریعت محمدیہ
 بانامی صورت گویا اولیٰ پس وہابی واقع صفحہ تیسری کا ہی باین تفسیر مفسر ہو کر متعلق اور
 ہو گیا یعنی شریعت مستقلہ نہیں کہتی تھی پس اب تباہ نیک جانا چاہی کہ در صورت
 ہم عصر ہوئی ان خواہم سہ کی کیا لکھ لکھ عرصہ کی ہی ایک ہی زبان نبوت ہی کیونکہ یہ
 تفصیل تو نسبت زبان حیات اور وفات خاتم النبیین حقیقی ہے صلح ورنہ روز کثرت
 سی تا قیامت آپ ہی کا زمانہ اور عصر ہی اسکی کہ اس شریعت کو نسخ ہی نہیں پس نعم

احتمال متحول ہے اور نہ عبارت دافع الوساوس کو مقبول۔ احتمال اول یعنی ہونا حاکم
 کا بعد وجود ساری خاتم النبیین صلعم کے قطعاً عبارت مذکور کو بھی نامقبول ہی قابلِ اقامت
 اس بحث ہی کہ خاتم طبقات تختانیہ کی مطیع شریعت محمدیہ صلعم یعنی ساری خاتم النبیین صلی
 علیہم و آلہم و سلم کی طبقہ کی شریعت میں مستقل ہیں خارج ہی کہ ظاہری اور احتمال
 دوسرے کہ یہ خاتم اس خاتم حقیقی سے مقدم ہو ہی ہوں البتہ قابلیت اس بحث کی رہتا ہے
 لکن اس صفحہ تیسری عبارت یک لخت ساکت ہی اور ایک مگر تیر سو بی صفحہ میں اتباع
 شریعت محمدیہ صلعم میں مضمون قابل ہوئی کہ چونکہ اثر اس عباس رضی وجودہ سلاسل
 نبوت ہر طبقہ میں ثابت ہی اور ہر سلسلہ کی واسطی ایک آخر ضروری بنا علیہ میں
 نے خاتم کا اطلاق کیا یعنی خاتم اضافیہ کی نہ یعنی اسکی کہ لخت نبویہ اس کے
 طبقہ کی خاص ہی اور ہر طبقہ میں وہاں کی انبیاء کی نبوت مستقلہ ہی کیونکہ یہ
 امر کسی دلیل سے ثابت نہیں اور میری رائی پر گزرا اس طرف مایل نہیں میری طرف
 اس امر کو نسبت کر مئی ہفتہ تیری ہی رہ چکا نا چاہی کہ وہ عبارت واقع صفحہ سوم ہی
 جو ایک ہی بابین کلام متکلم ہوئی اور لول اولیٰ کہ اس صورت میں ہی یعنی مقدم ہوئی میں
 خاتم سہ اضافیہ کی ساری خاتم النبیین صلعم پر ہی وہ متبع شریعت محمدیہ ہی کی میں
 نبوت مستقلہ یعنی شریعت متعلقہ نہیں رکھتی جیسا کہ احتمال سوم کی شوق مقبول یعنی شوق
 دوم میں عبارت دافع الوساوس نسبت اتباع خاتم اضافیہ کی بہ نسبت شریعت محمدیہ
 بانامی صورت گویا پہلی اس وجہی واقع صفحہ تیسری کا ہی بابین تفسیر مفسر ہو کر متعلق اور
 ہو گیا یعنی شریعت مستقلہ نہیں کہتی تھی اس اب بتا لے نیک جانا چاہی کہ در صورت
 ہم عصر ہوئی ان خاتم سہ کی کیا بلکہ بعد عصر کی ہی ایک ہی زمانہ نبوت ہی کیونکہ یہ
 تفصیل تو نسبت زمانہ حیات اور وفات خاتم النبیین حقیقی ہے صلعم ورنہ روز لخت
 سنی تاقیامت آپ ہی کا زمانہ او عصری اسکی کہ اس شریعت کو نسخ ہی نہیں پس نعم

کہ رسول دین میں جنکو نظم و ان شریعت حاصل ہے یہ امور جو عبارت سے پوری شریعت محمدیہ
 سے بذریعہ الہام پہنچا کر منہام حاصل ہو کر اطمینان بخش اور تسلی دہ کہ قابل اعتقاد و عمل
 قطعی ہو مشروع شریعت الہی و مستون سنت الہیہ نہ ہوں۔ انہیں ان رزق و انزال کہ جو
 لازمہ ہی پوری شریعت کا کہ جب تک تکفل و ذمہ دار ملک ہی یعنی جبریل علیہ السلام کہ جو قور
 داد عبارت واضح الوساوس نہیں ہے واقع صفحہ ششم ہی کہ اوچین و ساطت ملک خصوص
 جبریل معبر کہی ہے اسکی بھی خلاف ہوا ہی اور وہ لازمہ برپا ہوتا ہی۔ اور تیسرے
 یہ کہ یہ امر خلاف سنت الہی جلشانہ ہی کہ دوبارہ انزال شریعہ اور ارسال سل یہ
 طریقہ بالی اور سلوک نہیں ہوا ہی۔ قولہ تعالیٰ سنت اللہ فی الذین علو من قبلہ من
 تجد سنت الہی تبدلہ اور قولہ تعالیٰ من تجد سنت الہی تبدلہ۔ اسکی سند شدی ہے
 چوتھی یہ کہ شاعت اس امر کی از قبل تنبیہ یا ضار قبل ان ذکر علاوہ برین ہی در پردہ جو کہ
 خاتمیت مطلقہ کہابی نسبت ان خاتمہ مست کی کیا فائدہ بہر صاف ہی کہنا تھا اسلی کہ کثر
 یہ شریعت محمدیہ مطلقہ جسکی مستحق وہ ذات بركات ہی کہ جسکو خاتم حقیقی کہ تعبیر کرتی ہو باہر
 بتا ہوا نہ تھا بہینہ کذا لئلا ذکر وہ بلا وساطت خاتم حقیقی بلکہ بدون جو دیا جو اور بغیر طور
 پر نو خاتم حقیقی کی پہنچی گو بذریعہ الہام ہی سہی کہ یہی ہم معنی و حسی ہے نہ جس حسی بحق
 انبیاء و علم بعض امور میں جو ان قبیل احکام اور عقاید نہونہ کہ پوری شریعت میں جو کہ حسنیت العمل
 دلائل اعتقاد ہی مانند ما نحن فیہ کہ میں پوری شریعت کا ہی مگر اگر بغیر محال شریعت الہی پہنچا دی و الی
 ما نحن فیہ کہ میں پہنچا دی اسباب فرضی الہی کہ جس کا بکار پہنچا دی اور ہم پہنچا دیہ و منہما خاتم حقیقی کہ
 پہنچا دی اور کہابی بات ہی جو خاتم و اتہام حقیقی کے۔ پہنچا دیہ کہ اگر شریعت تامہ کا نہ
 کہ جس میں سہر وہی تغیر و تبدل نہو کہ یہ سہلزم ہی استدراک کو اسی لئی خلاف سنت الہی ہے
 جیسا کہ قولہ تعالیٰ من تجد سنت الہی تبدلہ کذا یا تو اثر ذ شریعت جو مستوجب نسبت
 انہیان اور سہو او غفلت کو طرف جناب حضرت الہی جلشانہ کی خود بابہ نہ ہا کہ موجب کثر

کہ اصول دین میں جو کچھ ظہورِ حق میں شریعتِ جاہل ہے یہ امور جو عبارت ہی پوری شریعت محمدیہ
 سی بذریعہ اہلِ ایمان یا اہلِ بیت منہام حاصل ہو کر اطمینان بخش اور تسلی دہ کہ قابلِ اعتقاد و عمل
 قطعی ہو مشروع شریعتِ الہی و مستول سنتِ الہیہ نہ ہو کہ نہ ہر ایک رزق و انزال کہ جو
 لازمہ ہی پوری شریعت کا کہ جب تک تکفل و ذمہ دار ملک ہی یعنی جبریل علیہ السلام کہ جو طور
 و احوال عبارت دافع الوساوس بھی ہے واقع صفحہ ہشتم ہی کہ اوکل و ساطت ملک خصوص
 جبریل محسوس کہی ہے اسکی بھی خلاف ہوتا ہی اور وہ لازمہ برباد ہوتا ہی۔ اور تیسرے
 یہ کہ یہ امر خلاف سنت الہی جلشانہ ہی کہ دربارہ انزال شریعت اور ارسال سل یہ
 طریقہ بالی اور مسلک نہیں ہوتا ہی۔ قولہ تعالیٰ سنت اللہ فی الذین حلوم قبلہن
 تجد سنت اللہ تبدیلا۔ اور قولہ تعالیٰ من بعد سنت اللہ تحولا۔ اسکی سند شد ہی نہ
 جو اپنی نہ کہ شاعت اس امر کی از قبل متنبیہ یا ضابطہ انزال ذکر علاوہ برین ہی در پردہ جو
 خاتمیت مطلقہ کیا ہی نسبت ان خواہم سے کی کیا فائدہ بہر صاف ہی کہنا تھا اسکی کہ گاہ
 یہ شریعت محمدیہ مطلقہ جسکی مستحق وہ ذات باریکات ہی کہ حکم و خاتم حقیقی کر تعبیر کرتی ہو باہر
 تمام ہر شے بہینہ کنال مذکورہ بلا وساطت خاتم حقیقی بلکہ بدولت جو دیا جو داو بغیر طور
 پر نو خاتم حقیقی کی پہنچی گوئی بذریعہ اہلِ ایمان ہی سہی کہ یہ بھی ہم سخی و حسی ہے نہ حسی و حقیقی
 انبیاء و علم بعض امور میں جو از قبیل احکام و عقاید ہونے کہ پوری شریعت میں جو کہ جس حالت العمل
 دلائل و عقائد ہی مانند ما نحن فیہ کہ کہیں پوری شریعت کا کسی مگر اگر فرض حال شریعت میں کہ کیا جاوی اولی
 ما نحن فیہ نہیں کیا ہی ایسا فرض ہی تو ہی جسے کا باریک بینی اور ہم سخی یا بدو میں نہ ہا ہم سخی کا کہ
 باہر اور کیا ہی بات رہی کہ جو ہم و اہلِ ایمان حقیقی کے۔ یا چونکہ یہ کہ مگر اگر شریعت تمامہ کا
 کہ جس میں ہر موہی تعبیر و تبدیل نہ ہو کہ مستلزم ہی استدراک کو اسی ہی خلاف سنت الہی ہے
 جیسا کہ قولہ تعالیٰ و من بعد سنت اللہ تبدیلا گذرایا تو اگر شریعت جو مستلزم ہے نسبت
 انبیان اور سہو و غفلت کو طرف جناب حضرت الہی جلشانہ کی ان خود باہر نہا کہ موجب کفر

الی تحت الشری فیما شفی ویا تہنی والہ علم وعلما تم۔ قسطاس سقیم اور عبارت ما انزل
 بنوی اور جلال الدین محلی سے خواہ مخواہ سمجھ لینا عبارت دافع الوسواس کا وجود خواہ تم ستہ کو
 زور آوری محض ہے اسلی کہ جائزی یہ کہ نہزل امر کو کہ مفہم لوجی ہے تحت اینہ۔ اللہ
 الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلیں تنزیر الامین من اللہ من السماء السابعة الی الارض
 السفلی۔ نسبت ہماری خاتم حقیقی طبقہ اول کی ہو یا بمعنی کہ اثر عمل اور عقیدہ اس وحی کا
 بعد نزول ہماری خاتم حقیقی طبقہ ارض علیا پر تمام طبقات شہ میں ممکن ہے بدون وجود خواہ مخواہ
 ستہ کی کہی جسکو عبارت دافع الوسواس اور من بعد ہی بنی صاحب وحی قرار دیتی ہیں یا من بعد
 کہ خواہ مخواہ امر وہی ہو خواہ مخواہ امور مستقبلہ ہوا وشرق ثانی یعنی وحی امور مستقبلہ مقبول
 عبارت دافع الوسواس ہے بخلاف وحی امر وہی کے جو تبا و طوفان واقع ہوئی ہے جیسا کہ
 پیشتر گذر چکا۔ تفصیل اسکی قسطاس سی ششم قسطاس سی شہم اور خاتمہ الکتاب میں منجمل ہے
 قسطاس ششم اور ان خواہ مخواہ کا جو ماقبل عصر آنحضرت صلعم گذری صاحب وحی ہونا
 باین معنی کہ چوپڑی بوساطت ملک نازل ہو خواہ مخواہ امر وہی ہو خواہ مخواہ اخبار مستقبلہ
 ہو وہ بنی ہی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس واقعہ صفحہ ششم سی اس باب اتباع شریعت محمدیہ
 صلعم میں حیث العمل قبل از نزول اسکی ہماری خاتم السیخ طبقہ اولیٰ پیغمبرین کے طائر
 ورنہ تکرار شریعت یا توار نہ شریعت اور نیز الزام مالا یزعم خلاف مقتضای کریمہ۔ واما کذا
 مخدین حتی نبعت رسولاً۔ لازم آتا ہی جیسا کہ گذر چکا کہ مقتضی ہے استقلال شریعت خواہ مخواہ
 ستہ کو جو منافعی ہی اتباع مذکور کو اور تکرار اور توار کہ جسکی ذیل میں الزام مالا یزعم مذکور ہی
 متواری ہو سکتا ہی متلزم ہی استحقاق ان خواہ مخواہ کو نسبت خاتمیت مطلقہ مستقلہ
 کی جو کہ متلزم ہی اقتضای ثلثیت خواہ مخواہ کو فی الجملة نسبت خاتم النبیین خاتم حقیقی صلعم
 کی اسواسطی کہ ہر گاہ یہ شریعت خاتمیت جو مخصوص ہی ہر ایسا ستہ خاتم حقیقی کے کوئی
 تجاوز کیا طرف خواہ مخواہ مفروضہ کی تو وجود لوازم ذاتی خود دلیل ہے اور وجود ملزم

قسطاس سقیم

قسطاس ششم

الی تحت الشری فیما اتفی ویا لہنی والدہ علم وعلما تم۔ قسطاس سقیم اور عبارت ما لہ الشری
 بنوی اور جلال الدین محلی سے خواہ مخواہ بوجہ لینا عبارت دافع الوسواس کا وجود خواہ تم ستمہ کو
 زور آوری محض ہے اسلی کہ جانیری یہ کہ نہ نزل امر جو کہ مقتضی لہی ہے تحت ایہ۔ الشہ
 الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن تنیر الایمن من الایمن من السماء اسالۃ الی اللہ
 السفلی۔ نسبت ہماری خاتم حقیقی طبقہ اول کی ہو یا بنی معنی کہ اثر عمل اور عقیدہ اس وحی کا
 بعد نزول ہماری خاتم حقیقی طبقہ ارض علیا پر تمام طبقات تہ میں ممکن ہے بدون وجود خواہ تم
 ستمہ کی کہی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس اور سہ پہی بنی صاحب وحی قرار دیتی ہیں یا بنی معنی
 کہ خواہ وحی امر وہی ہو خواہ وحی امر مستقبلہ ہوا وشرق ثانی یعنی وحی امر مستقبلہ مقبول
 عبارت دافع الوسواس ہے بخلاف وحی امر وہی کے جو توجہ و طوقاً واقع ہوئی ہے جیسا کہ
 پیشتر گذر چکا۔ التفصیل اسکی قسطاس ستمہ قسطاس ستمہ اور خاتمہ الکتاب میں بخوبی ہے
 قسطاس ستمہ اور ان خواہ تم ستمہ کا جو اقبل عصر آنحضرت صلعم گذری صاحب وحی ہونا
 باین معنی کہ پیغمبر حیوانی طاقت ملک نازل ہو خواہ وحی امر وہی ہو خواہ وحی اخبار مستقبلہ
 ہو وہ بنی ہی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس واقعہ صفحہ ششم سی اس باب اتباع شریعت محمد
 صلعم میں حیث العمل قبل از نزول اسکی ہماری خاتم النبیین طبقہ اولیٰ پر مفید ہیں کہ طائری
 ورنہ تکرار شریعت یا توارد شریعت اور نیز الزام مالا یلزم خلاف مقتضای کریمہ و ما کان
 مخدین حتی نجات رسول۔ لازم آتا ہے جیسا کہ گذرا جو کہ مقتضی ہے استقلال شریعہ خواہ تم
 ستمہ کو جو منافعی ہی اتباع مذکور کو اور تکرار اور توارد کہ جسکی فعل میں الزام مالا یلزم مذکور ہی
 متواری ہو سکتا ہے متلزم سی انتحاق ان خواہ تم ستمہ کو نسبت منصب خاتمتیت مطلقہ مستقلہ
 کی جو کہ متلزم سی اقتضای ثلاثیت خواہ تم ستمہ کو فی الجملہ نسبت خاتم النبیین خاتم حقیقی ستمہ خواہ تم
 کی اسواسطی کہ ہر گاہ بہ شریعت خاتمتیت جو مخصوص تھی سراپا ساتھ خاتم حقیقی کے اتنی
 تجاوز کیا طرف خواہ تم مفروضہ کی تو وجود لوازم ذاتی خود دلیل ہے اور وجود ملزم

قسطاس
 سقیم

قسطاس
 سقیم

فعل مذکور ظاہر ہو جاوی کہ یہ فعل اور سی ہی صادر ہو اسی قصہ الحاصل یہ کلام ہر پہلو
باطل ہے اور لا طائل کہ جس سے عقیدہ اسلام ہو یا ہی زائل۔ اور وقوع اس فقرہ
مذکورہ کا یعنی خواہی ہو وہی ہو عبارت دافع الوسواس میں استطراد اپنی اصل مفہوم مرد
میں اور شوق مقبول نہیں یہی فقرہ مذکور سی خواہ وہی ہو خواہ اخبار مستقبلہ ہو یا قیام
یا الفہم الاثم والاعلم قسطاً اس تہم پر عبارت دافع الوسواس کہ اب سمجھا جاوی کہ
لقد خواہم بحسب لقد و طبقات سی یہ نہیں لازم آتا کہ سب خاتم حقیقی ہوں تاکہ اوسکی
محال ہوں کا عقلاً و نقلاً فتویٰ یا جاوی اور نہ یہ لازم کہ سب خاتم اصنافی ہوں یا لازم
آوی کہ ختم نبوت انحضرت صلعم اضافی ہو ہو باطل بلکہ صورت ثالث ہی محتمل ہے کہ انحضرت صلعم خاتم
حقیقی جملہ انبیاء و احوال طبقات ہوں اور ہر طریقہ بخانیکی آخر خاتم اضافی نسبت انبیاء اپنی اسی طبقہ
ہوں جیسا کہ اس طبقہ میں حضرت عیسیٰ کی نسبت ساتھ خاتم الانبیاء کی ہی پس باوجود امکان اس صورت
کی مطلقاً لقد خواہم کہ حجابہ نبی تکیم سی استفادہ ہی باطل کہنا خلاف داعی سی۔ پس یہ جان
جاوے کہ فتویٰ فیہی عقلاً عبارت دافع الوسواس ہی کا کام ہی یہ عبارت مذکور فضول ہی بلکہ ضروری
المنع ہی کہ جو منشاء ہی اسی ایسی فاسد عدیدہ مستحیل کی لزوم کا جس سے پہلی بتہ خاتمیت بلکہ تمام
ہائیت دین اسلام ہی جنانکہ تاقی فساطیس میں سی تذکرہ ہی اس پر عمل کیا جاوے جس سے ہی بیت
اور توفیق درمیان آج یہ خاتمیت اور انرا تذکور حسب یہ دوسری تمام سلف صالح حاصل ہو جو کہ نتیجہ
تمام فساطیس کے اور مختصر کیا ہر ضروری تمہیدان ہی کو ہو یا ہی وہ یہی کہ اعتبار قید اضافت
نسبت خواہم نہ نسبت انہی انہی طبقات کی کہ ضرور نہیں در صورت ثبوت خاتمیت مطلقہ خاتم ہندیں صلعم
کی علی المطلق کہ وہ کفایت کرتی ہی ہر طبقات باقیہ کو اور محتاج اضافت نہیں کہ نہ یہ عقلی کچھ
دین میں مفید نہیں بلکہ مرضی اسلئی کہ موجب شرک نبوت میں بھی خلاف عقیدہ اسلام ہی قطع نظر
خاتمیت ہی کہ امر لاحق ہی ثبوت کو اور خود شرکت ہی منازعہ ہی نہ ہی مطلب خاتمیت خاتم ہندیں
صلعم کو جو بظرف غایر اصل منشاء خلاف عقیدہ اسلام کا ہی راہی ہی شرکت حقیقی ہو یا شرک

مطالعہ

فعل مذکور ظاہر ہو جاوی کہ یہ فعل اور سی ہی صادر ہو اسی المقصد الحاصل یہ کلام بہر پہلو
باطل ہے اور لا طائل کہ جس سے عقیدہ اسلام متوہابی زائل۔ اور وقوع اس فقرہ
مذکورہ کا یعنی خوشی اور اپنی ہو عبارت دافع الوسواس میں استطراد و اپنی مل مفہوم مردود
میں اور شنی مقبول ہے یہی فقرہ مذکور ہی خواہ وہی ہو خواہ اخبار مستقبہ ہو یا فہم۔
بالفہم لازم و الیہ علم۔ فسطاطش ختم بہ عبارت دافع الوسواس کہ اب سبھا جا ہی کر
لقد خواہم بحسب تعدد طبقات سی یہ نہیں لازم آتا کہ سب خاتم حقیقی ہوں تاکہ الوسوس
محال ہوں کی عقل و قللاً فتویٰ یا جاوی اور نہ یہ لازم کہ سب خاتم اضافی ہوں تاکہ لازم
آوی کہ ختم نبوت انحضرت صلعم اضافی ہو ہو باطل بلکہ نبوت ثالث ہی فعل ہے کہ انحضرت صلعم خاتم
حقیقی حبلہ انبیاء و علیہ طبقات ہوں اور ہر طریقہ حق فیہ کی آخر خاتم اضافی نسبت انبیاء اپنی ہی طبقہ
ہوں جیسا کہ اس طبقہ میں حضرت عیسیٰ کی نسبت ساتھ خاتم الانبیاء کی ہی پس باوجود امکان اس نبوت
کی مطلقاً لقد خواہم کہ کہ جائے کسی تکبیر سی مستفاد ہی باطل کہنا خلاف داعی ہے۔ پس یہ جاننا
جائیسی کہ فتویٰ فیہ عقل عبارت دافع الوسواس ہی کا کام ہی یہ عبارت مذکور فضول ہی بلکہ ضروری
المنع ہی کہ جو منشا ہی ایسی ہی مفاسد عدیدہ مستحیلہ کی لزوم کا جس سے رہتی یہ خاتمیت بلکہ تمام
ماہیت دین اسلام ہی جہاں کہ نام فی ساطیس میں ہی تذکرہ ہی پس وہ عمل کیا جاسی جس سے تطبیق
اور توفیق در میان آتی خاتمیت اور انہ مذکور حسب پیغمبر نام سلف صالح حاصل ہو جو کہ بتدریج
تمام قسا طیس کے اور مختصر کیا ہر ضروری ہی بیان ہی مذکور ہو تا ہی وہ یہی کہ اعتبار قید اضافت
نسبت خواہم نہ نسبت اپنی ہی طبقات کی کہ یہ ضرور نہیں صدق نبوت خاتمیت مطلقہ خاتم ہدیین صلعم
کی علی الاطلاق کہ وہ کفایت کرتی ہی ہر طبقات یا قیہ کو اور محتاج اضافت نہیں کہ یونکہ یہ امر عقلی کچھ
دین میں مفید نہیں بلکہ مضری اسلامی کہ جو ب شکر نبوت میں ہی خلاف عقیدہ اسلام ہی طبع نظر
خاتمیت ہی کہ امر لاحق ہی نفس نبوت کو اور خود شرکت ہی سائرہم ہی برنجی مطلب خاتمیت خاتم
صلعم کو جو نظر غایر اصل منشا خلاف عقیدہ دین اسلام کا ہی ہر اس ہی شرکت حقیقی ہو یا شرکت

و ساطع

طبقہ علیہ لکھا گیا جتنا جتنی حق میں صحیح علما راستی کا بنیاد نبی اسیر اور ہی صریح اور کلمہ
استعداد و الطبع کا نبوۃ پر لکھا ہوتا تاکہ فعلیت نبوۃ کا تذکرہ ہو تاکہ یقین ہو سکے کہ مسیح
علما اس طبقہ ارض علیا کی نسبت اس عقیدہ استعداد و صلیق کی ساتھ عدم فعلیت کی انتہا
صدیق یعنی صدیق طبقہ ارض علیا کی بموجب حبیبیت لو کال حبیبی نبی لکھال جعفر شرف الکلمین
اور نبی حکیم الاستعداد و الطبعت بالغ قوی متبحر الفطرت ہو تا ہی اہر صورت یعنی حقیقہ و اضافہ
لہذا نسبت الی حد یقین کے باوجود استعداد و کامل کہ جو ثابت ہی اسی میں نہ تھا یہی
کہ خبر فرمائی اور اثر ہی ہر گز نہ مرتبہ عالی پر کے اطلاق ہی کا نہ یہ نسبت مورد خاص
صدیق مذکور یعنی حضرت مگر یہ نسبت مفہوم عام حدیث مذکور اور افراد مثال حضرت
عمر پر نہ تھا یا باکیا اور مجموعہ اجتماعی رہا پس مسئلہ اجتماعی ہو گیا خلاف اجماع باطل ہی پس
فعلیت نبوۃ مذکورہ ہر گاہ باطل ہوئی تو خاتمیت حقیقہ ہو یا اضافیہ جو کہ امر لاحق ہی قطعاً
بوجہ خاتمیت مطلقہ حقیقہ طریق اول باطل علی القیاس حال نبوۃ و خاتمیت حقیقہ و اضافیہ
طبقات سافہ سمجھا جائی ورنہ اختلاف حکم افراد و نوع واحد متفقہ الحقیقہ و الخاتمیت فی ذاتہا
فی نفس الخاصۃ لازمتہ جو کہ سہر باطل ہی لازم آتا ہی جو منشاء ہی ترتیب آثار مختلفہ کا
پیش ہر ہو گیا خاتمیت تاکہ کسیور سائی کہاں جو امر لاحق ہی نبوۃ کو نفس نبوت تک
ہی سوای استعداد کی مانع گزراہ ہی دست داری نہیں ہو سکتی فافہم بالفہم الاتم اور یہ دعویٰ
عبارت دافع الوسواس کا اور اسکی ہم عقیدہ عبارات اہل سایل کا باوجود امکان اس صورت
کے مطلق تعدد خواہم کو حجاب فی کل منہی کہیکم سی استفادی باطل کہنا خلاف داب
علما ہی۔ آج خود باطل ہو گیا اسلی کی استفادہ مطالب خاتمیت کا اثر مذکور ہی اگر حکم
ہنیں کہو کہ اس جگہ مذکورہ اثر مذکور میں اثر لفظ خاتم ہی نہیں خ منشاء اس سورہی کا اسر
ہو تا حالانکہ اس پر ہی بعض قسطاس میں متحالہ مبدی ہی میں پس واضح ہوا کہ یہاں سوای
ایک نتیجہ عقلیہ فکریہ رویت کی کہ سب کا منشاء سورہی ہے اور یہ نہیں اور یہ سورہی ہی صریح

طبقہ علیہ نہ تھا کیا جاتا جسکی حق میں صحیح علم راستی کا بنیاد بنی اس پر اوردی صریح اور کمال
 استعداد و انظار کا نبوہ نہ تھا نہ تو مالکیت نبوہ کا تذکرہ ہوتا مالکیت کے سکوہ کے صحیح
 علماء اس طبقہ ارض علیہ کی نسبت اس عقیدہ استعداد و صلیق کی ساتھ عدم فعالیت کی تشریح
 صلیق یعنی صدیقی طبقہ ارض علیہ کی جو حسب بحث لو کا لاجی ہی بنی لکھل چھ شرف و التکلیف
 اور شرف و التکلیف الاستعداد و الحالت بالغ قوی و متبحر الفطرت ہو آہی بہر صورت یعنی حقیقہ و اضافہ
 لہذا نسبت الی حد یقین کے باوجود استعداد و کامل کے جو ثابت ہی اسی میں تشریف ہی
 کہ خبر فرج سی اور اثر سی ہر کوہ مرتبہ عالی پر کے اطلاق ہی کا نہ یہ نسبت مورد خاص
 حدیث مذکور یعنی حضرت عمرؓ پر نسبت مفہوم عام حدیث مذکور اور افراد مثال حضرت
 عمرؓ پر شرفا بابا گیا اور مجموعہ اجاعی راسخ مسئلہ اجاعی ہو گیا خلاف اجاع باطل ہی پس
 فعلیت نبوہ مذکورہ ہر گاہ باطل ہوئی تو خاتمیت حقیقہ ہو یا اضافیت جو کہ امر لاحق ہی قطعاً
 بوجہ خاتمیت مطلقہ حقیقہ طریق اولی باطل علیٰ ذلہ القیاس حال نبوہ و خاتمیت حقیقہ و اضافیت
 طبقات ساقلہ سمجھا جائی ورنہ اختلاف حکم افراد و نوع واحد متحدہ الحقیقہ و الیائیت فی ذاتہا
 فی نفس الخاتمۃ الازمنہ جو کہ اس پر باطل ہی لازم آتا ہی جو منشاء ہی ترتیب آثار مختلفہ کا
 پس ہر ہو گیا خاتمیت تک تو کسی و سامی کہاں جو امر لاحق ہی نبوہ کو نفس نبوت تک
 ہی سوامی استعداد کی مانع کوتاہ ہی دست داری نہیں ہو سکتی فافہم بالفہم الاتم اور یہ دعویٰ
 عبارت دافع الوسواس کا اور اسکی ہم عقیدہ عبارات اہل سبیل کا باوجود امکان اس صورت
 کے مطلق اتحاد و اتہم کو جامع فی کل منہن کبیکم سی استفادہ باطل کہنا خلاف داب
 علماء ہی۔ آج خود باطل ہو گیا اسلی کی استفادہ مطلب خاتمیت کا اثر مذکور ہی اگر حکم
 نہیں کہو کہ اس جگہ مذکورہ اثر مذکور میں اثر لفظ خاتم ہی نہیں جو منشاء اس سورہ فی کا اسرہ
 سوتا حالانکہ اس پر ہی بعض قسطاس میں اتحالیہ پیدا ہی ہیں پس واضح ہو کہ یہ امر سوامی
 ایک نتیجہ عقلیہ فکر یہ رویت کی کہ سب کا منشاء سورہ فی ہے اور کچھ نہیں اور یہ دعویٰ ہی کہ منہج

کا بھی خاتم اضافی ہونا نسبت اس طبقہ ارض علیا کی بدلات عقل خارج ہونا چاہی کیونکہ صریح
 خواجہ تہمتہ کا لفظ نقل کرتے ہیں لفظ شیعہ کا پس لازم آیا بغیر قیام رد مذکور یعنی عار دستہ یا
 امتناع صدق تعریف مذکور جو امر مسلم سی اور یہ امر خود باطل ہی ہے۔ اور ثبات تجزیہ ہی کہ
 عبارتہ دفع الوساوس اور منہ منہ سے بعد از خاتم اضافی کو طبقہ واحدین کو منظور کریں اور بعد
 خاتم اضافی کو ایک طبقہ میں منظور کریں حالانکہ تعدد آئم اضافی بالاجماع ثابت ہی ہوتا
 حضرت نوح علیہ السلام اور اجماع حجت شرعی بالاتفاق ہی سجان البہر والہ علم اور نیز حسب
 ادس قاعدہ ایسی کی کہ صریح لفظ پر جاؤ رکھتی ہیں اور تاویلات ضروریہ مقبولہ نہ سمجھو کہ
 جو حامی و محافظ ہیں عقاید اسلام کو جو اصل اصول دین انہیں میں ہوتا ہے اور دلیل
 سلف صالح کو نسبت اس اثر کی خلاف جانتی ہیں یہ الزامات شریعی کیا چیز ہے
 اور ہی و رہتی ہے۔ اور جانا چاہی جیسا کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہی لغت
 خاتمہ کو صریحاً و اشارتاً ماوراء القصر قطعی آیتہ خاتمہ شریک طاس کیا کہی کہ یہ خاتمہ کس سے
 قطع نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو لغت مذکور کا تذکرہ صراحتاً اشارہ جو قریب
 الصراحتہ ہوتا یا یا جاتا اور وہ متعلق بالقبول ہو کر سلفاً و خلفاً کا بر اعن کا یہ طور اجماع
 مانند لقب حضرت نوح آدم ثانی اور اضافی یا یا جاتا مانند اوصاف عیسوی جو مضمون اور بعد از قبول
 اخبار و انامہ میں عبارت عیسوی قبل لغت خاتمہ تہذیبہ اور نیز لغت مذکور و خصوص جو کہ ظہور و لکھا بعد
 نزول از آسمان زبان ربکت نشان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا طاس موتی سے قطع نظر
 اس کے بموجب تحقیق عبارتہ دفع الوساوس خاتم اضافی ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام طبقہ
 ارض علیا پر صادق نہیں آتا با وصف صدق تعریف خاتم اضافی کی اسلئے کہ نسبت خاتم
 سہ اضافی شرطاً بعینہ شریعت محمدیہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحمیہ لکائی ہی اور نسبت حضرت
 عیسوی نہیں پائی جاتی ہی زمانہ پیشتر لغت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں جو اصل وقت
 صدق تعریف خاتم اضافی مذکور کا ہی کیونکہ وہ اس وقت خود صاحب شریعت

کا بھی ختم اضافی ہونا نسبت اس طبقہ ارض علیا کی بدلات عقل خارج ہونا جائسی کیونکہ صریح
 خواہم کہ لفظ نقل کہتی ہیں یہ لفظ شیخ کا پس لازم آیا تخصیص قرار دے دیکو یعنی عار دستہ یا
 امتناع صدق تعریف مذکور جو امر مسلم سی اور یہ امر خود باطل سی۔ اور بڑا تحقیقی یہی کہ
 عبارت واقع السوس اس میں ہے جس سے بعد اتم اضافی کو طبقہ واحد میں تو منظور کریں اور بعد
 خاتم اضافی کو ایک طبقہ میں منظور کریں حالانکہ تعدد آدم اضافی بالاجماع ثابت سی ہاں
 حضرت نوح علیہ السلام اور اجماع حجت شرعی بالاتفاق ہی سبحان البر والہ علم اور نیز خوب
 اور سق عہد انبی کی کہ صریح لفظ چکاؤ رکھتی ہیں اور تاویلات ضروریہ مقبولہ شریعہ کو
 جو حامی و حافظ ہیں عقاید اسلام کو جو اصل اصول دین انہیں میں ہاں توجہ اور تاویل
 سلف صالح کو نسبت اس اثر کی خلاف جانتی ہیں یہ اضافہ شرط سی کیا کچھ اور
 اور سی و رستی ہے۔ اور جانا جائسی جیسا کہ حضرت خاتم النبیین صلی علیہ وسلم انی لغیب
 خاتمہ کو صریحاً و اشارتاً ماوراء القصر قطعاً آیتہ خاتمیت کل ظاہر کیا کہ نبی کہیں خاتم سے
 قطع نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو عقب مذکور کا تذکرہ مراحۃ اشارۃ جو قریب
 الصراحۃ ہوتا یا یا جاتا اور وہ متعلق بالقبول ہو کر سلفاً و خلفاً کا بزرگ عن کار بطور اجماع
 مانند لقب حضرت نوح آدم ثانی اور اضافی یا یا جاتا مانند اوصاف عیسوی عیسیٰ جو مصلو اور بڑا
 اخبار و آثار میں تملیحات عیسوی قبل لغت خاتمیت یہ اور نیز بوجہ مذکور و خصوص جو کہ ظہور و کابعد
 ثرول از آسمان بان برکت نشان حضرت محمد صلی علیہ السلام ہو گا تا سرتوئی سے قطع نظر
 اس کے بموجب تحقیق عبارت واقع السوس اس خاتم اضافی ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام طبقہ
 ارض علیا پر صادق نہیں آتا با وصف صدق تعریف خاتم اضافی کی اسلئے کہ نسبت خاتم
 سے اضافی شرط تابعیت شریعت محمدیہ علیہ افضل الصلوٰۃ و التحیۃ لگائی سی اور نسبت حضرت
 عیسوی نہیں باقی جاتی سی زنا یہ پیشتر لغت حضرت خاتم النبیین صلی علیہ وسلم میں جو اصل وقت
 صدق تعریف خاتم اضافی مذکور کا سی کیونکہ وہ اس وقت خود صاحب شریعت

لازم آتی جس کے سبب وفات سیدنا صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام منظور ہوئی
 اور رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے منظور ہوا اسلیٰ کہ وفات مذکور قاطع گشت
 ہتی اور زوال کو رہی اور شکر گشت نہیں اور طبع نظر بوجیب شرط تا بوجہ تمام اضافی وسطی
 شریعت محمدیہ خاتمیت حقیقہ کے قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم
 اضافی نہیں ہو سکتی حکیم فوت شرط مذکور بوجہ مستقیم ہی فوت بشرط بوجہ گشت کی خاتم اضافی
 ہونا بوجہ شرط مذکور کی لازم آتا ہی و کوئی خاتم اضافی بعدین خاتم حقیقی کے نہیں
 ہو سکتا خاتم اور علاوہ برین یہ ہی قطع نظر ان استحالوں مذکورہ کی بصورت حمایت
 اضافی شریعت محمدیہ قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم مقتضی شرط مذکورہ یعنی تا بعثت
 خاتم اضافی نسبت شریعت خاتم النبیین صلعم کی استحالة اندر داخل شریعتیں مستقل ہیں لازم
 آتا ہی اس واسطی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قبل از زمان بعثت حضرت بنی آخر الزمان
 خاتم حقیقی صلعم کے مستقل الشریعہ قائم الشریعہ تھی اور یہ مراد خلافت سنت الہی جل شانہ
 ہے قول تعالیٰ سنت الہی الذین خلون قبل ولین تجد سنت العزیز بدلا بخلاف
 حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کی کہ حضرت ہارون علیہ السلام بوجہ شریعت مستقل
 نہ تھی تابع شریعت موسیٰ ہی بوجہ قول تعالیٰ واشرک فی امری مراد نفس نبوت
 ہی اور انصاف کا احکام نبوتہ نہ استقلال فی الشریعہ جو عبارت ہی عطا کرتا ہے قراءۃ
 سے اور تفویض او سکی سی پس نبوت انبیاء سابقین مطلق الشریعہ نہ تھی بخلاف
 ہمارے حضرت خاتم النبیین صلعم کہ نبوتہ کی نہ کوئی نبی من حیث البدیۃ بطور حضرت
 ہارون کے شریک فی انصاف احکام شریعت تھا اور نہ کوئی شریک فی نبوتہ تھا رسول
 حضرت عیسیٰ نیک بیان کا و جہت نبی ہونی کی یہ دونوں امر ہرگز نہیں باہمی حاتی اسلیٰ کہ مدار
 کا شریعت مذکورہ کا نبیانی ہونا ہی زبان خاتم النبیین صلعم میں جو روحانیہ نبی قیام عیش
 سی نہ پہلانی باقی النبوتہ مندرجہ الشریعہ تھی حضرت عیسیٰ کی جو کہ مذکور تمام اسباب میں

لازم آتی ہے جس کے سبب وفات سیدنا صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام منظور ہوئی
 اور تزلزل حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے منظور ہوا اسلئے کہ وفات مذکور قاطع گشت
 اتنی اور تزلزل مذکور ہی اور نہ شرکت نہیں اور مطیع نظر ہو چسب شرط تا بعینہ خاتم اضافی و اسلی
 شرعیت محمدیہ خاتمیت حقیقہ کے قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم
 انسانی ہونے کی حکم قوت شرط مذکور جو مستحق ہی قوت بشرط کو مگر بعد بعثت کی خاتم اضافی
 ہونا بموجب شرط مذکور کی لازم آتا ہے و کوئی خاتم اضافی بعد میں خاتم حقیقی کے بعد
 ہو سکتا ہے خاتم - اور علاوہ میں یہی قطع نظر ان استحالوں مذکورہ کی بصورت حاجت
 اضافی بشرط متعین یعنی قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم متعین بشرط مذکورہ یعنی تا بعینہ
 خاتم اضافی نسبت شرعیت خاتم النبیین صلعم کی استحالة انداخل شرعیت مستقل ہی لازم
 آتا ہے اس واسطی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قبل از زبان بعثت حضرت بنی آخر الزمان
 خاتم حقیقی صلعم کے مستقل الشریعہ قائم الشریعہ تھی اور یہ خلاف سنت الہی جلشانہ
 ہے قول تعالیٰ سنت الذین حلوس قبل ذلک سنت المرسلین بخلاف
 حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کی کہ حضرت ہارون علیہ السلام ہی صاحب شریعت مستقل
 نہ تھے تابع شریعت موسیٰ ہی بموجب قول تعالیٰ واشرک فی امری مراد نفس ثبوت
 ہی اور انصاف کا احکام نبوۃ نہ استقلال فی الشریعہ جو عبارت ہی عطا رکنا بقراءۃ
 سے اور تفویض اسکی ہی پس ثبوت انبیاء سابقین مطلق الشریعہ نہ تھے بخلاف
 ہماری حضرت خاتم النبیین صلعم کے نبوۃ کی شکوئی بنی من حیث البدیۃ نبوۃ حضرت
 ہارون کے شریک فی انصاف احکام شریعت تھا اور نہ کوئی شریک فی النبوۃ تھا تزلزل
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جو صفت بنی ہونی کی یہ وہ لون مرکز نہیں باقی حاکم اسلی کہ مدار
 کا شرکت مذکورہ کا بنی بنی ہونا ہی زبان خاتم النبیین صلعم میں جو رقبۃ نبی قیام عشت
 ہی نہ بلکہ نبی باقی النبوۃ منسوخ الشریعہ تھے حضرت عیسیٰ کی جو کہ سوتر تمام اس باب میں

تشریح رسول مقبول صلعم رونق افروز ہوئی حسب معمول حل مشکلات ایہ مہر بنی عرض کیا
کہ دربارہ ایمان فضیلت کی عقیدہ چاہی ارشاد ہوا کہ از مسلا امامت دریا بند۔

حب و محبت فرو ہوئی تو مہر بنی بعد غرض بسیار یہ مطلب حاصل کیا کہ قوم رخصت کا سب

عصمت امامت ہی اپنی امام مہر بنی اور عصمت خاصہ لازمہ ہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ

والسلام کا اور نبوت منقطع اور ہم سوچیں سنیں تا روحی در پردہ نبوت کا ہی نسبت

آئینہ کی اور یہ عقیدہ کفر ہی۔ پس جانا چاہی کہ شرکت فی النبوة لازم آئی اور حاکمیت

کا برپا نہ سنا ہی لازم آیا کہ ظاہری پس اس عقیدہ ہی غالباً کوئی فرقہ شیعہ خالی ہو گا

اور صراحت شرکت نبوت حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی بموجب قول راجح تمہید

ابو شکوہ سالی حجتہ اللہ تو نسبت لاجفر فرقہ شیعہ ہی ثابت ہوئی ہی۔ پس اس خیال

مطابق آری بدین قسم قوال کہ اگر بعد میں آپ حضرت صلعم کے کوئی نبی آدمی اپنی بنائی

بلکہ لاکھوں دین لاکھوں مہینوں میں تو وہ ہی بموجب اوشیش رونق نبوہ محمدیہ ہوگا

نہ باعث منقضیہ البصر و جوڑنا چاہی اسلی کہ حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ مجالس میں

نبوت انحضرت مہر بنی زبان حیات کفر و ایمان و فاضلیت او ظاہری حضرت مرتضوی رضی اللہ عنہ

بدعیان نبوت تاؤ کی کے کہ نبی ہی تو اقبل بعثت ہوئی تو اسکی اکثر شیعہ ہی قابل نہیں اسوہ طریقی کے

نبوت کی بطور شرکت فی النبوة الحمد میں بخا اور بعض میں اصالت نبوۃ اولی کے میں بگڑت غضب اکثر

میں باحال و جبریل کی ہوئی قابل میں تو یہ تو خارج از بحث شرکت نبی ہے۔ الحاصل

ہم اس سنت و حاکمیت کی نزدیک تو ہر پہلو جامع زمان نبوت میں پس ہر گونہ انتقاد

شرکت ادہتہ و درایتہ و مکاشفہ ثابت ہوگا واضح ہو گیا خصوصاً علم شیخ الشیخ اور

استاذ الاساتذہ کی تقریر و تحریر ہی جیسا کہ ابھی گذرا الحمد للہ۔

فقط اس میں ہم خاتمہ خالصہ بلا وجہ شرک ہوئی جالی ہی کہ جو بعض قطعہ علی الاطلاق

خالص ثابت ہی۔ قولہ تعالیٰ و لو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیراً اقلع الکافرین و جابریم

مطالعہ

تشریح رسول مقبول صلعم رونق افروز ہوئی حسب محمول حل مشکلات بہترین عرض کیا
کہ در بارہ ایمان فتنہ کیا عقیدہ چاہی ارشاد ہوا کہ از سلا امامت دریابند۔

حب و ود حالت فرو ہوئی تو مینی بعد خوفن بسیار یہ طلب حاصل کیا کہ قوم رخصت کا نہ
عصمت امامت ہی اجنی امام محصوم ہوتا ہی اور عصمت خاصہ لازم ہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کا اور نبوت منقطع اور ہم سوچکی نہیں تھا روحی در پردہ نبوت کا ہی نسبت
آئینہ کی اور یہ عقیدہ کفر سی۔ پس جاننا چاہی کہ شرکت فی النبوة لازم آئی اور خائیت
کا برابر نہا ہی لازم آیا کہ ظاہری پس اس عقیدہ سی غالباً کوئی فرقہ شیعہ خالی نہوگا
اور صحت شرکت نبوت حضرت مرتضیٰ علی کرم السرد جبہ کی بموجب قول راجح تمہید
ابو شکوہ سالی رحمۃ اللہ تو نسبت لعنف فرقہ شیعہ ہی ثابت ہوئی سی۔ پس یہ خیال
مطلوب آری بدین قسم قوال کہ اگر بعدین آپ حضرت صلعم کے کوئی نیا آدمی اجنی بنا ہی
ملکہ لا کہوں آوین لا کہوں نہ مینوں میں تو وہ ہی بموجب اوش و نون نبوہ محمدیہ ہوگا
نہ باعث منقضیہ البصر و جوڑنا چاہی اسلی کہ حضرت مرتضوی کرم السرد جبہ و حجاب منہا
نبوت انحضرت ابی زناج حیات الشریعہ زمان وفات منیف او ظاہری کہ حضرت مرتضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بدعیان نبوت او کی کے اگر نبی ہی تو اقبل بعثت ہوئی تو اسکی اکثر شیعہ ہی قابل انہیں سو سلی کہ دعویٰ
نبوت کی بطور شرکت فی النبوة الحمدیدیں معا و بعض معی اصالت نبوہ او کی کے ہیں مگر تمت غنصب کرتی
بدین جاہل و جبریل کی ہوئی قابل بین توہمہ تو خارج از بحث شرکت ہی ہے۔ الحاصل
ہم اہل سنت و جماعت کی نزدیک توہمہ پہلو حجاب زمان نبوت میں پس ہر گونہ انتقاد
شرکت اوہمہ و درایتہ و مکاشفہ ثابت ہو کر واضح ہو گیا خصوص قلم شیخ الشیوخ اور
استاذ الاساتذہ کی تقریر و تحریری ہی جیسا کہ ابی گذرا۔ الحذر الحذر۔

فسطاط شریعہ خانہ خانیہ الصلا و جمہ شرک ہوئی جالی ہی کہ جو بعض من قطعہ علی اللاطقان
خالص ثابت ہی۔ قولہ تعالیٰ ولو شکتا لایخفنا فی کل قرینہ نذیراً فلا طمع الکافرین و جابریم

مطالعہ

کہ صلیح سلسلہ نبوت اس طبقہ میں اسطی ہدایت سنگان ہذا کی تیار ہوا اور صلیح ہر طبقہ
 میں سلسلہ نبوت و اسطی ہدایت و ایمان کی سنگان کی تیار ہوا اور چونکہ لائنہای سلسلہ
 باطل ہی لاجرم ہی کہ طبقہ میں ایک سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری آدم کی ساتھ مشابہ
 کیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری خاتم کی ساتھ تشبیہ یا گیا — اور
 علی ہذا القیاس مثلاً صفحہ تیسویں میں دافع الوساوس کی عبارت ہی چونکہ اثر ابن عباس
 سی وجود سلسلہ نبوت ہر طبقہ میں ثابت ہی اور ہر سلسلہ کی اسطی ایک آخر ضرور
 ہی بنا علیہ بینی خواتم کا اطلاق کیا یعنی خواتم اضافیہ کی — اول تو جانا چاہی کہ عبارت
 دافع الوساوس و نصف ہی کہ لفظ تشبیہ ذکر کیا یعنی وہ شخص جسٹا بہ ہی ساتھ آدم کی
 وہ شریک و صف نبوت حضرت آدم بہن بلکہ مشابہت رکھتا ہی ساتھ اس و صف مذکور
 کی علی ہذا القیاس وہ شخص جسٹا بہ خاتم ہی وہ خاتم بہن مشابہ ہی وہ خاتمہ کی علی القیاس
 حال اسطمانذ انواع وغیرہ مانند مطلب حدیث علماء استی کا نبیاری اسرئیل موافق
 توجیہ سلف صالح کہ وہ ادی غیر بنی بن مشابہہ الانبیاء مذکور اند مذکور کی اور مراد بہشت
 خاتمہ سی ہدایت عامہ نامہ سالہ شامہ فافہم — اور اگر یہ عذر کیا جاوی کہ لفظ مشابہہ
 بہہ معنی مراد بہن بلکہ صرف سلسلہ رتبی میں مشابہت ہی جو حاکی ہر لفظ ہدایت اور وسط
 اور نہایت و ختم سی پس لیا لفظ موسم استعمال نہ کرنا چاہی ماوراء اسکی وہ استحاج
 قائم کی گئی ہیں وہ تو موجود ہیں — پس ایک صرف نتیجہ فکر معقولی عبارت دافع الوساوس
 لاخیر کہ جسے کیا کچھ بیوج پیش آئیں اور عبارت مذکور کسقد نشانہ نیر بلایات استحاجات
 شرعیہ و عقلیہ ہوئی جیسا کہ آئندہ قسطا سو غن مذکور ہی ملاحظہ کرنا چاہی — اور حالانکہ
 صفحہ اکتیس دافع الوساوس میں یہ عبارت مذکور ہی کہ تخصیص اسکی یعنی لغتہ نبوتہ محمدیہ صلعم
 کے ساتھ خلق اور سنگان اس طبقہ کی فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر کے
 کہ اہل بوخصومت دعوت نبوتہ پر ساتھ اس طبقہ کی حرارت تخصیص بر بہن ہو سکتی

کہ صلیح سلسلہ نبوت اس طبقہ میں اسطی ہدایت سنگان ہذا کی تیار ہوا اور صلیح ہر طبقہ
 میں سلسلہ نبوت اسطی ہدایت ومان کی سنگان کی تیار ہوا اور چونکہ لائناسی سلسلہ
 باطل ہی لاجرم ہی کہ ہر طبقہ میں ایک مبدی سلسلہ ہوگا کہ وہ چار ہی آدم کی ساتھ مشابہ
 کیا گیا اور ایک اور سلسلہ ہوگا کہ وہ چار ہی خاتم کی ساتھ تشبیہ دیا گیا۔ اور
 علی ہذا القیاس مثلاً صفحہ شہر میں من دافع الوسواس کہ یہ عبارت ہی چونکہ اثر ابن عباس
 سی وجود سلسلہ نبوت ہر طبقہ میں ثابت ہی اور ہر سلسلہ کی اسطی ایک آخر ضرور
 ہی بنا علیہ یعنی خاتم کا اطلاق کیا یعنی خاتم اضافیہ کی۔ اول تو جاننا چاہی کہ عبارت
 دافع الوسواس خود نصف ہی کہ لفظ تشبیہ ذکر کیا یعنی وہ شخص جس مشابہ ہی ساتھ آدم کی
 وہ شریک وصف نبوت حضرت آدم نہیں بلکہ مشابہت رکھنا ہی ساتھ اس صف مذکور
 کی علی ہذا القیاس وہ شخص جس مشابہ خاتم ہی وہ خاتم نہیں مشابہ ہی وہ خاتمیت کی علی ہذا القیاس
 حال اسطی مانند انواع وغیرہ مانند مطلب حدیث علماء امتی کا نبیاری ہی اسرئیل موافق
 توجہ یہ صلیح کہ وہ ہادی غیر نبی میں مشابہہ ان انبیاء مذکور انہ مذکور کی اور مراد ہر مشابہ
 خاتمیت ہی ہدایت عامہ نامہ سالہ شاہ فاضلہ۔ اور اگر یہ مذکور کیا جادوی کہ لفظ مشابہہ
 یہ معنی مراد نہیں بلکہ صرف سلسلہ ترتیبی میں مشابہت ہی جو حاکی ہر لفظ ہدایت اور وسط
 اور نہایت اور ختم ہی پس البیالفاظ موسم استعمال نہ کرنا چاہی ماوراء ہسکی وہ استحالہ جو
 قائم کی گئی ہیں وہ تو موجود ہیں۔ پس ایک صرف نتیجہ فکر معنوی عبارت دافع الوسواس
 لاخیر کہ جس کے کیا کہ تہجیح پیش آئیں اور عبارت مذکور کس قدر نشانہ تیرہ بیانات استحالہات
 شرعیہ و عقلیہ ہوئی جیسا کہ آئندہ قسطا سو غلن مذکور ہی ملاحظہ کرنا چاہی۔ اور حالانکہ
 صفحہ الیس دافع الوسواس میں یہ عبارت مذکور ہی کہ تخصیص اسکی یعنی لغتہ نبوت یہ محمدیہ صلعم
 کے ساتھ خلق اور سنگان اس طبقہ کی فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر کے
 کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبوت یہاں اس طبقہ کی حرات تخصیص پر نہیں ہو سکتی

اختیار قوم بر قول ابن حاسب کو جو اعتراض منقلب ہو جانی بابت شرط و خبر کی وارد
 ہوتا تھا اور خواہ مخواہ معتذر ہونا سنا تہہ عذر غلطہ اور محاول کے ہوتا تھا بغیر ذرہ حفاظت
 مذہب ابن حاسب جو مذہب کہ فخر اور متبحر قوم متاخرین ہی بانی طور کہ یہ ہے
 کلمہ تو موضوع ہے واسطی دلالت کی اوپر انتفا و جزاء کی خارج میں بسبب انتفا شرط
 حالانکہ میری نزدیک یہ قاعدہ ابن حاسب مخدوش ہے ایسی کہ بہر سبب ہی شرط ہی اور
 یہ عدم وجود سبب میں ہی تو کوئی سلسلہ ممکنات میں ہو تو ہونا چاہی قطع نظر ازین پس
 مانحن فیہ یعنی آیت و دلائل البعثانی کل قرینہ نذیر الایۃ اور امثال اسکی۔ و لولہ لہدکم
 البعین۔ و دلائل ارفخاۃ بہا۔ و دلائل دینا کل نفس بما کسبہا۔ اور آیات قرانی
 جو کلمہ البعثانی واقع میں کہ امر مقطوع بہ ہوتا ہی اس قاعدہ کلیہ کی اصلاح صحیحی اور
 مستثنتہ ہیں اسکی کہ مانحن فیہ میں یعنی البعثہ فی کل قرینہ میں کسی نذیر کو کہ صرف
 مشیت الہی حلت عظمہ و کلت قدرہ حقیقہ و مجازاً حالاً و آلاً جمیع وجوہ ایک ہی سبب
 کی بلکہ علت تامہ موثرہ ہی بخلاف اول بعض مشیات کی حسین و خل صنع مخلوق ہی بلکہ سبب
 ہی وجود خارجی جس میں بطر مجاز فرامی اتحد سبب عارضی ظنون ہی کہ جنگی و اسطیضہ و
 قاعدہ کلیہ مذکورہ مصلح ہو کہ میں ہی کلمہ موضوع ہی واسطی امتناع جزاء کی یعنی البعثہ کو
 کی بسبب امتناع شرط کی یعنی مشیت الہی حلت الایۃ حلت بالانجہ حکیم ہم دانائتہ کامقفل
 منہام کی محض تفضیلاً و اگر آتا بل انضام داعیہ کسی غرض شمر عز و اتجا و یا رفع خلق و خیر
 مالاش از قسم علم جو باعث ہوتا ہی میں رفع امور مذکورہ کو یا فائدہ عایدہ متوقع بہا مانند اعراف
 و نیۃ مشر امارات عجز اور امارات حدود ہاں مشلاً رحم ناقص صا و مخلوق سنی کہ
 منشاء او سکافخ خلش قلبی ہوتا ہی جو باعث ہوتا ہی تہرانی کا تا وقتیکہ رفع حقوق
 او تر مالاش عاخرانہ باقی رہی پس ذات پاک طہانہ پاک ہی ایسی امور سی کیو انفعول
 اور تاثیرات او سکی محاول الحیل نہیں ہیں اور نہ محبت اور نہ لغو اور نہ سفسفہ اور فضول

یہ سبب امتناع شرط کی یعنی مشیت الہی حلت الایۃ حلت بالانجہ حکیم ہم دانائتہ کامقفل
 منہام کی محض تفضیلاً و اگر آتا بل انضام داعیہ کسی غرض شمر عز و اتجا و یا رفع خلق و خیر
 مالاش از قسم علم جو باعث ہوتا ہی میں رفع امور مذکورہ کو یا فائدہ عایدہ متوقع بہا مانند اعراف
 و نیۃ مشر امارات عجز اور امارات حدود ہاں مشلاً رحم ناقص صا و مخلوق سنی کہ
 منشاء او سکافخ خلش قلبی ہوتا ہی جو باعث ہوتا ہی تہرانی کا تا وقتیکہ رفع حقوق
 او تر مالاش عاخرانہ باقی رہی پس ذات پاک طہانہ پاک ہی ایسی امور سی کیو انفعول
 اور تاثیرات او سکی محاول الحیل نہیں ہیں اور نہ محبت اور نہ لغو اور نہ سفسفہ اور فضول

اختیار قوم بر قول ابن حاسب کہ جو اعتراض منقلب ہو جانی بابت شرط اور جزاء کی وارد
 ہوتا تھا اور خواہ مخواہ مقرر ہوتا تھا نہ غرضتہ اور محال کے ہوتا تھا البتہ ضرورتہ مخالفت
 نہ سبب ابن حاسب جو نہ سبب کہ مختار اور مستحق قوم متاخرین ہی باینطور کہ بہرہ
 کلمہ تو موضوع ہے واسطی حالت کی اور پراختفا و جزاء کی خارج میں سبب انتقام شرط
 حالانکہ میری نزدیکی یہ قاعدہ ابن حاسب محذور نہیں اسلی کہ بہر سبب ہی شرط ہی اور
 بہر عدم وجوب سبب میں ہی تو کوئی سلسلہ حکمات میں ہو تو ہونا چاہی قطع نظر ازین پس
 مانع فیہی آیت ولوشئنا لبعثنا فی کل فریۃ نذیرا لآیتہ اور امثال اسلی ولوشئنا لبعثنا
 البعین ولوشئنا لرفعناہ بہا۔ ولوشئنا لیتنا کل نفس بما کسبت اور آیات قرانی
 جو تھیں کہ لوبیضہ واقع میں کہ امر مقطوع بہ ہوتا ہی اس قاعدہ کلیہ کی اصلاح میں مستغنی اور
 مستثنیٰ رفتہ میں اسلی کہ مانع فیہ میں یعنی بعثتہ فی کل فریۃ میں کسی نذیر کو کہ صرف
 مشیت الہی جلبت عظمتہ و کلت قدرۃ معقیۃ و مجازا حالاً و کلاً بجمع وجوہ ایک ہی سبب
 کیا بلکہ علت تادمہ نوثرہ ہی بخلاف اول بعض مشیات کی حسین و خلص مخلوق ہی بجا لایم
 ہی وجود خارجی جس میں نظر مجاز فرامی تعدد اسباب عارضی مطلقوں ہی کہ جنگی و اسطی ضروری
 قاعدہ کلیہ مذکورہ مصلحت کی بولوس میں یہ کلمہ موضوع ہی واسطی امتناع جزاء کی یعنی بعثتہ کو
 کی سبب امتناع شرط کی یعنی مشیت الہی جلبت الارہ حکمت یا بعثہ حکیم علم و انانیتہ کا مفضل
 مستفاد کی محض تفصیلاً و اگر انا بلہ الضمام و احیہ کسی غرض شرعی و اتجاو یا دفع قتل و خراب
 مالاش ازہم علل جو باعث موتی ہیں دفع امور مذکورہ کو یا فائدہ عائدہ بہ متفہع بہا یا فائدہ اخلاص
 دنیہ مشرک امارات عجز اور امارات حدود میں مشرک رحم ناقص صداد مخلوق سی کہ
 منشاء او سکافخ خلش قہمی ہوتا ہی جو باعث موتی ہی ہر پانی کا تا وقتیکہ دفع حقوق
 اور مالاش عاجز رہی پس ذات پاک طہانہ پاک ہی ایسی امور سی کیوں انوار
 اور تاثیرات او سکلی مبالغہ لعل نہیں ہیں اور نہ حشمت اور نہ لغو اور نہ سفسفہ اور فضول

یہ سبب امتناع شرط کی یعنی مشیت الہی جلبت الارہ حکمت یا بعثہ حکیم علم و انانیتہ کا مفضل
 مستفاد کی محض تفصیلاً و اگر انا بلہ الضمام و احیہ کسی غرض شرعی و اتجاو یا دفع قتل و خراب
 مالاش ازہم علل جو باعث موتی ہیں دفع امور مذکورہ کو یا فائدہ عائدہ بہ متفہع بہا یا فائدہ اخلاص
 دنیہ مشرک امارات عجز اور امارات حدود میں مشرک رحم ناقص صداد مخلوق سی کہ
 منشاء او سکافخ خلش قہمی ہوتا ہی جو باعث موتی ہی ہر پانی کا تا وقتیکہ دفع حقوق
 اور مالاش عاجز رہی پس ذات پاک طہانہ پاک ہی ایسی امور سی کیوں انوار
 اور تاثیرات او سکلی مبالغہ لعل نہیں ہیں اور نہ حشمت اور نہ لغو اور نہ سفسفہ اور فضول

ولیسری امری اصل عقدہ سببانی لقیقہ و اقوالی و اجملی وزیر امن جملی ہارون خانی
اشد و وزیر سی و انسر کرمی امری الایہ حکایت صحیح کرتی سی علی ہذا القیاس
واخی ہارون جو افسہ منی لسانا کارسلہ منی ردو الصغنی الی اخاف ان یکن یلون ساور

تیر و لایق صدری دلائل کسائی فارس الی مارول - و نیز مینالہ من جمعتا اخواہ
مارون ہیار اور نجو بادخواست تیری اکم شرح لک صدر کن تا آخر سورہ عنت
ہوا او نتیجہ ان درخواست های موسوی یہ ہوا کہ ہم ہر دو برادر با ہم ہو کر تیری ذکر اور
تسلیم میں مشغول ہو گئی اور نتیجہ اس رجب عالی کا جو بیدخواست ملا یہ ہوا کہ حقوق تو
فارخ ہو تبلیغ احکام سی اس پنج گنج یعنی عبادت میں مشغول ہوا ہر وہ شکر خانی سی ہی ایسی
متخلیہ سبر کہ کو خالی کرنی سی ورزش کا حکم ہوا و نیز منقطع ہوئی کا جانب بینی با قطع کلی
ساتھ قاعدہ صحر کی راغب بنی کی رغبت دلالی ارشاد ہوا کہ والی ربک فارغ ہے جو کہ
ہم فرمایا، و متبل المیتہ تیلد کاس۔ بین لغات و تارہ از کتابست نا یکجا سے فسوف تری
اذا انكشف لك الغبار تحت رحليك فرسام حمار مگر تخفیف تحمل اجبار رسالت اور یوں
اوسکی کی اور شاق تبلیغ غوطہ کے فی الحجاز دلالت کرتی تھی اور بخدیعی عظم نشان کے
نما ہم لوہی شرکت منصب فراجم حال تھی ابدا حکمت بالغہ جاری کہ آئناہ کنیہ اوسکی سے
عقول قاصر لدک قاطر عاجز ہیں مقتضی ہوئی کہ فیا میں ان دونوں مراتب کی اسطر طبعی فراموش
گئی کہ نبوت خالصہ و رسالت مخلصہ خصوصاً تمتیہ مطلقہ جو مقرا اور شیراہی جمیع آفات نسب
و اضافات سی جو تہ عالی ہی وہ خزائن مخزون غیبی اور ذخیرہ مکمل لا بیسی سی چنگو عنت
ہوا اور صورت تحمل اجبار رسالت ہی بدین شکل خوشحالی باندی گئی کہ اوسکی حامل اور حافظ

تجھ کو حاصل تھی اور یہ طریق تجھ سے پیشتر امثال تبرکی ساتھ نسبت بعض انبیاء پیشین
سابقین خصوص بعض مرسلین کا ملین حسبِ خواست او کی مسلوک ہوا مانند حضرت
موسیٰ علیہ السلام کی بیماری درگاہ عالیجاہ سے عطا ہوا کہ جس سے آیتہ ربیٰ شرح لی صدر

ولیسر لی امریٰ فاصلا عقدہ من سبانی لفقہوا قولی و اجعل لی وزیرا من جلی ہارون بنی
اشد بد و زری و انشرک فی امری الایہ حکایت صحیح کرتی سی علیٰ ہذا القیاس
واخی ہارون ہوا فصح منی لسانا فارسلہ معی ردوا القصص فی الی اخاف ان یکن یولین سار

تیر و یضیق صدری و لا یطلق لسانی فارسل الی ہارون اس و نیز وہی نہایت احاہ
ہارون نبیا اور تجھ کو بلا درخواست تیری اتم شرح لک صدر کہ تا آخر سورہ عتھا
ہوا او نتیجہ ان درخواست ہی موسوی یہووا کہ ہم ہر دو برابر با ہم ہو کر تیری ذکر اور
تسبیح میں مشغول ہو نگے اور نتیجہ اس وجہ عالی کا جو بیدار خواست لایہ ہوا کہ حصول تو
فارغ ہو تبلیغ احکام سے اس پنج کتب یعنی عبادت میں مشغول ہوا یہ وہ بہت کثرت کی سی ہی اپنے
متخلیہ تبرکہ کو خالی کر لی سی و زرش کا حکم ہوا و نیز منقطع ہوئی کا جانب بنی بالقطاع کلی
ساتھ قاعدہ صحر کی راغب بنی کی رغبت دلائی ارشاد ہوا کہ والی ربک فارغ ہو جو کہ
ہم معنی ہے و متبل الیہ متبلا کام بین بغاوت و تارہ از کجاست نا کجا سے ضوف تری
اذا انكشف لك الغبار اتحت رحلیک فرس ام حمار مگر تخفیف تحمل اجبار رسالت اور ہوتا
اوسکی کی اور مشاق تبلیغ و غفلت کہ فی الحجاہ دلاکت کرتی تھی اور فقہد رعی غظم و شان کے
مگر تا ہم بوی شرکت منصب فرام حال تھی لہذا حکمت بالغہ ہماری کہ کتناہ کنیہ اوسکی سے
عقول قاصر لہ کہ قاطر و عاجز ہیں مقتضی ہوئی کہ فیما بین ان دونوں میں رتبہ کی اسطر صیر طبق فرما
گئی کہ نبوت خالفہ و رسالت فخلصہ خصوصاً متمیہ مطلقہ جو معتر اور متبرہ ہی جمیع آفات نسبت
اور اضافات سے جو تیرہ عالی ہی وہ خزانہ مخزون غنی اور ذخیرہ مکنون لاریبی سی تجھ کو عتھا
ہوا اور صورت تحمل اجبار رسالت ہی باین شکل خوشنما باندی گئی کہ اوسکی حامل اور قاطر

اگرچہ اور ایسی مشد قابل پراد ذیل اس قسم کی تحقیقات کی نہیں ہو سکی تھو کہ امام اور خندان ملاوین
 رسم آشام او کچھ نہیں مگر تاہم باہم پیرایہ سخن اور کسوت کلام میں کئی ایہذا پیرکلامی
 حوالی است اور از انجند تیرناید اسکی شجر ذرائعی ساتھ ایک بنی اولوالعزم یعنی حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کی آخر زمان میں ہمراہ حضرت امام محمدی علیہ السلام کی ساتھ اتباع اگر
 شریعت نثار اور ملت بیضیا سمجھا سہیلہ سیرہ کی بواجب شریعتہ اسکی کے بدون نسخ
 مرتبہ نبوت سابقہ قدیمہ اسکی کی ساتھ القاب رسم و اہم مرتبہ نبوت مذکورہ کی یعنی
 نبوت منجبت الاتباع و العمل باعتبار ما کان جو سابقین میں تھی واسطی اطہار مرتبہ نبوت
 اور رسالت اور نیز خاتمیت بدون بشری اور بغیر تنظیمہا رکنی اور شریعت کی اور نبوت
 کی انتقاد مضبوطی اور احکام بدین آب و تاب فرمائی کہ بابد و ثباید کہ حسب کا خود
 اعتراف حضرت عیسوی شاید عدل ہی نسبت انکار کی امامت کرانی ہی ہنگام
 طلب امامت صلوٰۃ مسیح اقصیٰ میں وقت عصر بخورد و فوج افروزی منارہ شرقی پر میں چہرہ
 یعنی دو کپڑہ سفید بازو علی اختلاف تفسیر لفظ کہ جس کے طبعیات ہی امامت پر
 اور ایک ازا یعنی نہ بند اور نہ ٹڈی و فرشتہ کی اور یہ طلب کرنگو اسطہ اسکی کی صحیح
 مذکور میں زینہ کو خیر العباد الہی والیہا مسلم رکھنا حضرت عیسوی علیہ السلام کا امامت
 صغریٰ کو اور محمدی علیہ السلام کی بموجب ارجح روایات فی ہذا الباب ثابت اور
 نیز امامت کبریٰ کا ہی مسلم رکھنا نسبت اونکی ثابت بدین لفظ کہ میں تو واسطہ قتل
 و جال لعین یا میں بعض ہمارا امام ہی اور بعض کے اور نیز طلب کرنا ساز و سامان
 اسی قسم کا سلیف و شان اور نہ مشغول ہونا اکثر طرف اتہام اور احکام شریعہ کے
 امور اعتباری کیا اور امور تسلطی کیا اور امور محاشیہ کیا اور سعادت کی تائیدیت حضرت
 محمدی علیہ السلام اور پہر حدود و فاق حضرت محمدی علیہ السلام مشکفل ہونا انتہام کا نسبت
 پوزی شریعت محمدیہ ملت سمجھا و بیضا و احمدیہ علی سبیل الاتباع کہ مرتبہ نیابت و نیابت

اگرچہ اسی مسئلہ قابل ہر دو ذیل اس قسم کی تحقیقات کی نہیں ہوا جسٹو کلام اور سخنان و بلاوین
 رسم آستانہ اور کچہرہ نہیں مگر یا ہم باہم پیرایہ سخن اور کسوت کلام میں آئی اہذا کلام
 جوابی است اور از انجمنہ پیرایہ اسکی تجرید فرامی ساتھ ایک بنی اولوالعزم یعنی حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کی آخر زمان میں ہمراہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ساتھ اتباع اگر
 شریعت غرا اور ملت بھی اسکا سہیلہ سیرہ کی بدلتی شریعت اور اسکی کے بدون نسخ
 مرتبہ نبوت سابقہ قدیمہ اسکی کہ ساتھ القبا و رسم و رسم مرتبہ نبوت مذکورہ کی یعنی
 نبوت منجبت الاتباع و الحول اعتبارا ماکان جو سالین ملین ہتی واسطی اطہار مرتبہ نبوت
 اور ملت اور نیز خاتمیت بدون پیشی اور بغیر تنظیم کسی اور شریعت کی اور اور نبوت
 کی استفادہ مضبوطی اور احکام بدین آب و تاب فرمائی کہ بابد و ثباید کہ حسب کا خود
 اعتراف حضرت عیسیٰ بنا بدعل ہی نسبت انکار کی امامت کرانی سہی ہنگام
 طلب امامت صلوٰۃ مسیح اقصیٰ ہر وقت عصر محدود و فروعی منارہ شرقی پرین ہر وقت
 یعنی دو کبرہ سفید باز و رد علی اختلاف تفسیر اللفظ کہ جس سے حد عبارت ہی ایک چہرہ
 اور ایک ازای یعنی نہ پیدا ویر منوط ہی و فرشتہ کی اور یہ طلب کرنگی اسلام کوئی کی صحن مسجد
 مذکورین زمینہ کو خیر لحد اللہی والیہا مسلم کہنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امامت
 صغریٰ کو اور مہدی علیہ السلام کی بموجب ارجح روایات فی مذال باب ثابت اور
 نیز امامت کبریٰ کا ہی مسلم کہنا نسبت اوکی ثابت بدین لفظ کہ میں تو واسطہ قتل
 و حال لعین یا بیوں بعض ہمارا امام ہی اور بعض کے اور نیز طلب کرنا ساز و بان
 اسی قسم کا سلیف و منان اور نہ مشغول ہونا اکثر طرف اہتمام اور احکام شریعہ کے
 امور تعلیمی کیا اور امور تعلیلی کیا اور امور معاشیہ کیا اور معاویہ کیا تا نسبت حضرت
 مہدی علیہ السلام اور یہ بعد وفات حضرت مہدی علیہ السلام متکفل ہونا انتہام کا نسبت
 بوزی شریعت محمدیہ نہ سمجھا و بغیرا و حجت علی سبیل الاتباع کہ مرتبہ نبوت و نبیائے

او کی نسبت بھی کچھ ایسا ہی بنا دیا اور عذر شریف شیرازی صاحبزادہ کا دربار چھوڑ
 نبوت کی نسبت اور ان کی دلیل نبوت نبوة حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی ہی تھیں جس طرح
 قولہ تعالیٰ تھا کہ یوسف لکھم من کان فی الہد صبیۃ قال ابی عبد اللہ اما ان الکتاب الالہیہ یس
 ظاہر ہو کہ نبو کی بنیادی آپ کا سمجھنے لگنی نا جاتی تھی شریف میں اور نہ کوئی بعد میں یعنی بعد وفات
 شریف کی پس اس پر اور لفظ بعدی حدیث شریف مذکور میں اسطیٰ قطع شدہ و ائمہ وجود نبوت
 جدیدہ مستقلہ غیر مستقلہ کی ہی نسبت زمان بعد وفات کی جو بطریق زیادہ مغلطہ خاتمیہ کی ہے
 وجود نبی مذکور محض نبو یا بعد محض مذکورہ ایک عصر ہی و اصل اور یہ تفریق محض جو باعتبار اجازت
 مذکورہ کی بنی اللہ و مستوجب شکرست فی النبوة ہی جو کہ قطعاً و قاطبہ خلاف عقیدہ اسلام
 قطع نظر خاتمیہ سے کئی ایک مراحط ہی ہی امر شکرست مذکورہ کا فی تھا لیکن ادراک اسکا ایک امر
 ضمنی تھا بخلاف خاتمیہ کی کہ وہ امر علی ہی کہ نظر اندازی اور دیدہ و زنی و سکی طرف خواص
 عام است کی بعد وفات شریف حضرت خاتم النبیین صلعم کی زیادہ ترستی اندیشہ تھا
 الخذ کو لفظ بعدی اس حدیث شریف کو کال بعدی نہیں لکھا ان عمر اس میں ارشاد ہوا اور نیز جو
 تفسیر صاحب تفسیر را کہ التفریق کے لفظ بعدی کو آیت رب سب لکھا لا یفنی لاحد من انبی
 میں ای میں ہوا یعنی کہ تفسیر کیا تبس یعنی اس حدیث شریف کی یہ میں جو نبو تا سوا سمجھ کر کوئی بنی
 میری عباد میں جو حیات ہی روز بختہ میری ہی قیام قیامتہ تو البتہ تو ما عمر پس اس صورت
 میں عام ہی اور شامل ہر دو زمان حیات اور وفات کو اور اگر یہ قیام بعد کی مراد ہو بلکہ عام
 جمیع وجود کو یعنی زمان قبل نصبتہ مذکورہ کو شامل ہو تو خلاف واقع ہی کیونکہ زمان سابق میں
 انبیاء علیہم السلام ایک سو اسی میں ہوا فی النبوة قطعاً قولہ تعالیٰ قد خلقت من قبلہ انزل
 اور قید نبی ہی کی ظاہر ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو قدیم نبی ابن زمانہ بعد وفات شریف
 میں نازل ہوئی وہ آپ ہی کا زمانہ ہو گا پس معنی اس حدیث شریف مذکور کی جانی
 جاسی کہ عدم نبوت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سبب ہوا و اسطیٰ عدم نبوت کسی نبی اسکے

او کی نسبت بھی کہ ایسا ہی بنا دیتا اور علامہ شریف شیرازی صاحبزادہ کا دربارہ کجیز
 نبوت کی نسبت اور بھی دلیل نبوت بنوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی ہی عمر میں نفس ہی
 قول الخالی قال کیف نظم من کان فی الہد صبیۃ قال انی عبد لہ آمانی الکتاب الاتہ یس
 طاہر ہو کہ کوئی بنیابی آپ کا سمجھنے لہجی ناجائز شریف میں اور نہ کوئی اجڑیں لہجی اجوفات
 شریف کی پس راو لفظ لہجی حدیث شریف مذکور میں واسطی قطع شدت و اسناد وجود نبوت
 جدیدہ مستقلہ غیر مستقلہ کی ہی نسبت زمان اجوفات کی جو لطائف زیادہ دخل خاصیت لہجی
 وجود ہی مذکور محض ہو یا لہجہ محض ہو کہ وہ ایک عصری و اصل اور یہ تفریق عصر جو باعتبار اجرات
 مذکورہ کی ہی بالفرد مستوجب شکرست فی النورہ ہی جو کہ قطعاً و قاطبۃ خلاف عقیدہ اسلام
 قطع نظر خاصیت کسی ایک امر لاحق ہی ہی امر شکرست مذکورہ کا فی تھا لکین ادراک اسکا ایک امر
 خفی تھا خلاف خاصیت کی کہ وہ امر علی ہی کہ نظر اندازی اور دیدہ و زنی و سکی طرفہ خواص
 عام است کی اجوفات شریف حضرت خاتم النبیین صلی علیہ وسلم کی زیادہ تر ہی انہذا لہجی انہذا لہجی
 الخذ کہ لفظ لہجی اصل بیت شریف لو کا لہجی ہی لکھا لکھا ان عمر اس میں ارشاد ہوا اور نیز جو
 تفسیر صاحب تفسیر دارالکتاب نے لفظ لہجی کو آیت رب سب لی لکھا لا یبلغ لہ حد میں لہجی
 میں ای میں ہوا ہی کہ تفسیر کیا تبس یعنی اس حد بیت شریف کی یہ ہیں جو بتو تا سو اس کے کوئی بنیابی
 میری عبد میں جو عبارت ہی روز بختہ میری سنی قیام قیامت تو البتہ تو تا عمر میں اس صورت
 میں عام ہی اور شامل ہر روزانہ حیات اور وفات کو اور اگر یہ قیام حمد کی مراد ہو بلکہ عام
 جمیع عہد کو یعنی زمان قبل بختہ مذکورہ کو شامل ہو تو خلاف واقع ہی کیونکہ زمان سابق میں
 انبیاء علیہم السلام ایک سو اسی ہیں ہوائی و نفوس قطعاً قول الخالی قد ظلت من قبلہ الرسل
 اور قید ہی بنیابی طاہر ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو قدیم ہی میں زمانہ اجوفات شریف
 میں نازل ہوئی وہ آپ ہی کا زمانہ ہو گا پس معنی اس حدیث شریف مذکورہ کی خالی
 جیسا ہی کہ عدم نبوت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سبب ہوا واسطی عدم نبوت کسی ہی اسکے

کہ لفظ خاتم النبیین آیتہ خاتمہ میں اور رسول آیتہ و ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
 میں جماعت ہی یعنی خاتم جماعت النبیین ہے اور رسول جماعت الرسل ہے بخلاف لام الحمد اور لام
 رب العالمین کو رین کی فاقہ کمال الفہم نہ کر سکتا تھا مگر استغراق اضافی حجاز کہہا جاوے
 تو مضائقہ نہیں ہے بخلاف آیتہ مسیحیہ کی کہ اوس میں تو لام حمد ہی ہے حقیقت اگر عبارت
 دافع الوساوس لی ہی حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو خاتم اضافی نسبت بنی اسرائیل کہا
 کوئی فائدہ بخشے نہ چنانچہ متعدد الزامات شرعی ہم متعلق نسبت اس قول کے مندرجہ مضامین
 میں اور حالانکہ اصطلاح علماء میں استغراق اضافی پایا نہیں گیا سہی یہ بحث ہی بطور استغراق
 بیجا معلوم ہوتی ہے مگر مجبوری وقوع لفظ استغراق نسبت لام کی کلام میں حسب عبارت
 نظر المومنین وغیرہ اسی عنوان پر مبنی ہے تحقیق کی غرض کہ یہ پہلو فہم ضروری الامر ہی چنانچہ
 دو تین جگہ اس قسم کی طلب کو ظاہر کیا گیا چنانچہ مفسر سخیہ و سوجیم وغیرہ میں جو در بارہ
 ازالہ ترہات عبارت مرغوبہ المسلمین نظر المومنین کے لیس صاف بلا اعتبار اس باب میں یہ تقریر
 ہی جو مسلم کل ہی کہ باعتبار ترتیب زمانی ان دونوں آیتوں کی معنی سمجھنی چاہئیں سو وہ یہ
 ہیں کہ آیتہ مسیحیہ کی الف لام الرسل سی ایہ نہیں سمجھنا چاہئی کہ لیس اب کوئی رسول آنے
 والا بعد عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی باقی نہیں رہا جیسا کہ سمجھنا چاہئی الف لام الرسل
 آیتہ محمدیہ کی لیس اب کوئی رسول آنیوالا باقی نہیں رہا لہذا یہ خاتم النبیین میں لاخیر
 لیس اب یہ قول قابل کا کہ قرآن شریف میں آیتہ مسیحیہ میں ہی الف لام الیسا ہی ہے جیسا
 کہ آیتہ محمدیہ میں بھی برابر ہی خواہ نزدیک اس قابل کی الف لام آیتہ مسیحیہ کا بطور استغراق
 اضافی حجاز ہو خواہ بطور دیگر کچھ ہی ہو مہنگ اور ہم یہ الف لام آیتہ محمدیہ پر گز نہیں
 ہو سکتا اگرچہ یہ الف لام آیتہ محمدیہ بطور استغراق اضافی حجازی ہو یا بطور دیگر ہو معلوم
 لحاظ ترتیب سلسلہ زمانی جو امر مسلم کل ہی جیسا کہ مبنی جا بجا تحقیق کیا واللہ اعلم۔
 اور منجملہ دلیل نقلی اور شکل اصلی کی یعنی استغراق مذکور آیتہ محمدیہ میں اور بعد آیتہ مسیحیہ میں

کہ لفظ خاتم النبیین آیتہ خاتمہ میں اور رسول آیتہ و امام محمد الامام رسول قد خلت من قبلہ الرسل
 میں محمد الباقی ہی یعنی خاتم محمد جالبس النبیین ہے اور رسول محمد الباقی الہی ہے بخلاف لام الحمد اور لام
 رب العالمین کو یہاں کی قاف ہم بحر الیقین نہ کہ ترتیباً تمام تر استعراق اضافی حجاز کہہا جاوے
 تو مضائقہ نہیں ہے بخلاف آیتہ مسیحیہ کی کہ اوس میں تو لام حمد ہی ہے و حقیقت اگر عبارت
 و افع الوساوس فی ہی حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو خاتم اضافی نسبت بنی اسرائیل کہا
 کوئی فائدہ بخش نہ دے چنانچہ متعدد الزامات شرعی ہم عقلی نسبت اس قول کے مندرجہ مضامین
 میں اور حالانکہ اصطلاح علماء میں استعراق اضافی پایا نہیں گیا سرسری بحث ہی بطور استعراق
 بیجا معلوم ہوتی ہے اگر مجبوری وقوع لفظ استعراق نسبت لام کی کلام میں حسب عبارت
 نظر المومنین وغیرہ اسی عنوان پر مبنی ہے تحقیق کی غرض کہ یہاں قاف ضروری لام ہی چنانچہ
 دو تین جگہ اس قسم کی مطلب کو نام کر دیا گیا چنانچہ قسطنطین سنجاہ و سوجیم وغیرہ میں جو دربارہ
 از الترتبات عبارت مرغوب المسلمین نظر المومنین ہے لیس صاف بلا اعتبار اس باب میں یہ قاف
 ہی جو مسلم کل ہی کہ باعتبار ترتیب زمانی ان دونوں آیتوں کی معنی سمجھنی چاہئیں سو وہ یہ
 ہیں کہ آیت مسیحیہ کی الف لام الرسل سی یہ نہیں سمجھنا چاہئی کہ بس اب کوئی رسول آنے
 والا بعد عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی باقی نہیں باجیسا کہ سمجھنا چاہئی الف لام الرسل
 آیتہ محمدیہ کی بس اب کوئی رسول آنی والا باقی نہیں بلکہ آیتہ خاتم النبیین میں لا غیر
 بس اب یہ قول قایل کا کہ قرآن شریف میں آیت مسیحیہ میں ہی الف لام الیسا ہی ہے جیسا
 کہ آیتہ محمدیہ میں لغوی برابر ہی خواہ نزدیک اس قایل کی الف لام آیتہ مسیحیہ کا بطور سند
 اضافی حجاز آ ہو خواہ بطور دیگر کچھ ہی ہو مہنگ اور ہم بلکہ الف لام آیتہ محمدیہ سرگز نہیں
 ہو سکتا اگرچہ یہ الف لام آیتہ محمدیہ بطور استعراق اضافی حجازی ہو یا بطور دیگر ہو و موقوف
 لحاظ ترتیب سلسلہ زمانی جو امر مسلم کل ہی جیسا کہ مبنی جا بجا تحقیق کیا و اللہ اعلم۔
 اور منجانبہ دلیل نقلی و پر شکل اصلی کی یعنی استعراق مذکور آیتہ محمدیہ میں اور محمد آیتہ مسیحیہ میں

بشریتہ نہیں جانی رہتی اور خدائی نہیں حاصل ہوتی بلکہ رسول ہونا ہی دلیل ہی شہریتہ کی
اور خدا انہوں کی قولہ تعالیٰ ما یجعلنالنبی من قبلك الخلفا میں ثبت فہم الخالدون
پس بہت حضرت محمدؐ پر صلح کیا کہ کلام قانات او قتل انکے بقیم علی عقلا کچھ مناسب ہی
قطع نظر اس سے کہ کوئی شخص ہی انکے اور کوئی شخص ہی یا متاخرینہ امور اقتضائی میں نہیں شہریتہ
انہیں بلکہ لغزہ ہی نام اور لام استخراق کا بخلاف اوں امر جامع کی جو قاطع و آئینہ مذکور
ہی جو ماسبق الکلام لاجلہ ہی کہ ملاحظہ شانہ نند اول آیتہ و ما تھا الارسل الیہ ہی حاصل ہے
فانہم من الشیخ یہی مطلب بدلان جو مطلب اہل مطلب ہی ہرگز حاصل نہیں الخذر الخذر۔
اور آیتہ حدیث شریف مذکور یعنی لو کان بعدی نبی لکان عمر بنی حضرت عمرؓ جو بعد عدم
حصر کی منافی نہیں اس حدیث شریف لو عاش راہیم بعدی لکان منافیا کو مایہ یہ دو نوجو حدیث
مردی میں مدعا و احسنہ کو اور باہم مجاہد میں اس سبب عدم ثبوت النص صریح
در بارہ استوار و ثبوت بحق ثالث اور کسی چیز کی تک سرائیہ نہیں ہو سکتی اگر بحق حضرت
صدیق اکبرؓ الیہ بکیرہ اشارہ النص اس بارہ میں اصح ہی النص صریح ہی بخاطرات الکتبائہ المبلغ
من البصرۃ اجلئی کہ یا مرسلم از مستحاجات مذکورہ نہیں بخلاف امر خواہم نہ ہو او کی
واسطہ اثبات خلیفہ ہی جو پہلے مرسلم استحاجات عدیدہ مذکورہ ہی کہ جسکی سبب ہی سلف
صالح کی منقرض التاویل اور مصروف عن الخطا و قطعا و تھا اثر مذکور یعنی اثر متنازع فیہ
کو جو زیر کیا پس ہر گاہ یہ منصب نبوت بالقبول و واسطہ حضرت عمرؓ جو چو چو چو چو
من البصرۃ مضول باب تفصیل سی اور نیز صدیقین کے ثابت نہیں تو پھر خواہ تھوڑی ہو نا
واسطہ خواہم نہ مفروضہ مختصر کہ تو کچھ بڑی ہی فیض اندازی ہی اہم مطالب میں ہیں
اور ثلثہ فی الاسلام ہی پس ہر دو شوق ہمہ شہرہ اور شوق بعدیتہ جسکی جدا گانہ فرعون کر لی ہیں
حالانکہ شوق واحد ہی اس اعتبار ہی تفضیل زمان حیات شریف و وفات شریف اس باب
میں اعتبار ہی ایہ ہی شوق ہو گئیں شوق عصا عصیہ اہل اسلام لازم آتا ہی جیسا کہ یہ

بشیرتہ پہنچ جاتی رہتی اور خدا ہی نہیں حاصل ہوتا بلکہ رسولؐ کو نامہ ہی پہنچتا ہے
 اور خدا انہوں کی قولا تعالیٰ و ما جملنا البشیر من قبلك الخ لا یفهم الخ لا یفہم الخ لا یفہم الخ
 پس سبب حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام افانبات او قتل علیہ السلام علی عقاب کجمناسیب ہی
 قطع نظر اس سے کہ کوئی جانتی ہو انہیں اور کوئی قصہ ہم ہی نامتناہیہ امور اقتضائی ہیں انہیں شیعہ
 نہیں بلکہ لفظہ ہی نام نہاد اور نام استغراق کا بخلاف اوصل مر جامع کی جو قاطع و ہمہ مذکور
 ہی جو ماسبق الکلام لاجلہ ہی کہ بلا خط نشان نہ دل آیتہ و ما تمجد الا رسول اللہ ہی حاصل ہے
 تا فہم پس الیٰ شیعہ ہی مطلب ابتدائی جو مطلب بل مطلب ہی ہرگز حاصل نہیں الخ لا یفہم الخ
 اور ایہ حدیث شریف مذکور یعنی لو کان لعبدی بنی لکان عمر بنی حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ
 صحر کی منافی نہیں ہے حدیث شریف لو عاش ابراہیم لعبدی لکان نبیا کو ملکہ یہ دونوں حدیث
 موافق ہیں دعبار و احسنہ کو اور باہم معارضہ میں اسباب عدم ثبوت نص صریح
 دربارہ استوار و ثبوت بحق ثالث اور کسی چیز کی تک سرائیہ نہیں ہو سکتی اگرچہ حق حضرت
 صدیق اکبرؓ کو بکبر و اشارۃ النص اس بارہ میں اصرار ہی نص صریح ہی بخلاف الکتاتہ الیٰ
 من البصرۃ اجلیٰ کہ یا مستلزم استحقاقات مذکورہ نہیں بخلاف امر خواہم نہ ہو او کی
 واسطۃ اثبات غلیظہ ہی جو مستلزم استحقاقات حدیدہ مذکورہ ہی کہ جسکی سبب سی سلف
 صالح لی منقرض التاویل اور مصروف عن الظاہ قطعاً تھا اثر مذکور یعنی اثر متنازع فیہ
 کو جو نیز کیا پس ہر گاہ یہ منصب نبوت بالفعالیۃ واسطہ حضرت عمرؓ و عمرہ جو ملہیں اور حذیر
 من البصرۃ منقول باب تقصیل سی اور نیز صدیقین کے اثبات نہیں تو یہ خواہ تھوہ در پی ہوتا
 و اسطرحہ انہیں مفروضہ حضرت علیؓ کی کچھ بڑی ہی خیر اندازی ہی اس میں مطالبہ میں ہیں
 اور ثلثہ فی الاسلام ہی پس ہر دو شق ہم عصر تہ او شق بعدیہ جسکی جدا گانہ فرعون کر لی ہیں
 حالانکہ شق واحد ہی اس اعتباری تقصیل نام حیات شریف و وفات شریف اس باب
 میں اعتباری ایہ ہی شق ہو گئیں شق حصا عقیدہ اہل اسلام لازم آتا ہی چنانکہ یہ

نبی صافی کا اطلاق تروک عیال پر نہیں ہوتا بلکہ غایتہ الثانی اس پر گاہ الیہ لفظ
 مذکور ہے نہ بابا کی وجہ سے بلکہ عند الضرورت بروقت حاجت سچو عصر مذکور کا آمد ہو جائے اور مسلم
 اور منظور ہوتا تو اس الزام صریح سے براۓ ہوئی۔ اور اس روایت حدیث قدس اور روایت
 اعطاء میں اشارہ ہے کہ نبوت واسطی کسی عورت کی نہیں ہے بلکہ حاجت بنت ہند کی جو مسلمہ
 کذاب اب ہتی دعویٰ اپنی نبوت کا کیا تھا چنانچہ حدیث شریف وارد ترمذی وغیرہ ہے۔
 سیکون فی آخر الزمان مسیر و کذاب رقیانہ ہے ادعا و ائمہ شیعہ شیعہ و سکی ہے خواہم شیعہ
 تو محدودم الیاقہ محض ہتی اس دعویٰ سے مگر بطریق نیابت یہ دعویٰ ظہور میں آیا اہل عصر اسے
 قسط اس مسیر و سیم جابی غوری کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام
 فی صرف دعویٰ نبوت مسککہ کذاب مذکور پر نسبت شرکت فی النبوة بدون دعویٰ شیعہ کی وجہ
 استلزام اس دعویٰ کی خاتمیت کو انجام کا جو صریح مخالف ہے آیتہ خاتمہ کو جس پر بنا عقیدہ
 اسلام ہے اور سکو کا فرشتہ الکتب باوجود ہونی کا قطعاً اور چینی اندیہ لہنی کے سچا باجماع
 تاسع صحابہ اور باتفاق انکی بلا خلاف و بلا تکرار مقابلہ اور مقابلہ کیا جس سے عبارت جہاد فی الدین
 ہے صرف واسطی اعلام الہیہ کی کہ کرمہ و جعل کلمۃ الذین کفروا السفلی و کلمۃ السعدی علیہا حاکی
 میں یعنی گردانا السدی بول کا فرد کی نیچا اور السدی کا بول بالانی پس خوب معلوم ہوا کہ
 بعد بعثت حضرت خاتم النبیین صلی علیہ وسلم کی عقیدہ کسی صرف نبوت جدید کا اپنی قطع نظر خاتمیت کہ وہ خود
 بخود لازم آتی ہے اور میر ہو جاتی ہے خاتمیت خاتم النبیین کی صلعم باتفاق و اجماع صحیح ہے
 رضوان اللہ علیہم اجمعین بالقرہ بالقطع اجماعاً عقیدہ اسلام میں محض ضلال میں ہی لہذا
 سلف صالحین اور تمام محققین نے خود انکی متبعین میں خصوصاً شرح بخاری وغیرہ
 امام زرقانی اس اثر مذکور کی یہی توجیہ کی ہے کہ مراد لفظ نبی سی مادی غیر نبی ہے
 اور اشارہ اس جہاد مذکور کا کمال شدت جو ایام خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضوان اللہ
 علیہ و آلہ و عقبہ پر ہوئی انحضرت صلی علیہ وسلم ہوتا اور اسکا نکرہ بند ہوا تھا چنانچہ بخاری وغیرہ میں ہے

کتاب المسند

نبی اضافی کا اطلاق تروکایت عیال پہ نہیں تھا بل غایتہ التامل پس ہر گاہ الیہ لفظ
 مذکور پہ نہ پایا گیا جو بعداً عند الضرورت بروقت حاجت پہ جو عصر مذکور کا زمانہ ہو جاتا ہو مسلم
 اور منظور ہوتا تو اس الزام صریح سی برائے ہوتا یا اور اس وایت حدیث قدس اور روایت
 اعطا میں اشارہ ہی کہ نبوت واسطی کسی عورت کی نہیں جیسا کہ حجاج ثبت مندرجہ جو مسلم
 کذاب اب ہتی دعویٰ اپنی نبوت کا کیا تھا چنانچہ حدیث شریف وارد ترمذی وغیرہ ہی۔
 سیون فی آخر الزمان منیر و کذاب رقیبہ ہی ادعا خاتمہ پہی شہید ہو سکی ہی خواہم شہ
 تو محدودم الیہ لفظ محض ہتی اس دعویٰ ہی مگر بطرز نیابت یہ دعویٰ ظہور میں آیا اہل عصر اس
 قسط اس ستر و سیم حاجی غوری کہ حضرت امیر المومنین رئیس الصدفین ابو بکر بن ابی قحافہ
 فی صرف دعویٰ نبوت مسلک کذاب مذکور پر نسبت شرکت فی النبوة بدوین دعویٰ خانیہ کی وجہ
 استلزام اس دعویٰ کی خاتمیت کو انجام کار جو صریح مخالف ہی آیت خاتمیت کو جس پہ بنا عقیدہ
 اسلام ہی اوسکو کافر شدید الکفر باوجود ہونی کا قطعاً اور جہنی اندی لہنی کے سمجھا باجماع
 تمام صحابہ اور باتفاق اوکی بلا خلاف و بلا تکرار مقابلہ اور مقابلہ کیا جس سے عبارت جہاد فی اللہ
 ہی صرف واسطی اعلام الکلمۃ کی کہ کریمہ و جعل کلمۃ الذین کفرُوا السفلی و کلمۃ المرسلین علیا حاکی
 ہیں یعنی گردانا السدنی بول کا فرد نکلی نچا اور اسدی کا بول بالائی پس رخ ب معلوم ہوا کہ
 بعد از نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کی عقیدہ کسی میں نہ نبوت جدید کا پہی قطع نظر خاتمیت کہ وہ خود
 بخود لازم آتی ہی اور مضبوط جاتی ہی خاتمیت خاتم النبیین کی صلعم باتفاق و اجماع صحیح
 رضوان اللہ علیہم اجمعین بالقرہ بالقطع اجماعاً عقیدہ اسلام میں محض فصلال میں ہی لہذا
 سلف صالح ہی اور تمام محققین نے خود اوکی متبعین میں خصوصاً شرح بخاری وغیرہ
 امام زرقانی اس اثر مذکور کی یہ ہی توجیہ کی ہے کہ مراد لفظ نبی سی مادی غیر نبی ہے
 اور نہ اشار اس جہاد مذکور کا کمال شدت جو ایام خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضوان اللہ
 علیہما و بروی حضرت صلعم ہی تھا اور اسکا تکرار نہ ہوتا تھا چنانچہ بخاری وغیرہ میں ہے



انتظام سلطنت میں ابداً زید رہی یا نبی گئے بموجب قولہ تعالیٰ وداود و سلیمان اذ
یکلمان فی الحرب اولفشت فی غم القوم وکنا حکماء مدین فقہنا یا سلیمان وکلاً استینا حکماً
وعظماً قصہ تفاسیر میں کورسی اور شہبوز تو بطریق اولیٰ واسبب رعایت اس پر یہ
سلطنت کی درباب عطا ونبوت نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام فرمائی گئی اور کلمہ
فقہنا یا سلیمان فوقیت نسبت فقہانیت اور ایتہ عالم اور سلطنت کی ثابت ہو گئی فافہم
نسبت اس مسئلہ کی فہم وفاق است درکار ہی صرف تیسرے کلمہ عقلی پر کیا پرچہ چنانکہ سیاق کلام
منہ نظام و قال یا ایہا الناس علما منطق الطیر و انینا من کل شئی بین دلائل ہی اور قیوت
علمی کے اور تصریح ہوئی اسی کے ہی میراث انبیاء علیہم السلام کی جو کہ اصل اصول ہی کہ صریح ملاحظہ
دست فرمایا بخلاف فقرہ انینا من کل شئی کی کہ بعد میں فرمایا بغیر لفظ وراثت کی کہ انفاقی امر
ہی نمنا تبحر و حقوقاً چنانچہ وراثت کمال علمی سی کوئی نبی محروم نہیں ہے بخلاف شکوت و
سلطنت ظاہری جو کہ مستفاد ہی کلمہ من کل شئی سی اور لفظ علما منطق الطیر کے دلائل صریح
ہی اور عجائز کی جو مشرور ہی ساتھ دعویٰ نبوت کی جو بعضی سی قیوتنا النبوة کی اس معام
ہو کہ وراثت کمال نبوت سی کوئی نبی محروم نہیں ہا اور سلطنت اور شکوت ظاہری جو
کمال عرض الفاہی غیر لازم ہی سایر انبیاء علیہم السلام کو نہیں ہوئی اور اس کمال علمی میں رعایت
وراثت نسبی لازم امر نہیں بلکہ رعایت وراثت نسبی یعنی علاقہ افادہ و استفادہ علی حسب اہل بلکہ
مراد ہی ہذا کتب ان جرم را و حضرت سلیمان علیہ السلام کی خوش نصیبی جو ہر قوم نعمت و کرامت کا مینا ہوئی اور چونکہ کمال
نبوت اور بذات پاک حضرت رسالت کا خاتم النبیین کے ختم ہوا لہذا یہ وراثت علاقہ
افادہ و استفادہ و استفادہ و استفادہ اور رعایت نسبی کی نبوی بلکہ اور رعایت
سبکی ہوئی جو عبارت ہی علاقہ مذکور ہی حسب قیوت و استعداد قرار دی گئی جو معتبر فقہان
نبوی درجہ اول خلافت رشیدہ اور واسطی خلافت کی علم درکار چنانچہ یہ مطلب قصہ حضرت
ادم علیہ السلام سی ثابت ہی قولہ تعالیٰ وعلیم آدم الاسماء الایمہ سوا اول نضیبہ

انتظام سلطنت میں ابداً زیرِ پری ہائی گئے بموجب قولِ تعالیٰ وداؤد و سلیمان اذ

یکامان فی الحرب اولفشت فی غم القوم وکن حکماً مدین فقہنا ہا سلیمان وکلاً اثینا حکماً

وعلماً بقصد لغا سیر میں کو رہی اور شہور تو بطریق اولیٰ واسبب رعایت اس میں سیر

سلطنت کی درباب عطا و نبوت نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام فرمائی گئی اور کلمہ

فقہنا ہا سلیمان سے فوقیت رتبہ قضاہت اورایتہ علم اور سلطنت کی ثابت ہو گئی فانہیں

نسبت اس مسئلہ کی فہم و قضاہت درکار ہی صرف تیسرے کا عقلی بیکار ہیں چنانکہ سیاق کلام

میں نظام و قال یا ایہا الناس علینا منطق الطیر و اتینا من کل شئی بین دلائل ہی و قیوت

علمی کے اور تصریح ہے اسی کے میراث انبیاء علیہم السلام کی جو کہ اصل اصول ہی کہ صریح مطلق

دست فرمایا بخلاف فقرہ اتینا من کل شئی کی کہ بعد میں دینا یا بعبرہ لفظ وراثت کی کہ اتفاقاً امر

ہی نمنا استجا و لوجا چنانچہ وراثت کمال علمی سی کوئی نہی محروم نہیں ہے بخلاف شوکت و

سلطنت ظاہری جو کہ مستفاد ہی کلمہ من کل شئی سی اور لفظ علینا منطق الطیر کے دلائل صریح

ہی اور عجز از کی جو مقرون ہی ساتھ دعویٰ نبوت کی جو ہم معنی سی و اتینا النبوة کی پس معام

ہو کہ وراثت کمال نبوت سی کوئی نہی محروم نہیں ہا اور سلطنت اور شوکت ظاہری جو

کمال عرض اتفاقی غیر لازم سی سایر انبیاء علیہم السلام کو نہیں ہوئی اور اس کمال علمی میں رعایت

وراثت نسب لای زحیٰ امر نہیں بلکہ رعایت وراثت نسب یعنی علاقہ افتادہ استفاضہ علی حسب اہل بلا

مراد ہی ہذا کجائے محروم را و حضرت سلیمان کا میا ہوئی ان خوش نصیب تھے جو ہر قوم و ملت کا نسب ہوی اور چونکہ کمال

نبوت اور بذات پاک حضرت رسالتیاب خاتم النبیین کے ختم نوا الہدایہ وراثت علاقہ

افتادہ و استفاضت و افتادہ و استفاضت اور پر رعایت نسب کی نہوی بلکہ اور پر رعایت

سبکی ہوئی جو عبارت ہی علاقہ مذکور ہی حسب سببیت و استعداد قرار دی گئی جو معتبر و معتبر

نہوی درجہ اول خلافت رہندہ اور واسطی خلافت کی علم درکار چنانچہ یہ مطلب قصہ حضرت

ادم علیہ السلام سی ثابت ہی قولِ تعالیٰ وعلیم آدم الاسماء الایۃ سوا اول نصیب

کلام مقام روح بنیاد رضا یقین پس معنی احدیت کی یہی درست ہے کہ جو اہل تسبیح سبحی کہ
 مفتوح اور فاضل مخلوق ہی تقدیر عبارت یہی کہ لائرت ولا لائرت شیدا من الاسوال الدنیا
 ویتہ الذی ترکناہ کالفرار من القرح والعصی والدار والتمیص واللاذۃ وغیرہا من الجورج الضرر ویتہ
 فہو صدقہ اگرچہ موصول ہے مگر متبادر ہے فی صدقہ خبری البتہ اب خاصہ انبیاء علیہم السلام جو اب
 ہی کمال تہ کو جو تخریج ہے اور بدربار کمال است رکبتا ہی لی تعلقی ہے کہ ان اولی امور میں ہے
 واسطہ ورتہ کی خیال انفرایا کمال کل کل کی ہے جو تخریج ایک خاصہ غایہ ہو گیا ہے جو تخریج اتھرتہ کا
 کہ ہر خیال ہی کہ پہچنیدہ باعث ذوال ہی کو تخریج عصا جاسر الی السلام ہی محمد دعا اللہم لدنیا فہو
 کے چارہ انہیں اللہ ہادی قسطا پس جہاں روحم تہمتہ و لو شئنا لبغشنا فی کل افریہ نذیر
 الایہ اگر یہ کہا جاوی کہ تخریج مادی اور عطا اور نذر کر ہی تو یہ فعل غلط ہی اسلامی کہ
 بموجب شیت الہی شانہ وجود و عطا اور نذر کر مادی جو تخریج حقیقی ہی ہر قرینہ میں موجود
 پس معلوم ہوا کہ نسبت شیتہ نسبت تخریج حقیقی مراد ہی عبارت ہی ہی سی اور اگر یہ کہا جاوی
 کہ در صورت امر لفظ تخریج ہی ہر حقیقی اور ہر عدم ہندہ و سلی سی ہر قرینہ میں لازم آتا ہی بعض قرینہ
 میں ہی حقیقی ہو بموجب تقیض سلب کلی کے جو ابجای جری ہی اور حالانکہ یہ بات بائی جالی نہیں
 نوا و سکا جوات ہی کہ سلب کلی کو ہی مہوم ابجای جری ہی تخریج حقیقی ہو تخریج ناقض ہو تخریج ہی
 تخریج کلی ہو ابجای جری ہی لایق بابت ہو کہ بعض قرینہ میں ہو اور عطا ہو اور بعض میں ہو پس ہم
 اعتراض مسلمہ فاضل - اور وارد حدیث شریف ہی لایق ہی بیت مدبر والا در الا دخلہ السر کلام
 تخریج و ذل ہی لیس قرینہ کیا بلکہ ہر ایک بیت خانہ فایم از قسم عقار شہر بان و قری اور امصار و نہ
 ہوا ان قسم خیمہ ہی لشکر بان مسافران بادیشیمان و اہل گدبان مرد خزانہ زیر کان باندا
 مدو بان عرب وغیرہ تخریج حقیقی تخریج عطا اور نذر کر ہی ہی ہند بان جو کہ مقتضای خاتمیہ مطلقہ خالصہ
 مشترکہ ہی اور سایہ طبقات علوی سفلی کو بلا شراکت و بغیر سائمت مثال اصل ہے اور ایسی ہی
 طرح علی العموم و شمول بل تخصص اشخاص بقاع و بلاد معین اور عظیم اور نذر کر بانک اور وارث

جہاں تہمتہ

کلام مقام روح بن اور خصائص میں پس معنی وحدت کہ یہی درست ہیں کہ جو اہل تسنن نے سمجھی کہ
 مفتوحان بر دو فعل مخدوف ہی تھا بر عبارت یہ ہے کہ لائرت ولا لائرت شیدا من الہ سوال اللہ بنا
 ویتہ الذی ترکناہ کالفرار من القح والحمی والدار والقیص واللادقہ وغیرہا من الجواح الضررۃ
 فهو صدقہ اگرچہ موصولہ ہی کہ مبتدا رہی و صدقہ خبر ہی البتہ اب خاصہ انبیاء علیہم السلام جو بنا
 ہی کماں تہ کہ جو بحر محض ہے اور بدرجہ کمال است رکبتا ہی لی تعلقی پر کہ ان اولی امور میں ہے
 واسطہ ورتہ کی خیال فرمایا کمال تکمل کی گویہ خبر اکبر و خاصہ یہ ہو گیا ہے بحر ریخہ اتمستہ کا
 کہ خیال ہی کہ یہ عقیدہ باعث زوال ہی کہو نہ شق عصا جاسیر اہل اسلام ہی کہ زوار اللہ علیہم السلام ہی
 کے چارہ نہیں والہ ہادی قسطا سچ چہا ر و ہم تمہ اتہ ولو شئنا لبغشنا فی کل فریۃ نذیرا
 الایہ اگر یہ کہا جاوی کہ نذیری مراد ہادی اور داخط اور نذر کی تو یہ فعل غلط ہی اسلامی کہ
 بموجب شیت الہی شیانہ وجود داخط اور نذر اور ہادی نذیر خبر حقیقی ہی ہر قرینہ میں موجود
 پس معلوم ہوا کہ سبب شیت نسبت نذیر حقیقی مراد ہی جو عبارت ہی بنی سی اور اگر یہ کہا جاوی
 کہ درصوت ہمارا لفظ نذیر بنی ہر حقیقی اور یہ عدم نسبتہ اسلامی ہی ہر قرینہ میں زعم آہی کہ بعض قرینہ
 میں حقیقی ہو بموجب نقیض سبب کلی کے جو ايجاب خبری سی اور حالانکہ یہ بات باالی حالی نہیں
 اور اسکا جواب ہی کہ سبب کلی کو ہی معلوم ايجاب ہی اور خبری ہی کہ جو صدقہ و سکا و نہیں فاقیم ہر کہ
 ايجاب کلی مزا ايجاب خبری الا ان شایب ہوا کہ بعض قرینہ میں ہر اور داخط ہوا اور بعض میں نہیں ہوا پس یہ
 اعتراض مسلمہ فاقط۔ اور وار حدیث شریف ہی لایعنی بیت مدر ولا در الا داخطہ الہ علیہ السلام
 بجز عز و ذل نہیں پس یہ کہ یکا یکہ سر ایک بیت خانہ فایم از قسم عقار شہریان و قری اور امصار خانہ
 اور ان قسم ضعیف ہی لشکریان و مسافران بادشہیان و اہل گدازان و زحان و زیر اکنان مانند
 مد و بان عرب وغیرہ نذیر حقیقی یعنی داخط اور نذر کی لی ہنریں ہا جو کہ مقتضای ختمیہ مطلقہ خالصہ
 مشترکہ ہی اور ساری طبقات علوی سفلی کو بلا مشارکت وغیرہ اہمیت شامل اصل ہے اور ایسی ہی
 طرح علی العموم و بشمول ہا مخصوص اشخاص بقاع و بلاد معین و ہر عقلمندان و نذر کی ناب او وارث

قسطا سچ چہا ر و ہم تمہ اتہ

کل کے جوہر وہی نبی ہی اس ہی بات پر ثابت ہو گئی کہ امام محمد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ نے اس کی واسطی حدیث سے
 کہ جس سے مسئلہ نکلتا حاصل ہو جو اصل میں جو امر وہی الہی عقل میں نہ عقل کو ہادی جو نزدیک نہ خواہم سے
 کو نظیر یہی ہے کہ جو چیز سے نہ شریعت فی النہی کی اور سبب القیاس سلف و خلف ہو کہ سبب القیاس ہی ہو گیا
 انکار اجماع و خلاف اس کا مارا وہی تھا۔ اور ایک بات اور کہتا ہوں کہ یہ قیاس اور قیاس
 ہمارے برخلاف اس کا ماخذ اس عقل کی آیات میں افلا تعقلون سافلا تذکرون۔ و نیز الامن
 فی اللہ قلب سلیم اور نیز من نزع اللہ اللہ السلام ہو علی نور من ربہ و نیز وما ذکر الا اولیٰ الالباب
 یعنی مسئلہ اس کا یہی کہ جب گارنی قول خاتم الانبیاء سلیم کو قبول کیا جو عقل کا نہ تو واسطی ہمارے
 ضروری کی جو موجب نجات ہو جو اول او کل عقل کے جو عقل خودی ہی کر دیا نامرتبہ اور ہمارے
 عقل کل بذریعہ اپنی عقل خودی اور اک کرین و چون اور باطل میں امتیاز کرین معلوم ہوا کہ باوجود
 عقل کل عقل خودی ہی کار آمدی کہ ملا معاویہ بن زید مستقل بسوقت عدم عقل کل کے تو طریق
 اولیٰ و آخریٰ کار آمدی بالاستقلال مگر صرف اصول بن میں یعنی امر و خیر اور محادین خیریت
 میں کہ وہ بدو عقل کل جو انبیاء میں حاصل نہیں ہو سکتی پس استدلال و اقتباس نفس ان آیات
 سی درست ہوا اس باب خاص میں قابل کتبہ المقام۔ فسطاس یا شروہ ہم تہ آیتہ و شہنا
 لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الایۃ دہو کا ہوا اس امر کا کہ تفسیر نذیر سائہ لفظ نبی کے دلہا یہ ہیں
 کتاب بخور سنا جائی کہ نذارت حقیقی مخاطبہ لازمہ ہی نبوت کا مائدہ لنبارت حقیقی کے جیسا کہ ارشاد
 ہوا بدو لفظ نبوت و رسالت کی لفظ تفسیر نذیر اس آیتہ تفسیر میں و ما ارسلناک الا کافۃ
 للناس نذیرا و نذیرا کہ بیان میں نذارت الہی نذارت اور نذارت حقیقی بدالت سابق
 کلام جو لفظ ارسلناک ہی علیہ القیاس اس آیتہ تفسیر و لوشہنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا
 میں لالت سابق کلام ہو جو وہی ساتھ لفظ لبعثنا کی اور ظاہری کہ مراد رسالت و بعثتہ ہی
 رسالت و بعثتہ مصطلح شرعی ہے نہ عرفی نہ لغوی۔ اور اگر کہا جاوی کہ اس رسالت اور
 بعثتہ میں فرق ہی ساتھ لفظ کاف خطاب کی کہ جائز ہی بعثتہ غیر حقیقی غیر مصطلح شرعی مراد ہو جو

سطا سنا شروہ

کل کے جو مروجہ سی بنی ہی اس ہی بات بنی ثابت ہو گئی کہ امام محمد بن ابی ہاشم رضی اللہ عنہ نے اس کی واسطی ہدایت کر کے
 جس سے مسئلہ نکلتا ہے حاصل ہو جو اصل فی المراءد ہی سی عقل میں لا عقل کو ہادی جو نیز کیا نہ خواہم سے
 کو بنظر ہی رہے کہ جو قبہ سہ و شکر ت فی النبوت کی اور سبب اتفاق سلف و خلف ہو کر مسئلہ اجماع ہو گیا
 انکار اجماع و خلاف اسکا مکار و اس فی تامل اور ایک بات اور کہتا ہوں کہ یہ قیاس و اقتباس
 نہایت برجای اسکا ناخذ اس عقل کی آیات میں فلا تقولوا سوا ما تسمعون و نیز الامن
 فی اللہ قلب سلیم اور نیز فمن شرح البسدرہ الاسلام فهو علی نور من ربہ و نیز وما یدکر الا اولی الامر
 یعنی مطلب اسکا یہ ہی کہ کجیاری فی قول خاتم الانبیاء صلعم کو قبول کیا جو عقل کا نہ تو واسطی ہدایت
 ضروری کی جو موجب نجات ہو جو اول اوکلی عقل کے جو عقل جزوی ہی کہ دیا نام مرتبہ اور ماہیت
 عقل کل کے بدلہ اپنی عقل جزوی اور اک کرین و چون اور باطل میں امتیاز کرین معلوم ہوا کہ باوجود
 عقل کل عقل جزوی ہی کار آمد ہی کہ مدعا و ہ یہ مستقل بسوقت عدم عقل کل کے تو طریق
 اولی و آخری کار آمد ہی بالاستقلال مگر صرف اصول بن میں یعنی امر و خیر اور معا دین خیریت
 میں کہ وہ بدون عقل کل جو انبیاء میں حاصل نہیں ہو سکتی پس استدلال و اقتباس نفس ان آیات
 سی درست ہوا اس باب خاص میں قتال کہ المقام فسطاس پانچ و ہم تہم تہم تہم و شہنا
 لعننا فی کل قریۃ نذیر الایۃ دہو کا ہوا اس امر کا کہ تفسیر نذیر سائنہ لفظ ہی کے دلید ہو گئی
 تو اب بغور سنا جاوے کہ نذارت حقیقی خلاف لازمہ ہی نبوت کا مانند نبارت حقیقی کے جیسا کہ ارشاد
 ہوا بدو لفظ نبوت و رسالت کی لفظ بشیر و نذیر اس آیت تفسیر میں و ما رسلناک الا کافۃ
 للناس بشیرا و نذیرا کہ بیان میں جن میں المراد ہی نبارت اور نذارت حقیقی بدالت سابق
 کلام جو لفظ ارسلناک ہی علی القیاس اس آیت تفسیر لفظ و نذیرنا لعننا فی کل قریۃ نذیرا تک
 میں لالت سابق کلام جو ہو ہی ساتھ لفظ لعننا کی اور ظاہر ہی کہ مراد رسالت و بعثتہ سی
 رسالت و بعثتہ مصطلح شرعی ہے نہ عرفی نہ لغوی ۔ اور اگر گنا جاوی کہ اس رسالت اور
 بعثتہ میں فرق ہی ساتھ لفظ کاف خطاب کی کہ جائزی بعثتہ غیر حقیقی غیر مصطلح شرعی مراد تو ہو جا

ملاحظہ فرمائیں

سوا الذی لعنت فی الاممین رسولاً منهم۔ اور آیتہ واما انما سعدین حتی تعبت رسولاً۔ اور آیتہ لعنت
 المرسلین رسولاً۔ اور آیتہ ولعنت الذین یبغون من بعدن۔ یا کنا یثمل و لعینا منهم
 عشر لقیطیات مانند لوسیج بن یحییٰ و غیرہ صادر ہو تو مجھے اعلان شرعی ہو گا اسلئے اس علی تفسیر سفیانی
 و تفسیر مدارک التنزیل و خلاصۃ النفاہین تفسیر لفظ نذیر کی تحت اس آیت کی لفظ تثنیٰ مذکور ہے
 اوچر جہاں ایسا ہو گا وہاں یعنی لغوی ہو گا یا از قبل اعلام مثلاً وارد احادیث نبوی صلیہ وسلم
 لعن ای سر شیعہ یعنی لشکر جہانگیر نماز عید صلی ہوئی حضرت صلعم کا معمول شیعہ تہا اگر لشکر جہانگیر
 کہیں نہ لڑتا تو حکم دیتی او جبکہ باجج باجج کی جن میں لفظ لعن الہ وارد احادیث شیعہ ہی
 یعنی لشکر و فرخ اور مانند آیتہ ولعنت فی الدین شریں مراد حاشیہ میں ملازم و غیرہ متعارف و معلوم
 ہیں حج کر کے لائی و الیہی ساحر و کون سرگاہ کہ اس قدر بطور مقدمہ ہند ہوا تو واضح ہوا کہ اس آیتہ منیر کہ
 ووشنا لعننا فی کل فریۃ نذیرا میں بموجب اس تحقیق کی نذیر حقیقی یعنی بنی متعین الجہاد میں داخل گیر
 اس قدر تحقیق ضروری جو زید و اماں اس آیتہ پر کر امت کی قوم فاسد الدارک میں بہر دست گذری
 ظاہر کی کسی مگر سنو ز سرگز اور چاہا یا اس کلام معجز النظام کی بحکم لاشع منہ العلماء و اولاد نقضی عجائز
 و غرائز بموجب قول حضرت مرتضیٰ علی رضوان بہایت تاقیام قیامت باقی میں۔ پس چاہا جاہل
 کہ خلاصہ مطلب اس آیتہ پر ہدایت کا یہ ہے اگر ہم جاہلی البتہ یعنی برستی میں بنی توبہ سکتی
 مگر بنی ہاشم طر تیری ہی محمد صلعم حسب وعدہ اپنی کی محض فصل و کرم بنی سی بدول کسی ایسی شخص
 کی جس کو مجبور ہوئی جو جارحی ظالی اور بی نیازی سی وری کوئی بنی ہاشم چاہا کہ واسطی
 او کی لعنت جدیدہ مثلاً غیر مستقلہ ہو خواہ شریعت قدس جہد شریعت کہ غیر شریعت کہ ہو خواہ تیسرے
 باعتبار زمان حیات شریف روز لعنت ہو خواہ تیسری لعین ہو باعتبار زمان وفات شریف ورنہ
 روز لعنت ہی تاقیام قیامت بوجہ عدم نسخ اس شریعت کی ایک ہی زمان ہی خواہ تیسری شریعت
 کی تعین میں نہ نیابی ہو کہ کسی طبقہ میں طبقات اراضی سبب ہو غرض کہ از عرش تا فرش عالمی
 صور مجملہ حقیقہ و فرضاً قطعاً و قاطبہ ہاشم چاہا کہ حقیقت کے کہ وہ انبیاء جدیدہ ہی تہا

سوال الذی لعلت فی الاممین رسولاً منهم - اور آیتہ واما انما معہ من حی سمعت رسولاً - اور آیتہ لعلت
 المرسلین رسولاً - اور آیتہ و لعلت الذین یبشرون من عند رب - یا کما آیتہ مثل و لعلت انهم
 عن لعلت یبایط ما ند یومع بن یوم و عشره صادر عوا تو یمنی و لعلت شرعی ہوگا اسلوسطی لعلت یضیای
 و لعلت یدارک التشریع خلاصہ التفاسیر میں لعلت لفظ تذکرہ کی تحت اس آیتہ کی لفظ تشریح مذکور ہے
 اور حرج کیا ہے انہوگا وہاں پہنی لغوی ہوگا یا از قبل اعلام مثلاً و ارد احادیث نبوی صلعم لعلت
 لعلت اسی سر شہ یعنی لشکر چاہا کہ بعد نماز عید مصلی میں کئی شخص صلعم کا معمول لعلت تھا اگر لشکر پہنچا
 کہیں لعلت ہو تا تو حکم تہی او جبکہ باجج باجج کی حق میں لعلت الہ و ارد احادیث شریفہ ہی
 یعنی لشکر و فوج اور مانند آیتہ و لعلت فی الدان شر میں ارادہ شری میں لازم و غیر متعذر و عول
 میں جج کر کی لانی و اللہ ہی ساروں کی سرگاہ کہ اس قدر بطور مقدمہ محمد عوا تو واضح ہو کہ اس آیتہ میں کہ
 و لعلت لعلت فی کل قریۃ نذیرا میں بموجب التفتیح کی نذیر حقیقی یعنی نبی متعین المراد میں لا خیال اگر
 اس قدر تحقیق ضروری جو زیروا ان اس آیتہ پر کہ است کی قہم فاصر الدرک میں ہر دست گذری
 ظاہر کی کسی مگر سنو ز سر اسرا و چاہا یا اس کلام معجز نظام کی حکم لالشیع منہ العلماء و لعلت حجازیہ
 و قرآنیہ بموجب قول حضرت مرقی علی رضی اللہ عنہا نہایت تا قیام قیامت باقی میں رہیں چاہا کہ
 کہ خلاصہ مطلب اس آیتہ یہ دایت کا یہ ہے اگر ہم چاہیں البتہ بھی رہیں میں نبی تو بھی سکتی
 مگر میں باسنا طر تشریحی محمد صلعم وعدہ اپنی کی محض فضل و کرم ہی ہی بدون کسی سبب
 کی جس سے ہو جو جوری ہوئی جو چاہی خالی اور بی نیازی ہی دوری کوئی نبی پہنچا نہ چاہا کہ واسطی
 او کسی لعلت جدیدہ مشغلہ غیر مشغلہ ہو خواہ شریفیت قدیمہ جدیدہ شریفیت کہ غیر شریفیت کہ ہو خواہ تشریف
 باعتبار زمان حیات شریف روز لعلت ہی خواہ تشریحی لعلت ہی ہو باعتبار زمان وفات شریف ورنہ
 روز لعلت ہی تا قیام قیامت ہو جبکہ عدم نسخ اس شریفیت کی ایک ہی زمان ہی خواہ تشریحی شریف
 کی تحیت میں وہ نیانی ہو کہ کسی طبقہ میں طبقات اراضی سبب ہو جو غرض از غرض تا فرشتگان
 صورت حقیقہ و درضا قطعاً و قاطبہ پہنچا نہ چاہا بخلاف عیسیٰ کہ وہ انبیاء جدیدہ ہی تھا

ہی مجازاً جسکی شان کلیہ ہی مخصوص الہی موقع بیان قواعید میں موجب ہوا اکثر حکم الحکم و نیز القاب
 العام کا لائحہ فی ادارۃ الاحکام علی حسب القواعد الاصولیہ اور اگر یہ ذکر کیا جاویں کہ یہ تالیف
 ہر دو حدیث مذکورہ میں بلکہ حدیث المارسلہ و منسوخ ہی نذر نسخ حدیث الوضو و جماعت
 التارک ساتھ حدیث تناول لحم خنزیر کی درمیان نسخ و وضو کس کی ساتھ حدیث ہل ہو
 الا بعدہ کے ہی جیسا کہ یہ قول ہی محدثین ہی کی سی یا قاعدہ جرح عند التعارض مع متعارف ہی
 باعتبار قوت سند اور متانت اور سنی کے اول تھا بہت اور خطبہ اور عدالت رواد کی توجہ
 غدیہ کی اول ان ہی ہر دو حدیث مذکور کی توجہ کو بریں اختلاف ہی و قطع نظر اس کے باب
 تاویل اور صرف عن الظاہ عند الضرورة مفتوح ہی سلفاً و خلفاً بالاتفاق لیس اب بعد تہذیب اللہ
 اور شدہ قرآنی اور احادیث نبوی اور بعض اشعار عربیہ و غیرہ مسئلہ خود عربیہ بیان کی جاتی
 ہیں جو بے بیان کرنا چاہی اصل حقیقت یہی کہ یہ فقرہ فیہ بنی کتبکم از قبیل قاعدہ مشککہ
 و از دواج ہے جو عبارتہ ہی ذکر اشیاء بلفظ غیرہ وقوعہ فی صحتہ تحقیقاً اولہ تیرا ہی نذر قول شاعر
 کی الجوالی حبہ و قیضاً واقع اس شعر میں درجہ مختصر معانی و فقرہ کی قائلوا افتتح شیانہ بنی زکاتین
 قلت الجوالی حبہ و قیضاً یعنی کہا قوم منقاد بن فراتیش کو اور طلب کر تو کسی طعام کو نہو ان
 ہم اجبی طیار کرین اور جتیا کرین ہم واسطی نبیری بختگی او سکی کہا یعنی لیاؤ تم واسطی ہمیر
 جتہ او قیض یعنی سیو تم واسطی میر جتہ او قیض یعنی پس تعبیر یا طت ساتھ لفظ طبع کی سبب
 وقوع خیاطت کی ہمراہ طعام کی ہوئی پس صرف البصر عن علی ہر وہ طیار ہو گیا اور نہ نذر
 قول لعلالی جزا رستیکہ سببہ منہا میں کافی تھا لفظ منہا کا جیسا کہ دوسری جگہ کلام ہم
 میں و جزا رستیکہ منہا ہی معلوم ہوا کہ تکرار رستیکہ سبب منہا مشککہ ہی علی بن القیس کہہ کر اور اگر
 نہ البصر غیر الحاکرین یعنی جزاوی الہ تعالیٰ یا مرا و کسری نسبت حضرت حق تعالیٰ کو
 یہی کہ الیہ الی التسمیہ جتہ لا بد رہی صاحبہ جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر نے کی ہی چاہل
 رقبیل صرف الشی الصریح عرفان ہر وہی اور مثل او سکی انہم بکید و ان کید کید اتی

ہی مجازاً جسکی شان کلیہ ہی مخصوص الیسی موقع بیان قیام بعد میں موجب لیا اکثر حکم الحکم و نیز الخشب
 العام کا متحقق فی ادارہ الاحکام علی حسب القواعد الاصولیہ اور اگر یہ عذر کیا جاوی کہ یہ تکرار
 ہر دو حدیث مذکور ضرور نہیں بلکہ حدیث الارسل الی منسوخ ہی انرا نسخ حدیث الوضوء و حمامت
 التارک ساتھ حدیث تناول لحم مخبئہ کی درمیان نسخ و ضرور نسخ ذکر کی ساتھ حدیث بل ہو
 الاصلہ کے ہی جیسا کہ یہ قول ہی محدثین ہی کلی ہی یا قاعدہ جرح عند التعارض و معاف ہی
 باعتبار قوت سند اور شانت او سکی کے اور شانت او ضبط او عدالت رواۃ کی توریخ
 عذریہ کی اول ان ہی ہر دو حدیث مذکور کی توجہ کو میں اختلاف ہی و قطع نظر اس کے باب
 تاویل اور صرف عن الظاہ عند الضرورة مفتوح ہی سلفاً و خلفاً بالاتفاق پس اب بعد بتدبر الظاہ
 اور شدہ قرآنی اور احادیث نبوی اور بعض اشعار عربیہ فتح عربیہ عذرہ امثلہ خود عربیہ بیان کی جاتے
 ہیں جہت بیان کرنا چاہی اصل حقیقت یہ ہی کہ یہ فقرہ فیہ نبی بنیکم از قبیل قاعدہ مشاکلتہ
 و ازدواج ہے جو عبارتہ ہی ذکر اشئی بلفظ غیرہ و وقوع فی صحتہ تحقیقاً و تقدیراً ہی اند فہل شاعر
 کی الطہوالی حبہ و قیضاً واقع اس شعر مندرجہ مختصر معانی و غیرہ کی قالوا افسح شیباً یخزلک طیفہ
 قلت الطہوالی حبہ و قیضاً یعنی کہا قوم متفاوتین فرمائیں کہ او طلب کر تو کسی طعام کو نہو ان
 ہم اچھی طرح طیار کریں و جتیا کریں ہم و مٹی نہری بجائی او سکی کہا مینی لپکا و تھو و مٹی بہرے
 جتہ او قیض یعنی سید تھو و مٹی سیکر جتہ او قیض پس تعبیر خیاطت ساتھ لفظ طیفہ کی سبب
 وقوع خیاطت کی ہمراہ طعام کی ہو ہی پس صرف الصیرح عن علی ہرہ طیار ہو گیا اور یا نہر
 قول لعلالی و جزا رستیتہ سبتہ مثلبہا میں کافی تھا لفظ مثلبہا کا جیسا کہ دوسری جگہ کلام ہم
 میں و جزا رستیتہ مثلبہا ہی معلوم ہوا کہ تکرار رستیتہ سبتہ سبب مشاکلتہ ہی علی ہذا القیاس کہ وہ اکثر
 لہو العذیرہ الماکرین یعنی جزاوی السد لعلالی ایام راو مکر ہی نسبت حضرت حق تعالیٰ کو
 یہ ہی کہ الیساں التسمیہ جتہ لا بد ہی صاحبہ جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر نے کی ہی جہل
 و قبیل صرف السخی الصیرح عن ہرہ ہی اور مثل او سکی انہم بکیدیون کیدی او الکی کیدی اتی

اثر نہ کوری، ادبی غیر شکی جیسا کہ امام قسطلانی وغیرہ نے توجیہ وجہ کی ہے اور کسی قول پر
 عبارت دفع الوسواس وغیرہ عبارتیں مجہ و متعبدہ کا ضدہ کو وسواس پیدا ہوا اور صورت
 مشاکلت اگرچہ لفظ بنی مشبہہ نہیں بلکہ جزا، سلیہ سلیہ مثلاً لفظ زاید بطور اقحیٰ ہم سے مگر آخر
 وجود لفظ تشبیہی ہی وجود و فرض اور بال تشبیہ یعنی علاقہ تشبیہ کو اس فقرہ اثر نہ کوری
 کی کیا پس پس از ادب اسم کا اسطر صریحی کہ مشکاک یخ میں مقرر ہے یعنی کچھ نظر طرف مشبہہ اور علاقہ
 تشبیہ اور حرف تشبیہ کی اصلاً نہیں ہے سوای مشبہہ کی اپنی منکلم مشبہہ بہ مخاطب کی ہے کہ تو
 بجیل نہیں جیسا کہ محاورہ اردو کی کچھ جیسا شخص ہے کام کرے اور مشبہہ کا خیال ہی نہیں ہوتا
 ہی بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ تو یہ کام مت کر علیٰ ہذا القیاس طلب اثر نہ کوری کا یہ کی کوئی
 طبقات سنتہ میں نہیں ہے خاتم النبیین صلی علیہ وسلم کی سوای جو کہ مختصر میں ساتھ خاصیت مطلقہ
 کی بلا تفضیل لا غیر علیٰ ہذا القیاس ہی توجیہ ہوتی ہے نسبت آدمیت اور انصاف اور ابراہیمیت
 اور عیسیٰ میت کی اور کچھ اور نہیں مصلحتاً اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ میں حیث النبوتہ بلا شرکت
 سوای ہشامیہ وصف محمدیہ حیثیت مذکورہ یعنی نبوت اسلمی کہ نبوت ہر شی کا اپنی اپنی
 حصا اصل اور لازم کی ساتھ ہوتا ہے نفس تشبیہہ کو اسمین کچھ دخل نہیں جہاں کہ نبوت حضرت لوط
 علیہ السلام اور اسمین علیہ السلام ثابت ہوئی اور کسی کی نبوت عبد خاتمیت میں ثابت ہوئی
 بخلاف اوس صورت کی کہ یہی اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ میں حیث العلمیہ ہوں اور وصف علمیت
 سے تو کچھ لگاؤ ہی نہیں کہ اس لفظ کا تو اثر مذکور میں اثر ہے نہیں اور شرکت علمی اور اسمی سے خاصیت کو
 کچھ ضرر ہی نہیں فاقم بالغرام الام اور اگر کہا جاوے کہ یہ فقرہ اثر نہ کوری کا باب مشاکلت سے نہیں
 بلکہ از باب تشبیہہ ہی بوجہ الفاظ تشبیہہ کے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ منشاء اس اعتراض کا ملفوظ ہونا
 لفظ تشبیہہ ہی فقرات مذکورہ میں ہاں لفظ کاف اور لفظ مثل وغیرہ سو یا مقرر ہے واضح ہو چکا کہ
 بطور اقحیٰ واسطی تحسین کلام لفظ زاید ہی ہاں لفظ کاف قولہ لیس کذا شیء و ہواہم الخاں کے
 اور استعمال تشبیہہ میں لفظ کاف وغیرہ ملفوظ ہونا ضرور نہیں ہاں لفظ زاید اسد و فلان خاتم

اثر مذکور سی ادبی غیر شکی جیسا کہ امام قسطلانی وغیرہ فی توجہ بہ وجہ بہ کی اپنی اوسکی قبول کر
 عبارت دافع اوسو اس غیر عبارت میں مجہ و تبد و عاصدہ کو دوسو اس پیدا ہوا اور صورت
 مشاکلت اگرچہ لفظ بنی مشبہہ شکل جزا سیدہ سیدہ لفظ زاید بطور اقحاحی مگر آخر
 وجود لفظ تشبیہہ یعنی سی وجود طرفین اور مایہ تشبیہہ یعنی علاقہ تشبیہہ کو اس فقرہ اثر مذکور فیہ
 کینکیم پس اس کے اس اسم کا اسطر صبر کی کہ مشکلا بخل میں مقرر ہے یعنی کہ نظر طرف مشبہہ اور علاقہ
 تشبیہہ اور حرف تشبیہہ کی اصلا نہیں ہوتی ہوا می مشبہہ کی اپنی منظم مشبہہ بہ معنی طوطی ہے کہ تو
 بخل نہیں جیسا کہ حجازہ اور دو کی کہ جیسا شخص بہ کام کرے اور مشبہہ کا خیال ہی نہیں ہوتا
 ہی بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ تو بہ کام مت کر علیٰ ہذا القیاس مطلب اثر مذکور کا یہ معنی کوئی
 طبقات نہ میں نہیں ہے خاتم النبیین صلعم کی سوا ہی جو کہ مختصر میں سائتہ خاتمتہ مطلقہ
 کی بلا تفصیل لا غیر علیٰ ہذا القیاس ہی توجہ بہ متعلق ہی نسبت آدمیت اور اولیئہ اور اربعینیتہ
 اور عیسائیتہ کی اور کچھ اور نہیں مصلحت اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ میں حیث النبوۃ بلا شکر نہ
 سوا یہ مبتنیہ وصف محمدیہ حقیقتہ مذکورہ یعنی نبوت اسلامی کہ نبوت ہستی کا اپنی اپنی
 حصا اصل اور لوازم کی ساتھ ہوتا ہی نفس تشبیہہ کو اس میں کچھ دخل نہیں جانا کہ نبوت حضرت لوط
 علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام ثابت ہوئی اور کسی کی نبوت عبد خاتمتہ میں ثابت ہوئی
 بخلاف اوس صورت کی کہ یہی اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ میں حیث الحلیۃ ہوں اور وصف حلیۃ
 سی تو کچھ لگاؤ ہی نہیں کہ لفظ کا تو اثر مذکور میں نہیں اور شرکت علمی اور اسمی سے خاتمتہ کو
 کچھ ضرر ہی نہیں فاقیم بالقول الامم اور اگر کہا جاوے کہ یہ فقرہ اثر مذکور کا باب مشاکلت سی نہیں
 بلکہ از باب تشبیہہ ہی بوجہ الفاظ تشبیہہ کو جواب اوسکا یہی کہ منشا اس اعتبار میں کا ملفوظ ہونا
 لفظ تشبیہہ ہی فقرات مذکورہ میں مانند لفظ کاف اور لفظ مثل وغیرہ سوا یہ مقرر ہے واضح ہو چکا کہ
 بطور اقحاحی واسطی تحسین کلام لفظ زاید سی مانند کاف قولہ لیس کذا شیء و ہوا جمع الخاتم
 اور استعمال تشبیہہ میں لفظ کاف وغیرہ ملفوظ ہونا ضرور نہیں مانند زاید اسد و فلان خاتم

سمره علم کی گویا کہ وہ کتنا ہی گہری ہی مراد مطلق نبی ہی احمدیہ دو سری میں پہلی نہ مال واحدی
 اور تعبیر ندرت کو برین کسی روایت میں سبب لفظ کچھ کم اور دم کا دم جو واقعہ ہی انتشار کی ہی
 انتشار کے صنفی صورتی کو کہ علاوہ برین ہی پس اثر کو بالضرورت واجب التاویل صرف
 انظار ہی تاکہ مخالف انہو خصوص قطعیتی مانند آیت خاتمیہ اور آیت دوشمنا لبتشانی کل قرۃ الایۃ
 کی حبسیا کہ قسطا سون میں کو ہی فافہم ولا تو تم پس اگر کہا جاوے کہ معلوم ہوا الفاظ ذکر وغیر
 مذکور کو دخل نہیں در بارہ اثبات محالی اور مطالب کی توہم اثبات مطلب خاتمیہ خاتمہ شدہ اثر کو
 کو کیا مانع ہی تو جواب و سکایہ کی ہمیں شرط یہی کہ مخالف نہ ہو کہ اصل دین کے جو لخصوص قطعیتی
 ثابت ہی مانند خاتمیہ کی اور قطع لفظ خاتمیہ سی اثبات مطلب کو تو بہت دور ہی جو کہ اسکا موقوف
 علیہ ہی بعضی نفی ثبوت وہ ہی بوجہ استحالة لزوم شرکت و قسمت مذکورہ کی مفترض التاویل ہے
 نسبت مخالف لخصوص قطعیتی کی حبسیا کہ گذرا اور سر یا تا مقسطا طیس کا یہ ہی مطلب ہی اور
 یہاں علی حسب المقام و اقربا میں معلوم ہو سکتا ہی فقط و الا علم اور علی القیاس قولہ ثم فتبارک
 السر الخالقین مجازی حسن البصیرین ہی چنانچہ در بارہ وعید تخریب مصوین وارد حدیث
 صحیح بخاری وغیرہ صحاح ہی آجیوا ما خلقتم اسی صورت میں دو شمس مصوین کو تکلیف دیجاوے گی کہ
 انکو زندہ کرو اور حسن البصیر ساز ہی چون جان اندازی غیر مصوین سوائے صرف اذعاک کی اور کیا
 ہی اور نہ اس مجازی صرف الظاہر کا یہی کہ نسبت مصوین کو یا در پر وہ دعویٰ خدائی
 کا و آیت تھا اور شریع سابقہ کو اجازت تھی مگر اس شریعت غوامطہ کی اس واسطے کی لوٹ
 ہی اپنے وقت و قدر میں مانی گئی کہ اجازت نہ ہوئی علی بن القیاس۔ اولہم یسئلون عن سنوہ لولیشاہ
 ہادی الخاسر جیسا میں مجازی یعنی صرف الظاہر ہی کیونکہ تفسیر مدارک التشریل میں اس کی تفسیر
 اولہم لعلم الذین آمنوا سی الخلا فاس امر کی مناسبتہ کی کہ یاس اور ناہید ہی استوفت ہوئی ہی
 حقیقت علم متوہا ہی مراد ہی کا علی بن القیاس لفظ نبی کا اور اور سکا و انبیاء کی اثر مذکور میں
 علی اختلاف الروایات مجازی صریح بطور صرف الظاہر کی سبب کمال مناسبتہ کی فجا میں

حملہ علم کی گویا کہ وہ کیا ہی اگر نبی ہی مراد مطلق نبی ہی احمدیث دوسری میں بھی نہ مال واحدی
 اور تعبیر نذر کو بیچ کسی وایت میں ساتھ لفظ صحیح کہ کم اور دم کا دم جو واقع ہی تو تشارک کسی
 تشارک صنفی صنفی کو کہ علاوہ برین ہی است اثر نذر کو بالضرور وجہ التاویل صرف
 انطاہری تاکہ مخالف انہو قسطنطینی مانند آئینہ خامیہ اور آئینہ دوشننا لبشانی کل قریۃ الماتہ
 کی حبسیا کہ قسطنطون میں بنی کو ہی فافہم ولا تو تم پس اگر کہا جاد کی معلوم ہوا الفاظ مذکور غیر
 مذکور کو دخل نہیں در بارہ اثبات محالی اور مطالب کی تو یہ اثبات مطلب خامیہ خواہم شدہ اثر مذکور
 کو کیا مانع ہی تو جواب و سکایہ کی ہمیں شرط یہی کہ مخالف نہو کسی اصل دین کہ جو لصوص قطعہ سے
 ثابت ہی مانند خامیہ کی او قطع نظر خامیہ سی اثبات مطلب کو نہ بہت دور ہی جو کہ اسکا مقوف
 علیہ ہی یعنی نفس نہوت وہ سی بوجہ استحالة زوم شرکت و قسمت مذکورہ کی مفہوم التاویل ہے
 نسبت مخالف لصوص قطعہ کی حبسیا کہ گذرا اور سر یا نام قسطنطیس کا یہی مطلب ہی اور
 یہ امر علی حسب المقام و اقرب این معلوم ہو سکتا ہی فقط واللہ اعلم اور علی القیاس قولہ ثم فیکبر
 السرائر الخ الختین مجازی حسن المصورین ہی چنانچہ در بارہ وعید تعذیب مصورین وارد حدیث
 صحیح بخاری وغیرہ صحاح ہی آئیوا ما خلقتم اسی موصو تم ذور مشرصورین کو تکلیف دیجاو مکی کہ
 انکو زندہ کرو اور حسن تصویر ساز ہی و جان اندازی غیر مصوری سوا ہی صرف ادعا کی او کیا
 ہی اور نکات اس مجازی یعنی صرف انطاہر کا یہی کہ نسبت مصورین گویا ذر پر وہ دعویٰ خدائی
 کا و آئینہ تھا اور شرایع سابقہ کو اجازت نہی نگذاشت شریعت غرضاً مطہرہ کی اس واسطہ کی لوٹ
 ہی لطف و تفہیم مائی گئی کہ اجازت نہوئی علی بن القیاس اولم یسئل الذین آمنوا ان یبشروا
 بہداری الناس جمعاً میں مجازی یعنی صرف انطاہری کیونکہ تفسیر مدارک التشریل میں کسی تفسیر
 اولم یسئل الذین آمنوا سی لخالق اس امر کی مناسبت کی کہ یاس اور ناہید سی و ستوت ہوئی ہی
 حبوت علم متوہا ہی مراد سی کا علی بن القیاس لفظ نبی کا اور اور ساء انبیاء کی اثر مذکورین
 علی اختلاف الروایات مجازاً صریح بطور صرف انطاہر کی سبب کمال مناسبت کی فجا میں

نویم لایشرع کج دفع کرد یا که دینی عالم تو گئی او کو تہا ہی ای مورچہ نہیں کیونکہ ظالم محمد سونا ہی
 اور وہ غافل میں ہم انہی اپنی بوجہ کس جادو حضرت سلیمان علیہ السلام جو زبان ہر ایک صفت مخلوق
 کی فہم کرتی تھی کہ یہ وہ لکنا مجرہ ہنگامتہ ہوئی اور واسطی اپنی ایک توجہ نیک اس کلام موجود نہ کو
 سی بحال کیا کہ خیر خواہی رعایا کی فہم سرور کی لازم ہی سب سے متاعی نیک از ہر دو کا کہ باشد
 بسبب جب اس قاعدہ تکمیل و احراز کے جو حراست اور تکمیل کرتا ہی کلام کی نقصان سی
 تقدیر عبادت فقیہ بنی کنیکم اور فی کل ارض بنی کنیکم اور فیہ محمد کج کم یہی فیہ مادونہ کنیکم
 وغیرہ الفاظ اور وہ اس ٹرند کو رکھی اس واسطی کہ ہر گاہ یہ کلام فیہ بنی حضرت عبداللہ بن
 سید و دینی نظر بکمال مبالغہ و وصف اُن نذیروں اور نادون طبقات سافلہ کی کہ جو لفظ
 صحیح دلالت کرتا ہی اور او کی نبوت کی اور کلام ہی تمام ہو گئی تو خیال و اسمہ نبوت کا نسبت
 او کی ہوا جو موجب شرکت فی النبوت و شہادت ہی تو آپ ہی نور او سکی تکمیل اور احراز اور
 حفاظت کی اور بلا فی کلام مذکور بدنی طور کی کہ یہ لفظ فہم یا کنیکم لفظ ہی مذکور جو صادر
 ہوا تھا رکھی اور اصل مطلب ہی توضیح کی کہ وہ بنی نہیں ہیں مگر اُنہی تہا ہی کی بن
 وصفہ ہا نیست میں اور قدیم مقدم ہیں ان کی علی اقیاس و انبیا و اولاد کو رکھی اس مطلب مانند اس
 کے ہو گیا کہ علماء امتی کا فہم بنی اسرائیل اور نیز اس حدیث کی میں صلی خلف عالم تعی و کا کا حاصل
 خلف بنی حوشان ہی بہا لفظ کی جو ایک عمدہ مطلب ہی باب فصاحت و بلاغت میں فافہم
 اور حال قاعدہ تقلید کو یہی اعطاء الشیء حکم غیر یا ترجیح احد المناہج میں علی الآخر اجر المتخلفین
 جبرئیل المتخلفین یا نہ قول الحق و کانت من القانتین حق عبارت من القانتات تہا محدود ہو
 صورت جماعت مردوں میں ہی طلبا یعنی واسطی غلبہ دینی کی مردوں کو اور جو تو انکی شرافت
 اور نیز جو جہت و قدرہ مردوں کی اور جو تو انکی ہر عبادت و عقل و علم وغیرہ حکم۔ ازل
 قواموں علی المنار اور حکم حدیث شریف کانت جلالت الراعی حق میں حضرت عائشہ صدیقہ
 یعنی ہر مردانہ راہی تغلیباً اور مانند بل انہم قوم تجملون حق عبارت تجملون بصیغہ غائبہ

فہم لا یشروع فی دفع کردیا کہ وہی ظالم ہو گئی اذکو بہاری ہی ہو چو خبر نہیں کیونکہ ظالم خدا ہوتا ہی
 اور وہ غافل میں غم اپنی اپنی بلو کھین کھین جاؤ حضرت سلیمان علیہ السلام جو زبان ہر ایک صنف مخلوق
 کی فہم کرتی تھی کہ بیدار و ناکام مجروحہ نگاہ مینہ سوئی اور واسطی اپنی ایک تہہ نیک اس ظالم موجودہ مذکور
 سی نکال لیا کہ خبر خواہی رعایا کی فہم پر سردار کی لازم ہی سبب متاعی نیک از سر دو کا کہ شاید
 بسبب جب اس قاعدہ کیل و احراز کے جو حراست اور تکمیل کرتا ہی کلام کی نقصان ہی
 تقدیر عبارت فقہ بنی کتبکم اور فی کل ارض بنی کتبکم اور فیہ محمد کئی کتب ہی فیہ یاد و نذر کتبکم
 وغیرہ الفاظ ارادہ اس اثر مذکور کی اس واسطی کہ ہر گاہ یہ کلام فیہ نبی حضرت عبداللہ بن
 سہیل و یومئذ نظر کمال میاں وصف ان مذہبوں اور نادوں طبقات ساقلہ کی کہ جو لفظ
 صریح دلالت کرتا ہی اوپر اونکی نبوت کی اور کلام ہی تمام ہو گئی تو خیال و اسمہ نبوت کا نسبت
 اونکی ہوا جو موجب شرکت فی النبوت و قسمت ہی تو آپ ہی نور او سکی تکمیل اور حاضر اور
 حفاظت کی اور ملا فی کلام مذکور بدین طور کی کہ یہ لفظ یا یا کتبکم لفظی بنی مذکور جو صادر
 ہوا تھا کہی اور اصل مطلب ہی توضیح کی کہ وہ بنی نہیں ہیں بلکہ انہی نبی بہاری کی ہیں
 وصف ہدایت میں اور قدم بقدم ہیں انکی علی اقیاس و انبیاء مذکور کی پس مطلب مانند اس حدیث
 کے ہو گیا کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل و بنی سرحدیث کی من جلی خلف عالم تقی و کا نام سلم
 خلف بنی جوشان ہی بالحدیث کی جو ایک عمدہ مطلب ہی باب فصاحت و بلاغت میں فافہم
 اور حال قاعدہ تغلیب کو یہی اعطای الشیء حکم غیرہ یا ترجیح احد الغلو میں علی الاخر ابراہیم الخلیل
 جبرئیل المتفقین مانند قولہ لکم و کانت من الناس جن عبارت من القائنات تہا محدود ہو
 عورت جماعت مردوں میں سے تغلبا یعنی واسطی غلبہ دینی کی مردوں کو اور عورتوں کی شرافت
 اور نیز جو ہیقت و قدرہ مردوں کی اور عورتوں کی ہر عبادت و عقل و علم وغیرہ حکم انزال
 قواموں علی النساء اور حکم حدیث شریف کانت حلیت الرأی حق میں حضرت عائشہ صدیقہ
 یعنی بہترین مردانہ راہی تغلیبا اور مانند بل انتم قوم تجلون جن عبارت تجلون بصیرۃ غائبہ

میں جو اچھے ہی اور کلام ملک علامہ میں مانند لفظ بیکر کہ جمع اسکی آبا بخلاف قیاس ہی قولہ التعم
 و غیر محملات و قصیر مشید اور آبا بربطہ متبکر کتب احادیث میں مانند بیکر بقاعد و بیکر بقاعد و غیر
 جمل اور بیکر حار اور بیکر الس اور بیکر رومہ قولہ صلعم من الشتری بیکر رومہ فک حثیہ او لفظ بیکر حار اگر
 لفظ مرکب علم ہی لفظ با موحدہ اور اگر لکبیر با موحدہ ہی تو ترکیب اضافی ہی منسوب ہی
 لفظ بیکر طرف حار کی کہ نام ہی شخص کا پس استفادہ کا و ش او را صراحتا اصدار استفادہ لایل
 جلال کو اعلیٰ و شواہد بیکر ہی آئینہ اختیار ہی زائر لکار و بیکر و تکرار خطا آزار برقرار
 ہی پیر آدمی لاجہاری فقط قسطا ششائز و شوم اور جانا چاہی کہ اکثر روایات مرویہ حضرت
 عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما با وجود مرفوع حقیقی کے نہ مانند اس اثر کی کہ جبکو
 بہتر از خالی و دشواری یکجاں نور آوری عبارت دافع الوسوس و غیرہ مرفوع حکمی کرتی ہیں
 متروک العمل میں او حالانکہ مروی صحاح ستہ و غیرہ میں اور از قسم نفس اعمال میں بخلاف قسم فی
 اعمال میں اور نہ از قسم عقاید یا قیام حاصل ششہ کہ جسمیں اولیٰ و جبکی روایت از قبیل احاد و غیرہ
 یعنی نشاۃ ہی معتبر میں بخلاف نفس اعمال خصوص فی البصر نماز کہ اس میں قوی روایت درکار ہی
 اور کتاب معتبر بخلاف اثر مذکور کی جو کہ انتشار ہی ثبوت اصل اصول عقیدہ کا کہ جبکی
 ثبوت کی خصوص قطعیہ مشکف میں اور بالاتر تہہ میں میں نفس اعمال یعنی سی ای از قبیل آیات
 حکامات اور اخبار متواترات بلکہ علی الاشیہ باع اخبار مشہور ابی اس میں قاصر ہی اور دست برد
 مثلاً حدیث عبداللہ بن عمر مروی سین ابی داؤد و غیرہ صحاح ستہ میں سی در باب جمع بین الصلوٰۃ
 طہر و عصر و مغرب و عشاء جبکی غلطہ بگاں بالک اوی خوف مطہری حالت حصین مدینہ
 منورہ میں اور نیز اور ابی سنن ابی داؤد میں حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی اور نیز
 علماء سلفا خلفا فقہاء و محدثین میں متروک العمل اور نیز القیاس حدیثی علی ضرب العمل بشیادان مانند کلمۃ الصلوٰۃ
 فیہم الذم کہ تہہ موجود اور نیز اہل السنن نے ذکر العمل ہی در اسیر جمیع ہو گیا حالانکہ یہ ممکن و درست ہے
 اسلام پر نہ ہی بخلاف اس معنی مذکور کی جو مغموم متعین صحاح ستہ ہی کہ خلاف لصوص

خطا
 خطا

ہی آئندہ واجتہل اور عیار کہم بنا کہم الاس واقع اس معروضہ اخبار میں کافی ہوتی اور معہذا سائنس اور
 صورت ہوتی صاحبزادہ محدث کی منجملہ اتباع کی بطور اتباع کی بطور مذکور یعنی اتنا جھڑپ
 عیسوی الیاس علیہ السلام کی کہ اس وقت صاحب شریعت مستقلہ ہونے لگی اور ہونے لگتی تھی
 البتہ میں کہ یہ نہ آوی لعل او سکی کوئی نئی ناسخ او سکی تلمذ کا توبہ قول خود از قبیل نکسریل
 سی و راز منہ قولی الخ حجب ہی اور دعوی اثبات خاتمیتہ خواہم تہ مفروضہ کی اسلمی کہ یہ یعنی
 خاتمیت کی افسرہ صادق نہیں آتی اسلمی کہ وہی صاحب ملت انہیں میں یعنی تابع شریعت
 محمدیہ ہیں جیسا کہ اعتراف اس امر کا جو عبارت داغ اس واسطے کیا ہی تیسرے بعض قسطا میں
 مذکور ہو چکا اور یہ عذر کہ ملت محمدیہ حقیقیہ جیسی خاتمہ تابع میں ہے ان ہی کی ملت ہی یہی
 مقام میں فضول کی خاطر علی رقیب اور حدود اور اقوال شاعرہ حدیث میں ہر قسم کی اعتقاد
 غیر معتبر اور ساقط الاعتبار ہیں والا نظر بادی ملاستہ تو ادنی استی ہی مجازاً اپنی طرف
 نسبت کر سکتا ہی ہم صاحب ملت ہیں جیسا کہ اہل کتاب کا لفظ نسبت یہود و نصاری
 کی اطوار شرعی ہی قرآن شریف میں جا بجا موجود ہی اور اگر یہ کہا جاوی کہ یہ قید
 تہذیب حقیقی کی ہی کہ اضافی کی اول تہ دعوی بی دلیل ہی الا علین مقصود ہی اس واسطے
 کہ بہرہ امر بطور دلیل خلف لازم آتا ہی کہ بعد خاتمہ اضافی کی اور نئی ناسخ او سکی ملت
 کہا آسکتا ہی گو او سکی ملت اضافی ہی ہی بلکہ اس پر اشیا نسخ ملت حقیقیہ یعنی ملت خاتمہ
 حقیقی کا لازم آتا ہی اگرچہ بطور اضافت ہی ہو کہ جبکہ عدم نسخ ہو گویہ حقیقتہ و اضافہ
 حال و الا مستلزمات شرعیہ ہی ہیں امر باطل ہے پس حقیقت یہ نسخ متوجہ ہی طرف ملت
 حقیقیہ کی اگرچہ بصورت متوجہ ہی جانب ملت اضافیہ کی اس واسطے کہ اضافہ ایک امر
 اعتباری استزاعی تابع اعتبار معتبر اور استزاع مستزاع اور فرض فارض کی ہی نظر
 عوارضی ہی پس خاتمہ اضافی جیسا کہ اپنی طبقہ کی نسبت خاتمہ تھا ویسا ہی منسوخ
 الشریعت الحقیقیہ المطلقہ والخاتمۃ المطلقہ بالاضافہ ہوا کہ چونکہ کل فیض خاتمہ اضافی

ہی آئید و اجتناب و عیار کم اسباب کم الاسد واقع اسوع رہا خراب میں کافی تھی اور مجدد اسلمند اور
 صورت سہولتی صاحبزادہ محمد صبح کی منجہ اتباع کی بطور اتباع کی بطور بند کو یعنی انتم حضرت
 عیسیٰ و الیاس علیہما السلام کی کہ اس وقت صاحب شریعت مستقلہ نہ ہو گئی اور سہولتی معنی خاتم
 النبیین کے یہ کہ نہ آدمی اعدا و سکی کوئی نبی ناسخ او سکی ملت کا توفیر قول خود از قبیل نکلیں
 ہی۔ راز منہم قولی الموحب ہی اور دعویٰ انجات خاتمہ خاتمہ مندرضہ کی اسلمی کہ یہ معنی
 خاتمیت کی افسرہ صادق نہیں آتی اسلمی کہ وہی صاحب ملت نہیں ہیں یعنی تابع شریعت
 محمدیہ علیہ السلام کے اعتراف اس امر کا جو عبارت دافع او سواس کے کیا ہی تشریح بعض قسطا میں
 مذکور ہو چکا اور یہ عذر کہ ملت محمدیہ حقیقیہ جسکی خاتمہ تابع میں ہے ان ہی کی ملت ہی ایسی
 مقام میں فضول کی خاطر تعالیٰ اوجہ و دوار قوال شارح حدیث میں ہر قسم کی اعتبار
 غیر معتبر اور ساقط الاعتبار میں والا نظر بادی ملاستہ نوادنی استی ہی مجاز اپنی طرف
 نسبت کر سکتا ہے ہم صاحب ملت ہیں جیسا کہ اہل کتاب کا لفظ نسبت یہود و نصاریٰ
 کی اطلاق شرعی ہی قرآن شریف میں جائز موجود ہے اور اگر یہ کہا جاوی کہ یہ قید
 تصرف حقیقی کی سنی کہ اضافی کی اولیٰ یہ دعویٰ ہی دلیل ہی الا عین مقصود ہی اسو اسلمی
 کہ یہ یہ امر بطور دلیل خلف لازم آتا ہی کہ بعد خاتمہ اضافی کی اور نبی ناسخ او سکی ملت
 کھا آسکتا ہی گو او سکی ملت اضافی ہی ہی مگر اسپر استیالہ نسخ ملت حقیقیہ یعنی ملت خاتمہ
 حقیقی کا لازم آتا ہی اگرچہ بطور اضافت ہی ہو کہ جبکہ عدم نسخ ہو گو حقیقیہ و اضافتہ
 حالاً و الا مستلزمات شرعیہ ہی ہی پس امر باطل ہے پس حقیقت یہ نسخ متوجہ ہی طرف ملت
 حقیقیہ اگرچہ بصورت متوجہ ہی جانب ملت اضافیہ کی اسو اسلمی کہ اضافہ ایک امر
 اعتباری انتزاعی تابع اعتبار معتبر اور انتزاع متشرع اور فرض فارض کی ہی نظر
 عوار امر عدمی ہی پس خاتمہ اضافی جیسا کہ اپنی طبقہ کی نسبت خاتمہ تھا و لیسا ہی نسخ
 الشریعت الحقیقیہ المطلقہ و الخاتمۃ المطلقہ بالاضافہ ہوا کہو تاکہ کل فی خیر خاتمہ اضافی

آپاسی اور خلاف اسکی تفسیر بالرائی ہی بالکل غیر متعلق بالقول ہے اور لزوم استحالة کثرت
 فی النبوت ہو کہ امر مسلم الثبوت بالاتفاق والاجماع ہی اور بار بار اس کے دامن ختمیت کی وجہ
 الاذعان بہ تضرع الایمان والایقان ہی تو یہ صورت اس عقیدہ کی ہوندا جان ہی اور میں
 کہتا ہوں یعنی لاینبی بعدہ انہ لاینبی بعدی یعنی سوار کان زبان الحیات اور زبان الوفات
 لانہما زمان واحد لہذا شیعہ تلک النبوة اور علی ہذا القیاس وجود خاتمہ سے قبل زمان البتہ مختص
 نبی آخر الزمان صلعم بوجہ مذکور تحصیل ہے فاسبق فی التقریر لانتہ الثابت فافہم
 قسط اس سے رویم جانا چاہی کہ بموجب مضمون اس عبارت دافع التوہم اور رفع صفحہ بارہوی
 کے کہ در صورت قبلتہ وجود آخر سلاسل تجانیہ نسبت وجود خاتم حقیقی صلعم کے
 وجود عوی کے تو پیش عوی ختمیت او کی کے صرف دعوی نبوت مستقلہ اور شریعت مستقلہ او کی
 میں نسا نبیاء گذشتہ کی بشرط ثبوت وجود او کی کے تو کچھ کلام نہیں کیونکہ تمام انبیاء
 سابقین گذری ہی پہنچا ہوا مستقل الشریعہ عوی یا تابع شریعت دوسری عوی انبیاء
 سابقین میں سے الالبشر تابعینہ شریعت محمدیہ علیہ السلام کلام ہی جو کہ اشیا فی سلاطین
 سالفہ میں گذری موجود ہیں خصوصاً ختمیتہ جو اس سلسلہ ترتیب زمانی ہی اور مجمع علیہا وہاں
 او کی کجا فافہم واحفظ۔ جانا چاہئے کہ مراد بشرط تابعیت شریعت محمدیہ سی در بارہ شرکت
 مذکورہ فسطاطین تابعیت^۱ فعل ہی بوجہ شریعت گذشتہ مشترک بعض جزئیات اعمال اکثر
 شریعہ میں ہوا ہی کردہ باعث الفرائض اور استقلال میں مراد میں جہت العقیدہ و نہ جہت
 العقیدہ میں تو کچھ کلام ہی نہیں چاہی کہ قول امام زفر ہم مندرجہ تفسیر حسینی تحت آیتہ وان من شیئۃ الا ربکم مد
 اس تحقیق کا ہی تفسیر یا یا زام زفر ہم نقل میکنند کہ ضمیر علیہ حضرت رسالت گنا یہ غیر مذکور و
 البرسم علیہ السلام اگرچہ بصورت سابق بودا مابھی متابع است زیرا کہ چون ہر وہاں تفصیل کے متصرف گذشتہ
 و دین اور اسنودہ و ایری و دعا کردہ کہ رہتا و اجتہاد ہم رسولانہم لایست^۲ پیش از توہ مذکور نبی اور لو
 کر آخر آمدی ہم رہشوا التوہی^۳ بخوان خلیل مستطاع ان تو ہکر آخر آمدی ہم رہشوا التوہی^۴ بلبر

وہاں
 کجا فافہم

آپاسی اور خلاف اسکی تفسیر بالرائی ہی بالکل غیر متعلق بالقول ہے اور زورم تھا کہ کثرت
 فی النبوت ہو کہ اس مسلم الثبوت بالاتفاق والاجماع ہی اور برآۃ اسکے دامن ختمیہ کی واجب
 الاذعان بہت مضامین و الایقان ہی تو بہر صورت اس عقیدہ کی ہونا چاہی ہی اور میں
 کہتا ہوں یعنی لابی عبدی اللہ لابی عبدی یعنی سوار کان زبان الحیات اور زبان الوفا
 لانہما زمان واحد لعدم نسخ تلك النبوة اور علی بذالقیاس وجود خواتم سے قبل زمان اجنبہ
 نبی آخر الزمان صلعم بوجہ مذکور تخیل ہے فاسلو فی التقریر لایستثنا الثالث فافهم
 قسط اس ستر و ہم جانا چاہی کہ بموجب مضمون اس عبارت دافع الؤاس واقع صفحہ بارہ
 کے کہ در صورت قبلتہ وجود آخر سلاسل تجانیہ نیست وجود خاتم حقیقی صلعم کے
 جو دعویٰ نو بین دعویٰ خاتمیتہ او کی کے صرف دعویٰ نبوت مستقلہ اور شریعت مستقلہ او کی
 میں انہما انبیاء گذشتہ کی بشرط نبوت وجود او کی کے تو کچھ کلام نہیں کہو کہ تمام انبیاء
 سابقین گذری ہی میں خجہ مستقل الشریعہ دعویٰ تابع شریعت دوسری دعویٰ انبیاء
 سابقین میں سے الالبشر تابعیۃ شریعت محمدیہ علیہ السلام کلام ہی جو کچھ اشخاص طیس
 سابقین میں گذری موجود ہیں خصوصاً خاتمیتہ جو اپنے سلسلہ ترتیب زمانی ہی اور مجمع علیہا وہ
 او کی کجا فافهم واحفظ - جانا چاہیے کہ مراد بشرط تابعیۃ شریعت محمدیہ دربارہ شرکت
 مذکورہ بساططین تابعیۃ العمل ہی بوجہ شریعت بدوۃ اشتراک بعض جزئیات اعمال تو اکثر
 شریع میں ہوتا ہی کہ وہ باعث الفرائض اور استقلال نہیں نہ مراد میں عین حجت العقیدہ و نہ حجت
 العقیدہ میں تو کچھ کلام ہی نہیں چاہیے کہ قول امام مقررہ مندرجہ تفسیر حسینی تحت آیتہ وان من شئ لایستغنی
 اس تحقیق کا ہی در تفسیر سابقہ امام زفر ہم نقل میکنند کہ ضمیر علی حضرت رسالت کا نار غیر مذکور و
 البرسم علیہ السلام اگرچہ بطور سابق بود اما بھی متابع است زیرا کہ جو ان تفصیل کے متوقف گشتہ
 و دین اور اسودہ و لیری و دعا کردہ کہ تینا و احب فہم رسولانہم لایستغنی پیش از تو مذکور ہی انبیاء و
 اگر آخر آدمی نہ رہی تو ہی بلخوان غلیل مستحکم ان لو کہم کہ آخر آدمی ہم رہی تو ہی بلخیر

وہاں
 کجا فافهم

استقلال شریعت کی اور الخ ہوئی اس شریعت کی قبل از تولد اسکی جو کچھ استیجابات قضاطیس میں مذکور
 ہیں وہ موجود ہیں پس جانا چاہیے کہ جس حالت میں خاتمیت علی الاطلاق واسطی آنحضرت صلی علیہ
 وسلمتہم جمیع طبقات کی عبارت واقع ہو سواسیل و سواشیئہ کی بجائے ہو اور انہ کو زمین ہی پر نہ تھا
 اضافیہ کا ہی اثر نہ ہو یہ درجہ ہونا ثبوت خاتمیت اضافیہ کی وجہ سے ہی ایسی تجاہات شدیدہ مذکورہ
 کا صرف برہنہ راسی ہی ایسی کی کہ یہی اطلاق خود اتم کا کیا پس وہی اثر و سواسیل کی کیا تعبیر کیا جاوے
 اس پر لازم ہوا کہ یہ الفاظ خطا جو اتم ایجاد ہی میں شریعتی جو امر تو قیضی ہی قطع نظر اس کے صفحہ
 تیسرے میں واقع ہو سواسیل میں نسبت حضرت حق تعالیٰ و تبارک کی اپنی خطبات شریعی عبارت مذکور ہے
 بخیر کیا مگر انتقاد جہرانی کی کہ بدالانت عقل مستثنیٰ کیا حالانکہ موجب مذہب مجاہد واقعہ و ارجح
 یہی اور متداول ہے اور شریعت مختص ہے بہا تہ ممکن بالمعنی الاخص کہ نہ کہ بالمعنی الادہ کی تاکہ شامل ہو
 حضرت حق تعالیٰ کو بطور امور عامہ کی بطور اصطلاح متکلیف و حکما کی یعنی وہ سرور ہی سہی بر طرف
 حاجت جہرانی استثناء کی نہیں ہے خصوصاً اصطلاح متکلیف برقی کلمہ جامع مسلمین ہو کہ لقب نبوی
 کہ برعلی کی بقاقت تو حاصل ہے بخلاف اطلاق خود اتم کی کہ سلف و خلف میں ہی یا نہیں گنا اس میں

والعقل کل شئی قدیر یہی اسی علی کل شئی من شانہ ان یكون مقدورا اور معنی اللہ خالق کل شئی
 اور معنی ہو علی کل شئی وکیل ای من شانہ ان یكون مخلوقا و من شانہ ان یكون موكولا اسی پر خل
 فی و کالہہ لم یجب حدیث شریف شمس الدین اواد وغیرہ کی تہانا علی العلوظات ایسی قسم کی لغت
 وہی کہ کلام حسن سے اسلام میں معنیہ واقع ہو اہل اسلام کو زیبا نہیں کچھ اور نظیر یہی جاہلی ہی
 ہر نہ کہ موجب اس قسم تفسیرات مذکورہ کی فساد اور بطلان قول عبارت واقع ہو سواسیل صریح
 انجم و جواب الی بعض جو یہ ہی کہ قول صورتہ ثالثہ کی یعنی صورت قبلیہ خود اتم کی خستہ خاتم ایست
 سے سلطان کی کوئی وجہ نہیں اور داخل ہونا افراد البینین میں مفسرہ او کی خاتمیت کی نہیں ہو واسطی
 کہ خاتمہ طبعہ کا خاتمہ صافی ہی بہ نسبت انبیاء اپنی طبقہ کی اور وجود او کا حسب ہمارے خیال ختم یہ
 سانی ہو گا تو اور انکی خاتمیت اضافیہ میں کچھ فساد نہ ہو گا انتہی وہ فساد مذکور ظاہر ہو گیا اس واسطے کہ

استقلال نہ شریعت کی وراپہ ہوئی اس شریعت کی قبل از تولد اسکی جو کچھ استیجابات قضاطیس میں مذکور
 ہیں وہ موجود ہیں لیکن ناجائز ہیں کہ جب حالت میں خاتمیت علی الاطلاق واسطی انخصرت صلح کی
 نسبت جمیع طبقات کی عبارت واقع ہو سواسلئے وسواسن ثابت کر چکی ہو اور انہ مذکور میں اپنی اختصار
 اضافیت کا بھی اثر نہ ہو پھر دلی ہونا ثبوت خاتمیت اضافیت کی وجہ سے ہی ایسی استیجابات شدیدہ مذکور
 کا صرف برقرار رہی ہی اپنی کی کہ یہی اطلاق خواتم کا کیا پس سوائے شریعت وسواسن کیا تعین کیا جاوے
 اس معلوم ہوا کہ یہ الفاظ خطا جو خاتم ایجاد ہی پہنچ رہی جو امر توقیفی ہی قطع نظر اس کے صف
 تیرہویں واقع ہو سواسلئے نسبت حضرت حق تعالیٰ و تبارک کی اپنی خطا نہ شئی عبارت مذکور نہ
 بخیر کیا مگر اشتہار ہر بابی کی کہ بدالات عقل مستثنیٰ کیا خالانکہ موجب مذہب محاد واقعہ و ارجح
 یہی اور متبادل ہے اور شئی مختص ہے ساتھ ممکن بالحق الاصل ہے نہ کہ بالمعنی الادائی کی تاکہ شامل ہو
 حضرت حق تعالیٰ کو بطور امور عامہ کی بطور اصطلاح متکلیف و حکما کی یعنی وہ سرور ہی سہی بر طرف
 حاجت ہر بابی استثنائی نہیں ہے خصوصاً اصطلاح متکلیف بر فی الجملہ اجماع مسلمین ہو کہ لقب شرعی
 کے بدلے کی بیاقت تو حاصل ہے بخلاف اطلاق خواتم کی کہ سلف و خلف سب ہی یا نہیں کیا پس معنی

و اسکی کل شئی قدر یہ ہی اسی علی کل شئی مرشدا نہ ان یكون مقدورا اور معنی الخالق کل شئی
 اور معنی ہو علی کل شئی وکیل اسی مرشدا نہ ان یكون مخلوقا و مرشدا نہ ان یكون موكولا اسی برخل
 فی وراثتہ لم یجب حدیث تشریف میں ان را و و غیرہ کی نہا تا عن الخلو طات الی قسم کی لفظ
 و ہی کے کلام جس سے اسلام میں معویتہ واقع ہوا اہل اسلام کو زیبا نہیں کچھ اور نظیر دسی جا سکتی ہے
 نیز منکرہ موجب اس قسم تفسیرات مذکورہ کی فساد اور بطلان قول عبارت واقع ہو سواسلئے
 انہم جو ابال بعض جو یہ ہی کہ قول صورتہ ثالث کی بھی صورت قبلیہ مع خواتم کی حضرت خاتم النبیین
 سے سلطان کی کوئی وجہ نہیں اور داخل ہونا افراد بنفیس میں مفسرہ او کی خاتمیت کی نہیں سواسطی
 کہ خاتمہ طبع کا خاتمہ صافی ہی بنفیت انبیاء اپنی طبقہ کی اور وجود او کا حسب ہمارے خیال خاتمہ
 سانی ہو گا تو او کی خاتمیت اضافیت میں کچھ فساد دہنو کا انتہی وہ فساد مذکور ظاہر ہو گیا اس واسطے کہ

پس لقب خلیفہ قول نعم الی جامع فی الارض خلیفہ علی ہذا القیاس واسطی حضرت دودو کے یاد رکھو
 انا جعلناک خلیفہ فی الارض اور واسطی حضرت یعقوب علیہ السلام کی لقب اسرائیل۔ کل الطعام
 حلال لابی اسرائیل الا ما حرّم اسرائیل علی نفسه۔ واسرائیل ومن بدینا واجتنبنا وغیرہ خواہ ثبوت
 القاب احادیث و اخبار و آثار سی ہو خواہ متواتر سلف کیاری جو بلا تکثیر سلفی بالقبول
 ہو کر متواتر ہو کر ثابت الاصل بالاجماع ہو گیا ہو یہ لقب ہی ہر دہرہ جا کہ تحت شرعی ہی اس
 طرح پر ہی لقب خاتم النبیین خاتم تہذیب یا ایک جانا جاسی کہ جیسی تھا والہی بنانہ توقیفی بن الہی
 اسماء اور القاب انبیاء علیہ السلام ہی توقیفی بن شد اسماء حضرت خاتم النبیین صلیہم عاقب جسیا
 کہ واثبہ ہی جیسر بن مطہم الی القاب الذی لیس بعدہ شی او جاشعہ و مقفی لمسیان حدیث شری
 و اخبار و آثار ثابت بن اور اور الفاظ مرادف او کئی داخل القاب ہونگی اور یہ لقب خاتم السیاح
 کہ متباد کیا اور متخالف اور متناوب کیا وقت تلفظ یا تحریر خیال کے خطرہ کسی طرف
 سوا خاتم النبیین حقیقی کی جاتا ہی نہیں گویا کہ اعلام خصوص کیا بلکہ خصوص کسی مانند محمد کی بلکہ اوس
 سے بھی اشرہ کہو کہ علم و کثرت کی واسطی اور وکی اجابت ہی شرعاً بخلاف لقب خاتم النبیین کے
 نہ حقیقتہ نہ اضافتہ نہ حالانہ مالاً و لفظی غیر اور رسول بھی معنی قاصد اور الہی و میانی مستحق
 بخلاف لفظ خاتم النبیین کے فاقہم والا یونی لفظ جو نہ کہ جبکہ مفہوم قائم بالذات ہی باعتبار مفہوم
 کی مصداق عقلی اوسکا ذات حضرت حق مطلق جل شانہ ہو سکتی ہی گہر شرعاً ناروا ہی اگرچہ
 عقلاً محل صحیح ہے نہ کہ شرعاً اور ظاہری کہ الفاظ القاب محمول تو ہوتی ہی نہیں غالباً اور با
 معنی ہوتی ہیں اکثر مگر واسطی القاب بشرعیہ کی نقل و رکاز ہی ذلالت لفظہ الاطلاق من اللذن
 الشرعی عند الشاعرة کما فی کتب الکلام والاصول جابجہ گذر اقسطاس نہم میں اس واسطی
 مشکوک ہے اس فی کہ لغوی اطلاق لفظ جو نہ کہ او پر ذات حقیقی کی مرف کیا۔ جانا جاسی کہ القاب
 ناخوش سی حقیقی جل شانہ فی منع فرمایا۔ ولاننا نروا بالقاب میں الاسم المنفوق بعد الایمان
 یعنی نہ لکار و تم ساتھ لقب ناخوش کی برابری نام منقوع کا بعد ایمان کے مثلاً بعد ایمان ہونے کی

پس لقب خلیفہ قولہ العہم انی جاعل فی الارض خلیفہ علی ہذا القیاس واسطی حضرت داؤد ویکے یاد آوے
 انا جعلناک خلیفہ فی الارض اور واسطی حضرت یعقوب علیہ السلام کی لقب اسرائیل - کل الطعام
 حلال لابی اسرائیل الا ما حرہم اسرائیل علی نفسہ - واسرائیل ومن بدینا واجتینا وغیرہ باخوہ ثبوت
 القاب احادیث و اخبار و آثار سی ہو خواہ متواتر سلف کیاری جو بلا تکلیف تسلط یا لقبول
 ہو کر متواتر ہو کر ثابت الاصل بالاجماع ہو گیا ہو ہو یہ لقب ہی ہر درہر جا کہ حجت شرعی ہی اس
 طرح پر ہی لقب خاتم النبیین خاتم تہذیب یا یک جانا چاہی کہ جیسے ہمارا جلیبنا نہ تو قہنی میں الی ہر
 اسماء اور القاب نبیاء علیہ السلام ہی توقیفی ہیں مثلاً اسماء حضرت خاتم النبیین صلعم عاقب جسیا
 کہ وانیہ ہی جیسے ہر نام ہی القاب اندیشی بعدہ ہی اور جاشعرو مقفی بل بیان حدیث لیس
 و اخبار و آثار ثابت ہیں اور اور الفاظ مرادف او کنی اخل القاب ہونگی اور یہ لقب خاتم الیہا
 کہ متباد کیا اور متعاقب اور متناوب کیا وقت تلفظ یا تحریر خیال کے خطرہ کسی طرف
 سوا ہی خاتم النبیین حقیقی کی جانا ہی نہیں گویا کہ اعلام خصوص کیا بلکہ خصوص کسی مانند محمد کی بلکہ اول
 سے ہی شہر کیونکہ اعلام اور نسبت کی واسطی اور کنی اجابت ہی شرعاً بخلاف لقب خاتم النبیین کے
 یہ حقیقت تہ اضافتہ نہ حالاً نہ مالا اور لفظ بغیر اور رسول ہی معنی قاصد اور لایحی اور میا بھی مستعمل
 بخلاف لفظ خاتم النبیین کے فاقہم والا یونقی لفظ جو نہ کہ جبکہ مفہوم قائم بالذات ہی باعتبار مفہوم
 کی مصداق عقلی اور سکا ذات حضرت حق مطلق جلشائے ہو سکتی ہی مگر شرعاً ناروا ہی اگرچہ
 عقلاً محل صحیح ہے نہ کہ شرعاً اور ظاہری کہ الفاظ القاب مستعمل تو ہوتی ہی نہیں جائیاً اور با
 معنی ہوتی ہیں اکثر مگر واسطی القاب بشرعیہ کی نقل و کار ہی فلا بد لہذا الاطلاق من الاذن
 الشرعی عند الاشاعرة کا فی کتب الکلام والاصول جیسا کہ گذشتہ اس نام میں اس واسطی
 مشکوٰۃ میں اس کی لغوی مطلق لفظ جو نہ کہ او پر ذات حق تعالیٰ کی طرف کیا - جانا چاہی کہ القاب
 ناخوش سی حق تعالیٰ جلشائے فی منع فرمایا - ولاتنازروا بالقاب بسئل الاسم الضوق لاجد الایمان
 یعنی نہ لکھا و نہ تم ساتھ لقب ناخوش کی برائی نام ضوق کا اجد ایمان کے مثلاً لکھا مسلمان ہونے کی

کا بھی مانند عیسٰی کے نام شروع ہی اور مانند لفظ اول کے بخلاف لفظ سابق کے جو ظروف
 ہی لفظ اول کا اور مانند لفظ آخر کی جو مراد ہی لفظ لاحق کے اور مانند لفظ طیب کی جو
 مروج ہی اور سب اطلاق لفظ حکیم مگر مقتضایٰ کی نسبت اطلاق طیب نام شروع ہی بخلاف
 لفظ حکیم کے بموجب روایات کی جیسا کہ مشہور ہی مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
 قدس سرہ نے فی تجتہ البالیہ میں یہ روایت نقل کی ہے قسط اس نسبت و حکم جانا چاہئے
 کہ حضرت خاتم النبیین صلعم فی اپنی خصائص میں یکوشاں نہیں فرمایا اور دیکھا کہ ہر کسکو
 کہ کیوں نہیں بلکہ شامل فرمایا جیسا کہ ارشاد کیا سمو باسی اس واسطیٰ کہ اسرار اور اعلام ایسی
 مخصوصہ میں ہیں نہیں ہیں سوائے خصوصیت وضع خاص علی کے کہ اس وضع خاص میں
 شرکت نہیں ہوئی ہے بلکہ کمال خصائص و صاف سی تعلق رکھتی ہیں نہ اسرار سی حتیٰ کہ نبوت
 اسکا قرآن مجیدی ہی سورہ مریم علیہا السلام میں تم تجمل من قبل تنبیا کیا معنی کہ بیشتر
 یہ بھی علیہ السلام سی کوئی اس نام کا نہیں گذرا بلکہ بعد میں بہت ہوئی اور چونکہ کنیت میں
 فی الجملہ لوی و صنف پائی جاتی تھی لہذا ابتدا اسلام میں واسطیٰ رفع ابہام ایہام شرکت
 و صنف کے امتناع رہا بعد حیدری بنظر غایر بعد رفع النباس کے جو یہود کی طرف سی صادر
 ہوتا تھا کہ وہ از روایت ہی ساتھ لفظ ابو القاسم کی جیسا کہ جناب رسول اللہ صلعم متوجہ ہوئے
 تو کہتی کہ اکابرین آواز دئی بلکہ اور شخص کو پکارا تھا اجازہ کنیت کی بھی ہوگی اسلامی بدجو
 اسرار اور اعلام ہوگی بلکہ اجازت یہ دو امر نسبت ایک شخص کے بعد محمد ابو القاسم نام رکھنی
 کے ہوگی اور جو امر کہ بعد ہی ہوتا ہی اگر ہوتا ہی یہ جو کہ اصل و صفت آنحضرت صلعم تھا رسول اللہ
 اور نبی اللادہ ہی داخل خصیصہ رہا مگر چونکہ خاص میں اور رسالہ نبیہ علیہم السلام ہی شامل
 نہیں لہذا خصیصہ مخصوصہ خاتم النبیین کہ ملقب اور موصوف اور مخطوب ہوئی کہ اور کورسائی تھا
 نصیب نہ ہوئی اور ایتہ شریفہ خاتمیہ میں یہی شرکت لفظی اور آیات بنیات شرکت کو جو کہ
 منشا و منشا بہ گئی کا ہوتا نہ ہوئی یعنی یہ ایتہ خاتمیہ ہی مگر نہ ہوئی جبکہ لقب خاتم النبیین کا

حکیم

کا بھی مانند عین کے نام شروع ہی اور مانند لفظ اول کے بخلاف لفظ سابق کے جو مردف
 ہی لفظ اول کا اور مانند لفظ آخر کی جو مردف ہی لفظ لاحق کے اور مانند لفظ طیب کی جو
 مروج ہی اور سب اطلاق لفظ حکیم کا مگر خف تعالیٰ کی نسبت اطلاق طیب یا مشروع ہی بخلاف
 لفظ حکیم کے بموجب روایات کی جیسا کہ مشہور ہی مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
 قدس سرہ نے حجۃ البائتہ میں یہ روایت نقل کی ہے قسط اس سبب دو حکم جانا چاہئے
 کہ حضرت خاتم النبیین صلعم فی اپنی خصائص میں یکوشا مل نہیں فرمایا اور سو کا نہو کیسکو
 کہ کیوں نہیں بلکہ شامل فرمایا جیسا کہ ارشاد کیا سموا باسی اس واسطی کہ اسرار اور اعلام ایسی
 مخصوصہ میں تھے انہیں میں سوائے خصوصیت وضع خاص علی کے کا وس وضع خاص میں
 شرکت انہیں ہوئی ہے بلکہ کمال خصائص و صاف سی تعلق رکھتی ہیں نہ اسرار سی حتیٰ کہ نبوت
 اسکا قرآن مجیدی ہی سورہ مریم علیہا السلام میں لم یجعل من قبلہ نبیاً کیا معنی کہ بیشتر
 یہ بھی علیہ السلام سی کوئی اس نام کا انہیں گذرا بلکہ بعد میں بہت ہوئی اور چونکہ کنیت میں
 فی الجملہ دینی و صنف پائی جاتی تھی لہذا ابتداء اسلام میں واسطی رفع ابہام ایہام شرکت
 وصفی کے امتناع رہا بعد حیدری بنظر غایر بعد رفع التباس کے جو یہود کی طرف سی صادر
 ہوتا تھا کہ او زیدی ہی ساتھ لفظ ابو القاسم کی جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوتے
 تو کہتی کہ آکھو انہیں آواز دئی بلکہ اور شخص کو پکارا تھا اجازہ کنیت کی بھی ہوگی اسلامی بدوجہ
 اسرار اور اعلام ہوگئی بلکہ اجازت ہر دو امر نسبت ایک شخص کے یعنی محمد ابو القاسم نام رکھنی
 کے ہوگئی اور جو امر کہ بعد اپنی ہوتا ہی آکھو تا ہی پہر جو کہ اصل وصف آنحضرت صلعم تھا رسول اللہ
 اور نبی اللادہ ہی داخل خصیصہ رہا مگر چونکہ خاص میں اور رسول انبیاء علیہم السلام ہی شامل
 تھے لہذا اختصاصہ خصوصہ خاتم النبیین کے لقب اور موصوف اور مخطوب ہوئی کہ اور کوسا لی مثال
 نصیب ہوئی اور ایہ شرفیہ خاتمیت میں ہی شرکت لفظی اور آیات مبینات شرکت کو جو کہ
 منشأ منشأ بہ گنتی کا ہوتا نہوی یعنی یہ آئینہ خاتمیت ہی مگر نہوی جبکہ لقب خاتم النبیین کا

حاکم بن حاتم

اور میں بہت و متبع و منعم و نہانی پرست ڈال کر از قبیل و زراعت نظر نہ کر دیا اور ایک شور و غوغا
 اور فتنہ و فساد و عریض المسلمین پر بانی ہو گیا غفلت و سبب ہو تو اصلاح پذیر ہو سکتی سی کتب
 ہو تو سخت دشواری ہی بلکہ صرف ضروری معنی اس آیتہ خاتمہ طبعہ کی یہ بیان کر کے
 جابہین جو مذکور ہوئی ہیں جیسا کہ صاف معنی اس اثر مذکور کی سلف صالح مذکور نے
 بیان کی کہ جس سے مطلب ضروری اصلی واضح ہو جاوی اور موافق تقاضا اور ترجیح
 سلف کی ہو جاوی تاکہ خلف کو یہی و سمیع جاوی کلام ہو وی جیسا کہ تکلف محالیت
 آنحضرت صلعم کا انکار کیا تھا و لیسایسی خاتمہ طبعہ کو ہی بلا اضافت مان لیا تھا
 اور اب بھی کہا گیا ہے و یہ صحیح ریاض منالجت حق تھا جہاں نشان میں حضرت عمر فاروق
 کی ہی وقفا عند کتاب المہترجمہ آیتہ خاتمہ یعنی انہیں کے محمد صلعم باب کسی کلمہ مردون ہمارے
 میں ہی لکھیں وہ رسول ہی اللہ کا اور خاتم النبیین ہی جانا چاہی لفظ مضمون جملہ
 اول یعنی ما کان شی من جا لکم تک غیر لایم معلوم ہوتا ہے ساتھ حجت ثانی کی یعنی و لکن رسول
 اللہ و خاتم النبیین کے بعد دریافت ؟ ہاں شان نزول کے نہایت جہاں معلوم ہوتا
 ہی اور مناسب جو کہ خاصہ ہی کلام حضرت ملک علام حلیانہ کا ہے جب کہ زید بن حارثہ
 متنبی آنحضرت صلعم نے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نکاح کیا اور باہم تفرید ہوا اور
 ناچاقی سخت ہوئی آخر نکاح بسیار رہی لگا تو خیال مبارک آنحضرت صلعم یہ ہوا کہ اگر زید
 طلاق دید لگا تو میں اپنی جہاں نکاح میں لاؤں گا مگر خوف عرف یہ خطرہ بھی خطو ہو کہ فقہاء
 طاعن ہو گئی کہ متنبی کی زوجہ سی یعنی بہوسی نکاح کر لیا تو یہ آیتہ خاتمہ نازل ہوئی مخفی
 فی افئسک ما المہترمدیہ و خشی الناس یعنی جہاں تھا اپنی جی میں اوس چیز کو کہ حکیم و اندیشہ
 کرنے والا تھا اور ڈرتا تھا تو آدمیوں سی اور اللہ منور و ارتہی کہ ڈری تو اوس سے فلما
 قضی زید منہا و طرہا کہہا یعنی جبکہ بوا کیا زید بنی اوس زینب سی حاجت کو یعنی
 طلاق دیکھا تو خداوند بنا یا ہمیں چھوڑا اوسکا لکھ لیا کیون علی المؤمنین حرج فی ازدواج علیہا

اور میں متوجہ رہا وہ نہ لی اس نسبت ڈال کر از قبیل فرار کلمہ طہر تاکر دیا اور انکی شورش
 اور فتنہ و فساد و غرض البیس میں رہا ہو گیا غفلتہ سید ہو تو اصلاح پذیر ہو سکتی ہی کہ
 ہو تو سخت دشواری ہی بلکہ صرف ضروری معنی اس آیتہ خاتمۃ طیبہ کی یہ بیان کر سنے
 جاہلین جو مذکور ہوئی ہیں جیسا کہ صاف معنی اس امر مذکور کی سلف صالح مذکور نے
 بیان کئی کہ جس میں طلب ضروری اصلی واضح ہو جاوی اور موافق تصاسیر اور تراجم
 سلف کی ہو جاوی تا کہ خلف کو یہی وسعین جامی کلام ہو وی جیسا فی تکلف محاکات
 آنحضرت صلعم کا انکا کیا تھا و لیسایہی خاتمۃ مطلقہ کو یہی بلا اضافت مان لینا تھا
 اور اب بھی کیا گیا ہی و یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجماع حق تھا چنانچہ شان میں حضرت عمر فاروق
 کی ہی وقفا عند کتاب اللہ ترجمہ آیتہ خاتمۃ یعنی نہیں کہ محمد صلعم باب کسی مردوں بہار
 میں ہی لیکن وہ رسول ہی اللہ کا اور خاتم النبیین ہی جانا چاہی لفظانہ مضمون جملہ
 اول یعنی ما کان شی من خالکیم تک غیر ملائم معلوم ہوتا ہی نہ جملہ ثانی کی یعنی و لیکن رسول
 اللہ و خاتم النبیین کہ بعد دریافت آپ شان نزول کے نہایت حیاں معلوم ہوتا
 ہی اور مناسب جو کہ خاصہ ہی کلام حضرت بلکہ علامہ حلبی نے کہا کہ جب کہ زید بن حارثہ
 متنبی آنحضرت صلعم نے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نکاح کیا اور باہم توافقی پیدا ہو اور
 ناچاقی سخت ہوئی آخر نکاح بسیار رہی لگا تو خیال مبارک آنحضرت صلعم یہ ہوا کہ اگر زید
 طلاق دید لگا تو میں اپنی جہالہ نکاح میں لاؤں گا مگر خوف عرف یہ خطرہ کہی محظوظ ہو کہ مناسبت
 طاعن نہ لگی کہ متنبی کی زوجہ ہی یعنی ابھوسی نکاح کر لیا تو یہ آیتہ خاتمۃ نازل ہوئی مخفی
 فی فہمک ما لہ من سبب و تحشی الناس یعنی حیا پاتا تھا اپنی جی میں اوس چیز کو کہ حیا و انظر
 کہ نو الا تھا اور ڈرتا تھا تو آدمیوں ہی اور اس سر اور تر ہی کہ ڈری تو اوس سے فلما
 قضی زید منہا و طرأ و حیا کہا یعنی جبکہ پورا کیا زید نے اوس زینب سی حاجت کو یعنی
 طلاق دیکھا تو خاوند بنا یا مہنی ہو گیا اوسکا لکھیا کیون علی المومنین حرج فی ازواج علیہم

ہوتا تھا کہ شاید خاتمیت نسبت انبیاء کی ہو تو لفظ عام ہی مناسب ہو اگر مرسل ہی
 بغیر نبوت کی نہیں ہوتا مگر نیز لفظ اصطلاح شرع یا بین نبی اور مرسل جو فرق رکھا گیا ہے کہ
 مرسل صاحب شریعت ہی اور نبی غیر صاحب شریعت لفظ البینین مناسب ہو تاکہ مثال
 سچ کل افراد کو پس رسول مقبول اور نبی رحمت بشمول خود صاحب شریعت مانو و تحقیق
 خاتمہ رسالت و نبوت ہو کہ نہ ہی لا غیر پس بجا شرف عطف مذکور خصوصاً سید لفظ استدلال
 علی قرآنہ التشرید و فہم لام رسول علی کو نہ جزاً لاسم کل المجذوف و ہوالغیر والابذریجہ
 صرف عطف ایہ احدی فتح لام رسول علی قرآنہ التخصیف معلوم ہوا کہ ہر رسول خاتم البینین نہیں
 ہی کیسیطہ حیر سو اسی اس فرد کا مل خاص کے جو لیگانہ زمین زمان اور کون مکان بموجب
 حکم کائنات ہی کہ نبی مقلب ہی ساتھ اس لقب عالی خاص یا اختصاص کے لا غیر اور اور
 اس آیت خاتمیت ہی میں حیث المجموع معلوم ہوا کہ واسطی منصب خاتمیت کی منصب رسالت ہی
 شرط ہی لہذا لفظ رسول الاول فرمایا اور نبوت جو کہ ایک امر عام ہی ذیل میں رسالت
 کی جو امر خاص ہے پایا جاتا ہے کیونکہ رسول بغیر نبوت نہیں ہو سکتا لیکن واسطی ارفع اس شتبہ
 کی کہ شاید خاتم اس ہی نبوت کا ہو جو بذیل رسالت ہی تو لفظ البینین جملہ خاتم البینین
 ساتھ لام استغراق کی ارشاد ہوا کہ یون نہیں کہ بطور عمدہ خارجی کی ہی جو لام محدود کا
 تقاضا ہی بلکہ خاتم ہی بطور استغراق ہر درجہ نبوت کا خواہ مقید بذیل رسالت ہو یا
 نہو چنانچہ اس قسم کا اسلوب یہ آیت ہی ہی و کان سوا انبیاء پس بموجب قید عبارت
 دافع الوساوس و ہن ہو و غیرہ کی کہ خواہم تہ تابع شریعت محمدیہ صلعم میں ہرگز ہرگز خاتم
 نہیں ہو سکتی اسلی کہ وہ صاحب شریعت نہیں جو کہ شان نبی رسول کی اور خاتمیت بے
 رسالت نامحکن شرعی ہی اور نہ گاہ کہ مطلب آیت خاتمیت ہی وستیاب ہوا کہ خاتم ہی رسالت
 نہیں ہوتا تو بالضرور اس حدیث میں لو عاش ابراہیم بعدی لکان نبیاً مراد نبوت ہی
 نبوت بار رسالت ہی لہذا یہ سب قیاس و اقتباس ان سب صاحبوں میں نہ سب ہی

ہوتا تھا کہ شاید خامتہ نسبت انبیاء کی ہو تو لفظ عام ہی مناسب ہو اگر مرسل ہی
 بغیر نبوت کی نہیں ہوتا مگر نظر اصطلاح شرع مابین نبی اور مرسل جو فرق رکھا گیا ہے کہ
 مرسل صاحب شریعت ہی اور نبی غیر صاحب شریعت لفظ البینین مناسب ہوا تاکہ شامل
 ہو کل افراد کو پس رسول مقبول اور نبی برکت مشمول خود صاحب شریعت مآخوذ بحقیقتہ
 خاتمہ رسالت و نبوت ہر گونہ ہی لا غیر پس مبنیاً شرع عطف مذکور خصوصاً پہلے لفظ استدرک
 علی قرآنہ التشلاید و فہم لام رسول علی گونہ جزاً لاسم کل المجزوف و ہذا التفسیر والاندراجہ
 صرف عطف ایہ احدی لفتح لام رسول علی قرآنہ التخصیف معلوم ہوا کہ ہر رسول خاتم البینین نہیں
 ہی کیسی طرح ہر سوا ہی اس فرد کا بل خاص کے جو لیگانہ زمین و زمان اور کون و مکان بموجب
 حکم کن فلکان ہی کہیں بلقب ہی ساتھ اس لقب عالی خاص یا اختصاص کے لا غیر اور اور
 اس آیتہ خامتہ ہی میں حیث المجموع معلوم ہوا کہ واسطی منصب خامتہ کی منصب رسالت ہی
 شرط ہی لہذا لفظ رسول ہر اول فرمایا اور نبوت جو کہ ایک امر عام ہی ذیل میں لکھا
 کی جو امر خاص ہی پایا جاتا ہے کیونکہ رسول بغیر نبوت نہیں ہو سکتا لیکر واسطی رفع اس شتبہ
 کی کہ شاید خاتم اس ہی نبوت کا ہو جو بذیل رسالت ہی تو لفظ البینین جملہ خاتم البینین
 ساتھ لام استغراق کی ارشاد ہوا کہ یون نہیں کہ بطور عمدہ خارجی کی ہی جو لام معنود کا
 تقاضا ہی بلکہ خاتم ہی بطور استغراق ہر دو قسم نبوت کا خواہ مقید بذیل رسالت ہو یا
 نہو چنانچہ اس قسم کا اسلوب یہ آیتہ بھی ہی و کان سوا نبیائیس بموجب قید عبارت
 دافع الوساوس و من بعد و غیر کی کہ خواہ تم ستہ تابع شریعت محمدیہ صلح میں ہرگز ہرگز خاتم
 نہیں ہو سکتی اسلامی کہ وہ صاحب بشریہ نہیں جو کہ شان ہی رسول کی اور خامتہ بے
 رسالت نامحکم شرعی ہی اور نہ ہر گاہ کہ یہ مطلب آیتہ خامتہ ہی و ستیاب ہوا کہ خاتم ہی رسالت
 نہیں ہوتا تو بالضرور اس حدیث میں لوحاش ابراہیم بعدی لکان نبیاً مراد نبوت نبی
 نبوت بار رسالت ہی لہذا یہ سب قیاس و اقتباس ان سب صاحبوں میں نہایت ہی

اتی تو لفظ اخا سم فرمایا پس دالی عا و اخا سم ہو و دالی شود و اخا سم صالحا کہ یہ قاعدہ کلیہ
 تفسیر قرانی ہی اور نسبت اصحاب الیک کی جو ایک بیشبہ تھا وہ غیر قوم حضرت شعیب علیہ السلام
 اتی لفظ اخا سم فرمایا کہ اقال سخی و اوستا ذی مولانا محمد اسحاق الحدیث قدس سرہ اور نیز خود
 بموجب تحقیق عبارت داغ الو سواس مسل ہونا ملائکہ و جن کا طبقات سافہ میں نہایت اگر چہ
 نزدیک جا ہیے علمایہ جن ہمیں ہے رسول اللہ کی طرف سی کافی فتح المبین شرح الالبین للہندی
 و لیس من الجن رسول عن البہر عند جا ہیے العلماء خا لائکہ ملائکہ سحابی ہیں اور اوترا اول کاز میں ہیں
 و اسی شخص خصوصیات بشری کے لشکر راجل ہو کر نہایت تحت تفسیر مایل باروت و ماروت اور
 کرامات اولیا راجع سابقہ سی مانند آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام ایک بان چمکے
 میں حاضر لانا تخت بلقیس کا براہ تخت ارض قال الذی عنہ علم من الکتاب انا ایتک بقبل
 ان یرتد الیک طرفک خصوص کرامات اولیا اس امت محمدیہ کا تو کما و کیفاً کچھ حساب اور بیان
 ہی ہمیں سب کو معلوم ہی چاہیے و درختار میں مسئلہ موجود ہی کہ اگر شوہر کسی عورت کا فاصلہ نہشتا
 ششماہ یرہو او عرصہ و رازسی ظاہر میں نہ ملا ہو اور اسکی عورت کو حمل رہ گیا ہو تو
 منسوب بنانا کرنا چاہیے اور نہ بچہ کو ولد الزنا کہا جاو لگا بوجہ جو از و امکان طی ارض
 براہ کرامت یہ مذکور بصورت تعین صاحبزادہ حضرت ابراہیم تھا اور بصورت عدم تعین
 صاحبزادہ موصوف بصورت شیوع اس مرتبہ کی نسبت جمیع صاحبزادگان عالیہا حضرت
 ابراہیم حضرت طیب حضرت طاہر حضرت قاسم حضرت امام حسن حضرت امام حسین
 اور بصورت ایک ہونی طیب طاہر کی علی اختلاف الروایات باضا حضرت محمد صاحبزادہ
 کی عادتہ کی تکمیل ہو سکتی ہی ترجمہ حسن جس میں بن بان سترانی شہیر شہیر و شہیر کہہ
 ضرورت تالاش خواہم ستہ کی ہوتی اور بوجہ امری کے آحاد موجودہ طبقہ عالیہ اسوقت
 کو استیعاب دہی ہوتا بخلاف کنعان سپر حضرت نوح علیہ السلام کی کہ وہ لیاقت اور استعداد
 فطری ہوت سی تو کیا بلکہ انہر اکان سی ہی محروم نہا بموجب آیتہ اللہ لیس من الملک اللہ

اتی تو لفظ اخام فرمایا پس دالی عاود اخام ہووا دالی نہ ہووا اخام صالحا کہ یہ قاعدہ کلیہ
 تفسیر قرآنی ہی اور نسبت اصحاب الیکہ کی جو ایک بیشہ تھا وہ غیر قوم حضرت شعیب علیہ السلام
 اتی لفظ اخام فرمایا کہ اقال سخی و اوستا ذی مولانا محمد اسحاق الحارث قدس سرہ اور نیز خود
 بموجب تحقیق عبارت واضح السوس اس مسئلہ ہونا ملائکہ درجین کا طبقات سافہ میں نہایت اگرچہ
 نزدیک جاہلہ و علما درجین نہیں ہے رسول اللہ کی طرف سے کافی فتح المبین شرح الایضین السنودی
 و یس من الجن رسول عن المرشد جاہلہ و علما ملائکہ سماوی ہیں اور ازنا اولنگازیں ہیں
 واسطی فی خصوصیات بشری کے لشکر راجل ہو کر ثابت تحت تفسیر بیابل باروت و ماروت اور
 کرامات اولیاء ارحم سابقہ سے مانند آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام ایک پانچویں
 میں حاضر لانا تحت بلقیس کا براہ تخت ارض قال الذی عنده علم من الكتاب انا اتیک بہ قبل
 ان یرتد الیک طرفک خصوص کرامات اولیاء اس امت محمدیہ کا تو کما و کیف کچھ حساب اور بیان
 ہی نہیں سب کو معلوم ہی چاہیہ درختار میں مسئلہ موجود ہی کہ اگر شوہر کسی عورت کا فاضل و شایستہ
 ششماہیر ہو اور عرصہ درازی طاسہ میں نہ ملا ہو اور اسکی عورت کو حمل رہ گیا ہو تو
 منسوب بزنا نہ کرنا چاہیئے اور نہ بچہ کو ولد الزنا کہا جاوے لگا بوجہ جواز و امکان طلی ارض
 براہ کرامت یہ مذکور بصورت یقین صاحبزادہ حضرت ابراہیم تھا اور بصورت عدم یقین
 صاحبزادہ موصوف بصورت شیعہ اس مرتبہ کی نسبت جمیع صاحبزادگان عالیشان حضرت
 ابراہیم حضرت طیب حضرت طاہر حضرت قاسم حضرت امام حسن حضرت امام حسین
 اور بصورت ایک ہونی طیب طاہر کی علی اختلاف الروایات باضافہ حضرت محمد صاحبزادہ
 کی عداد ستہ کی تکمیل ہو سکتی ہی ترجمہ حسن حسین بن بان سترانی شعیب شعیب و شعیب کچھ
 ضرورت تالاش خواہم ستہ کی ہونی اور بوجہ امرحی کے آحاد موجودہ طبقہ عالیہ و سوقت
 کو استیجا دہی ہوتا بخلاف کنگان سپر حضرت فوج علیہ السلام کی کہ وہ لیاقت اور استعداد
 فطری نبوت سے تو کیا بلکہ انسانی سی ای محروم نہا بموجب آیتہ اللہ لیس من الملک اللہ

موافق حدیث قدسی مذکور ہی جسکی رو سی خود صاحب اثر میں کہ یہ مطلب بعض قسطاس
 میں گذرا ہے کوئی قید اعتقاد بدون لگاؤ شرعی زیادہ علی النص ہے خواہ بطور اضافت
 ہو یا بطور حقیقت بہر حال ناجائزی شرعاً کیونکہ کسے نہ تخریف نہیں بلکہ یہ ہو سکتا تھا کہ اگر یہ
 لقب خاتمہ کلام اللہ شریف میں ہوتا اور حدیث قدسی نہ ہوتی اور اثر ابن عباس میں نہ
 ہی اضافت مذکور نہ ہوتا جیسا کہ کلام اللہ شریف میں مذکور ہی تو بوجہ تفسیر تہ کلام اللہ شریف
 قابل قبول ہوتا کیونکہ آخر کلام امام المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہوتا
 سالک القاب شرعیہ میں اور بوسلہ اس میں روئے شرعی کی حسب حیثیت مراتب حقیقت و اضافت
 خود بخود ہر ایک خاتم کو پہنچ جاتا کیونکہ منشاء شرعی یا یا جاتا یا پہنچا یا پیش اضافت ممکن ہی
 نہیں با ضرورت ہوئی وہ تفسیر اور توجیہ اثر مذکور جو سلفنا کبار سی ہوئی جس سی توقیق درینا
 آیتہ خاتمیتہ اور اثر مذکور حاصل ہوئی اور اسکی قبول سے عبارت دافع الوسواس وغیرہ
 لی سزا کی سرچائی غور ہی کہ کون سنکر ہی اثر مذکور کا مالک یا حقیق یا اجماع کا یہ مطلب کی بجائے
 معنی کا اور جاری تفسیر کا لگاؤ نہ کرنا چاہی اس سی لگاؤ اثر لازم نہیں آتا پس ظاہر ہو گیا
 کہ یہ لقب شرعی تمام طبقات ارض و سموات میں ہوا خاتم النبیین کے سرگز گزہر حالاً و الا
 حقیقتہ و اضافتہ و ہجا و فرضاً ثابت نہیں ہو اضافتہ اور اعتبار جو ایک امر عامی کے
 قبیل سی ہی کہ تالیج اعتبار معتبر سی بدون ان شرعی ناروا سی قابل معتقد۔
 قسطاس نسبت و جہار ہم مشعل تحقیق آیتہ حمیدہ و الحمد للہ رسول قبولت من قبلہ
 الرسل الا یہ یعنی نہیں محمد صلعم کرم رسول تحقیق گذر چکی پہلی آیت تمام سول سلیمی کہ لاہم استغفرات
 کا ہی الرسل میں با منشاء خاتم النبیین جانا چاہی کہ اس آیتہ حمیدہ سی واضح سی کہ سوا سی
 ہمارے خاتم النبیین کے صلعم اور کوئی خاتم نہیں اسلی کہ جس حالت میں بشریوں سی سب
 رسول گذر چکی اور انکو حق تعالیٰ نے رسول کر تعزیر فرمایا اور خاتم کر تعزیر فرمایا تو ہم
 سوا کہ اگر کوئی اور ہی خاتم کسی قسم کا حقیقی یا اضافی ہوتا تو یوں ارشاد ہوتا و الحمد

قسطاس نسبت و جہار

موافق حدیث قدسی مذکور ہی جسکی کوئی خود صاحب اثر ہیں کہ یہ مطلب بعض قسطاس
 میں گذرا ہے کوئی قیادہ عقل بدون لگاؤ شرعی زیادہ علی النص ہے خواہ بطور اضافت
 ہو یا بطور حقیقت بہر حال ناجائزی شرعاً کیونکہ کسے نہ تخریف نہیں بلکہ یہ ہو سکتا تھا کہ اگر یہ
 لقب خاتمہ کلام اللہ شریف میں ہوتا اور حدیث قدسی نہ ہوتی اور اثر ابن عباس میں نہ ہوتا
 ہی صاف مذکور ہوتا جیسا کہ کلام اللہ شریف میں مذکور ہی تو بوجہ تفسیر تہ کلام اللہ شریف
 قابل قبول ہوتا کیونکہ آخر کلام امام المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہوتا اور منسلک ہوتا
 مساک القاب شریعت میں اور بوسید اس میں راہ شریعت کی حسب حیثیت مراتب حقیقت و افشاء
 خود بخود ہر ایک خاتم کو پہنچ جاتا کیونکہ منشاء شرعی پایا جاتا ہے گنجائش اضافت ممکن ہی
 ہیں باضرورت ہوئی وہ تفسیر اور توجہ اثر مذکور جو سلف کبار سی ہوئی جس سی توفیق درینا
 آیتہ خاتمہ اور اثر مذکور حاصل ہوئی اور اسکی قبول سے عبارت دافع الوسواس وغیرہ
 فی سترائی کی لہجہ سی کہ کون منکر ہی اثر مذکور کا ملکہ ایچین خاتم کا یہ مطلب ہی کہ ہر
 معنی کا اور حجازی تفسیر کا لگاؤ نہ کرنا چاہی اس سی لگاؤ لازم نہیں آتا پس طر ہو گیا
 کہ یہ لقب شرعی تمام طبقات ارض و سماوات میں ہوا خاتم النبیین کے ہرگز ہرگز حالاً و مالا
 حقیقتہ و اضافتہ و وسما و فرضاً ثابت نہیں اور اضافتہ اور اعتبار جو ایک امر عامی کے
 قبیل سی ہی کہ تالیج اعتبار معتبر سی بدون ان شرعی ناروا سی قابل و مقید۔

قسطاس سبب و جہا رھم مشاعر تحقیق آیتہ حمیدہ و امجد الابرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 الہی الایۃ یعنی نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھیں گزرجین صلی اللہ علیہ وسلم تمام سول صلی اللہ علیہ وسلم استنوارات
 کا ہی الرسل میں باشتار خاتم النبیین جانا چاہی کہ اس آیتہ حمیدہ سی واضح سی کہ سوا سی
 ہمارے خاتم النبیین کے صلح اور کوئی خاتم نہیں اسکی کہ جس حالت میں پیشتر اول سی سب
 رسول گزرجی اور انکو حق تعالیٰ نے رسول کر تعبیر فرمایا اور خاتم کر تعبیر فرمایا تو معلوم
 ہوا کہ اگر کوئی اور ہی خاتم کسی قسم کا حقیقی یا اضافی ہوتا تو یوں ارشاد ہوتا و اما محمد

قسطاس سبب و جہا

کرنی حالت دارہ نسبت صحابہ کرام کی نسبت شدت محبت کی ساتھ رسول مقبول کے
 صلعم تقاضا یعنی شہری تسلیم نہ کر لیا اسکا ہوا جبوقت کہ احدین شیطان نے آوازہ شہادت
 آنحضرت صلعم غلط کر دیا تھا اور صحابہ کو کمال انتشار ہوا پس واضح ہو کہ کوئی رسول نہیں
 یا بعد عصر باعتبار زبان حیات اور وفات کہ اس جنت الشریعت النبویہ الامورہ الحاریرہ
 القدیہ الحاریرہ باقی نہیں رہا جبکہ خاتم ہونا درکنار کہ امر لاحق ہی اس تقریر میں رفع
 دخل ہو گیا بطور جواب و سوال مقدر کی نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عجیب آنحضرت
 صلعم کے علی مذاقیاس جو حضرت الیاس اسانی کہ یہ سب بخمہ رسول خلیہ سی یعنی
 گذشتہ سی ہیں اور مخلوق عام ہی اس کے کہ حقیقی ہو مانند موتہ حقیقی ہونا دنیا کی یا موت حکم
 کی مانند رفع الی السوا نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور غیبیہ نظر سی نسبت حضرت الیاس
 علیہ السلام لہذا لفظ خلقت اس آیت میں نازل ہوا بخلاف لفظات اولیٰ و ثانیہ وغیرہ فافہم اور
 صرف اس ہی موت حکم پر جو بیان وسطیٰ ایک عرض خاص نہ کر کی ظہور میں آئے یعنی شیخ شریع
 سابق کی گفتا نہ کیا جاوے لگا نسبت حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس کے صلعم السلام بلکہ یہ موت
 حقیقی قطعاً نسبت او کی انوالی ہے کہ ہر فریدہ کی گلوگیر اور دست بگریبان سی امر ناگزیری
 اور جاننا چاہی کہ یہ سب اقسام خلکو مذکور خالی نہ ہو عزل و نسخ شریعت او کی ہی اور شیخ
 شریعت حضرت خاتم النبیین صلعم کیونکہ یہ بیان یہی مطلب ہی خلونہ کوری اور خلوہ بصیف
 ماضی ہو کہ لفظ قد ساتھ طرف قبلانہ کی زبادہ تر دلائل رکھتا ہی اور قطع و اہم وجود کسی
 بنی کے بطور مذکور اور جب کہ وفات شریف ہوئی اور صحابہ کرام علیہ محبت میں باحواس
 ہو ہی یہاں تک اس بدحواسی میں خطرات دلی زبان پر بعض صحابہ کی آئی لگی حتیٰ کہ اس
 ہی حالت میں حضرت عثمان رضی حضرت عمرؓ کو السلام علیک کا جواب نہ یا تو نسبت
 شکایت حضرت صدیق اکبرؓ پہنچی عذر لا علمی و بی شعوری جا نہیں سی او کی پیش ہوا الحاح
 حضرت ابوبکر صدیق رضی تمیر خطبہ پڑھا و محسن یہ آیت تلاوت کی و ما محمد الا رسول اللہ

کرنی حالت داراہ نسبت صحابہ کرام کی نسبت شدت محلیہ محبت کی ساتھ رسول مقبول کے
 صلعم تقاضا یعنی شہری تسلیم نہ زور اسکا ہوا جبوقت کہ احدین شیطان کی آواز شہادت
 آنحضرت صلعم غلط کر دیا تھا اور صحابہ کو کمال انتشار ہوا پس واضح ہو کہ کوئی رسول نہیں
 یا بعد عصر باعتبار زمان حیات اور وفات کی من حیث الشریعت المنصوبہ الامورہ الجاریہ
 القدیوۃ الخبارہ یا بعد باقی نہیں رہا چہ جاکہ خاتم ہونا درکنار کہ امر لاحق ہی اس تقریر میں رفع
 دخل ہو گیا بطور جواب و سوال مقدر کی نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عجیب آنحضرت
 صلعم کے علیٰ مذاقیاس وجود حضرت الیاس اسانی کہ یہ سب منجملہ رسول خالیہ سی یعنی
 گذشتہ سی ہیں اور مخلوق عام ہی اس کے کہ حقیقی ہو مانند موتہ حقیقی ہونا دنیا کی یا موت حکم
 کی مانند رفع الی السماء نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور فیجوبہ نظر سی نسبت حضرت الیاس
 علیہ السلام لہذا لفظ فذلت اس آیت میں نازل ہوا بخلاف لفظات او تو فی وغیرہ فافہم اور
 صرف اس ہی موت حکم کی جو یہاں واسطی ایک عرض خاص مذکور کی ظہور میں آیا یعنی شیخ شریع
 سابقہ کی التفاضل کیا جاوے لگا نسبت حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس کے علیہم السلام بلکہ یہ موت
 حقیقی قطعاً نسبت او کی انوالی ہے کہ ہر فرد یہ کی گویا درست بگرمیاں ہی امر ناگزیر ہی
 اور جانا چاہی کہ یہ سب اقسام مخلوق مذکور خالی نہ ہو عزل و شیخ شریعت او کی ہی اولیائے
 شریعت حضرت خاتم النبیین صلعم کیو نکہ یہاں یہی مطلب ہی مخلوق مذکور سی اور مخلوق بصیفہ
 ماضی ہو کہ لفظ قدس ساتھ ظرف قبلیتہ کی راہ ذہ تردلات رکھتا ہی اور قطع و اسمہ وجود ہی
 ہی کے بطور مذکور اور جبکہ وفات شریف ہوئی اور صحابہ کرام علیہم محبت میں باجوہ اس
 سہی یہاں تک اس بدحواسی میں خطرات دلی زبان پر بعض صحابہ کی آئی لگی حتی کہ اس
 ہی حالت میں حضرت عثمان رضی حضرت عمرؓ کو السلام علیک کا جواب نہ یا نسبت
 نہکایت حضرت صدیق اکبرؓ پہنچی عذر لاء علمی و بی شعوری جانیسی او کی پیش ہوا الحائل
 حضرت ابوبکر صدیق رضی حمیر خطبہ پڑھا اور حسین یہ آیت تلاوت کی و اما محمد الرسول اللہ

ہی داخل کیا قطع نظر اس کے حالانکہ ایمان متعلق بخواتم شدہ مفروضہ ایمان مفصل معین یا پاجا نامی
 حبسیا کہ یہ اثر لغین بال سحر کرتی ہے فیہ آدم کا وکھم الخ اسلئی کہ اثر مذکور میں ایمان بالاحمال
 نہیں بلکہ یہ از قبیل ایمان تفصیلی و تعینی سمجھا جاتا ہے نہ اجالی کیونکہ ایمان اجالی وہ ہے کہ
 مکومین نہ کا علم ستر بہ پوشا مل جمیع افراد کو حبسیا کہ مجبوعاً مجمل اس کریمہ میں ہر دو ضعف مذکور
 میں قولہ لہم و منهم من قصصنا علیک و منهم من لم نقصص علیک پس یہ خواتم شدہ منجہ انبیاء
 مقصود علیک متعین الاسماء متعین لہذا کہ بالاستقلال سے ہونی چاہئیں یا نہ حضرت آدم
 و حضرت نوح و حضرت ابراہیم وغیرہ علیہم السلام طبقہ ارض علیا کی جو مشمل ہیں کہ جنکی اوپر
 ایمان تفصیلی ہی بجای خود مستقل ہے نہ مانند او انبیاء علیہم السلام کی کہ جنکا کچھ ذکر
 قرآن و حدیث میں نہیں ہوا ہی اس قسم کی الفاظ کی مانند حتیٰ نوحی مثل ما و اولی الامر
 مجبوعاً مجمل مطابق مضمون آمنت باللہ و رسلہ کی مجبوعاً مجمل ذیل و جیل میں زمرہ جمیع انبیاء
 کی بلا تفصیل اور جانا چاہی کہ ایمان اجالی عبارت ہے ایمان بلا تفصیل سے نسبت جمیع انبیاء
 قطعی الثبوت کی نہ ظنی الثبوت کی تاکہ غیر بنی کو شامل نہ ہو اور وہ غیر بنی داخل نہ ہو اور
 کوئی رہ نہ جاوے حالانکہ یہ خواتم شدہ غیر قطعی الثبوت میں نزدیک زمین ہی بلکہ ظنی الثبوت میں
 چنانچہ مختصر یہ گذرا اور یہ کھانہ بیت ظن ایمان اجالی میں نزدیک زمین و غیر زمین چوبہرہ جہتیں معتبر
 ہی تو نسبت فرد ظنی الثبوت کی مقصود نہیں ورنہ یہ ایمان اجالی غیر بنی کو بھی کر سکتا ہے
 اسائی کہ اعتبار ایمان اجالی محض اسلئی رفع ایسی اشتباہ کی ہے کہ تفصیل میں خصوص تعدد تفصیل
 میں نام نہ نام نسبتاً بالمشبہ مانند خواتم شدہ کی ہو سکتا ہے کہ شاید غیر بنی بھی ہو جاوے یا عکس
 ہر ایک نسبتاً بالمشبہ میں عدم تعدد انبیاء و بارہ ایمان کی اولی اور احوط کیا بلکہ واجب اور اگر
 سمجھی گئے رہنما خواتم شدہ اگر انبیاء قطعیت کی زمرہ میں داخل ہیں تو ایمان اجالی میں داخل ہیں
 و اول افراد ایمان ہوا کہ منشاء اس کا افراد قطعیت میں نہ ظنیہ فافہم اور جانا چاہی کہ اگر انہیں
 قطعیت علیک سے عام ہے اس ہی کہ انبیاء مقصود الاسم یا مقصود لقب ہوں یا مذکور

ہی داخل کیا قطع نظر اس کے حالانکہ ایمان متعلق بخواتم نہ مفروضہ ایمان مفصل محسن یا پاجا تاہی
 حبیباً کہ یہ اثر تعین بالسماء کرتی ہی فیہ آدم کا و کلم الخ اسلمی کہ اثر مذکور میں ایمان بالاحوال
 نہیں بلکہ یہ از قبیل ایمان تفصیلی و تعینی سمجھا جاتا ہے نہ اجالی کو نہ ایمان اجالی وہ ہی کہ
 سکون بن کا علم ستر بہوش شامل جمیع افراد کو حبیباً کہ مجموعاً مجمل اس کریم میں ہر دو صنف مذکور
 میں قولہم و منهم من قصصنا علیک و منهم من لم نقصص علیک پس یہ خواتم نہ منجملہ انبیاء
 مقصود علیک متضمن الاسماء متضمن الذاکر بالاستقلال سے ہونی چاہئیں تا نما حضرت آدم
 و حضرت نوح و حضرت ابرہیم و غیرہ علیہم السلام طبقہ ارض علیا کی جو بمثل میں کہ جنکی اوپر
 ایمان تفصیلی ہی بجای خود مستقل ہے نہ مانند اوں انبیاء علیہم السلام کی کہ جنکا کچھ ذکر
 قرآن و حدیث میں نہیں ہوای اس قسم کی الفاظ کی مانند حتی نوحی مثل ما و اسل الہم
 مجموعاً مجملہ مطابقت میں آمنت بالہ و سئلہ کی مجموعاً مجملہ ذیل و جبل میں زمرہ جمیع انبیاء
 کی بلا تفصیل اور جانا جاسی کہ ایمان اجالی عبارت ہی ایمان بلا تفصیل سے نسبت جمیع انبیاء
 قطعی الثبوت کی نہ ظنی الثبوت کی تا کہ غیر بنی کو شامل نہ ہو اور وہ غیر بنی داخل نہ ہو اور
 کوئی رہ نہ جاوی حالانکہ یہ خواتم نہ غیر قطعی الثبوت میں نہ در اعین ہی بلکہ ظنی الثبوت میں
 چنانچہ ختم سب گذرا اور یہ کفایت ظن ایمان اجالی میں نزدیک از غیر جو در حدیثین معتبر
 ہی تو نسبت فرد ظنی الثبوت کی متصور ہیں و نہ یہ ایمان اجالی غیر بنی کو بنی کر سکتا ہی
 اسانی کہ اعتبار ایمان اجالی محض واسطی فہ ایسی اشتباہ کی ہی کہ تفصیل میں خصوص تعداد تفصیل
 میں تاہم بنام اشتباہ مانند خواتم نہ کہ ہو سکتا ہی کہ شاید غیر بنی ہی ہو جاوی یا عکس
 ہر ایک اشتباہ میں عدم تعداد انبیاء و بارہ ایمان کی اولی اور حوط کیا علیہ واجب اور اگر
 سمجھی گئے پس خواتم نہ اگر انبیاء قطعیت کی زمرہ میں داخل ہیں تو ایمان اجالی میں داخل ہیں
 و الا فلا ثابت ہو کہ منشاء اسکا افراد قطعیت میں نہ ظنیہ فافہم اور جانا جاسی کہ امر از ہم
 قصصنا علیک ہی عام ہی اس ہی کہ انبیاء مقصود الاسم یا مقصود اللقب ہوں یا مذکور

انصاف و قناعتی سے روایات اخبار متواتر اس سے اور نہ دلیل قطعی جو خبر آحاد ہی بطور کور
 کافی سمجھتی ہے بلکہ صرف نظر کو اس باب میں کافی سمجھتی ہے چنانکہ مذکور ہو چکا اور جو کچھ اس سے
 ہوتی دیکھی ہر اس پریشا کرو صابر نہیں بلکہ دلیل اثبات نبوۃ کی ساتھ قطعیت کی بدلیل
 ہوئی ہی سلسلے کے درجہ ہی اثبات نبوۃ بالاجمال کے مخصوص قرآنی از قبیل امور مقطوعہ ہی
 در بارہ اول انبیاء کی جو واقعی النبوت ہیں جیسا کہ ہنسی غریب تحقیق عقیدہ اسلام کی کی ہے
 پس کمال جرات ہی ہا کمال غفلت سے غنوی مولانا روم زیدہ ایسی کہ کرہ خردیدہ جاننا چاہئے
 کیا ملک بوجہا جاسی کہ ہر گاہ اعتبار ایمان اجالی مذکور میں شرط صالحیت افراد واسطی کفایت
 قطعیت کی معلوم ہوئی تو پھر دخل افراد صالحہ للقطعیت یعنی خاتمہ مفروضہ مرتبہ ایمان اجالی
 میں محال ہوا اور نیز مستلزم ہوا و حکم متغایر بنا میں کو یعنی من حیث الاجمال قطعی الثبوت کو اور
 من حیث الانفراد غیر قطعی الثبوت کو باوصف اعتبار شرط صالحیت مذکورہ اور پھر وہ مفقود مثلاً
 ترکیب رس بافتہ میں جو اجزاء صالحہ غیر متناظرہ سی ہی نسبت امتزاج کی قوت قید کرنے
 اسب و پیل کے یعنی ہی بخلاف کسی ایک جزر کی بالافراد یا جذر کی بالاجتماع جو کمتر انصاف
 ترکیب و امتزاج ہوں یا بالاجتماع بالاجزاء المتناظرۃ بالتناظر الذانی پس ظاہر ہوا کہ شہ تالیف
 کا اثر ہی شرط ہی واسطی ایقاع حکم مطلوب کی ساتھ صالحیت مذکورہ کی واسطی ہر اجزاء مذکورہ
 کی شہادتی قدام پس ہر اس دعوی کا بطور قیاس شہی کے یعنی مقول ہر یک محسوس کے
 ظاہر ہو گیا مثلاً اجزاء کسی شہ مرتبہ کی ناواقفیکہ صالحیت تو الف و ثانیہ سجد گری ہی محرم
 ہو گئی کیفیتہ مزاج مطلوب ہرگز حاصل نہ ہوگی اور نہ ہی مفید ہوگا قطعاً ملک اگر ستم قائل ہی
 ہو جاویں تو کیا لہجہ ہی پس میں وجود کسی منشأ قطع الثبوت اور صالحیت کی کس طرح قوت
 و قطعیتہ یا تحفیہ میں بصورتہ اجمال مذکور حاصل ہو سکتی ہی ہاں البتہ ایمان اجالی ضرور
 بدین عنوان کہ چہ خزانہ الہیہ السلام تحقیق النبوۃ ہیں علم الہی جل شانہ میں ہمارا اونکی ساتھ
 ایمان قطعی ہے موافق مضمون آمنت بالشر و رسالہ کی کہ قطعی الوجود اور قطعی النبوۃ ہیں

انفس و قرانی سے روایات اخبار متواترات سی اور نہ دلیل قطعی جو خبر آحاد سی بطور کور
 کافی سمجھی ہے بلکہ صرف نظر کو اس باب میں کافی سمجھی ہے چنانکہ مذکور ہو چکا اور جو کچھ اسکتی ہے
 یہی دیکھی ہے اس پریشا کرو صابر نہیں بلکہ دلپزانی اثبات نبوة کی ساتھ قطعیت کی بلا دلیل
 ہوئی ہے اسلی کہ دربی ہی اثبات نبوة بالاجمال کے مخصوص قرآنی از قبیل امور مطلق یہی
 در بارہ اول انبیاء کی جو واقعی الثبوت ہیں جیسا کہ ہم نے غفر یہ تحقیق عقیدہ اسلام کی کی ہے
 پس کمال حریت ہی ہا کمال غفلت سے تنوی ملانا روم دہدہ ایسی کر رہ خرد دہدہ جانا چاہئے
 کیا بلکہ بوجہا جاسی کہ ہر گاہ اعتبار ایمان اجالی مذکور میں بشرط صالحیتہ افراد و اسطی کفایتہ
 قطعیتہ کی معلوم ہو ہی تو بہر دخل فرد غیر صالحہ للقطعیتہ یعنی خواہم شہ مفروضہ مرتبہ ایمان اجالی
 میں محال ہو اور نیز مستلزم ہو او حکم متغایر متباہین کو یعنی من حیث الاجمال قطعی الثبوت کو اور
 من حیث الافراد غیر قطعی الثبوت کو باوصف اعتبار بشرط صالحیتہ مذکورہ اور بہر وہ مفقود مثلاً
 ترکیب رس بافتہ میں جو اجزاء صالحہ غیر متنافرہ سی ہی نسبت امتزاج کی قوت قید کرنے
 اسب و پس کے یعنی ہی بخلاف کسی ایک جزو کی بالافراد یا چند جزو کی بالاجتماع جو کمتر انصاف
 ترکیب و امتزاج ہوں یا بالاجتماع بالاجزاء المتنافرۃ بالتنافر الذاتی پس نظر ہو کہ شہ تباہ
 کا اثر ہی شرط ہی اسطی القیام حکم مطلوب کی ساتھ صالحیتہ مذکورہ کی و اسطی ہا جزاء مذکورہ
 کی نسبتا و می اقدام پس نہ اس دعوی کا بطور قیاس شبہی کے یعنی محمول بریک محسوس کے
 ظاہر ہو گیا مثلاً اجزاء کی نسخہ مرکبہ کی ناوقفیکہ صالحیتہ توالف و تانس سجد گری ہی حرم
 ہو گئی کیفیتہ مزاج مطلوب ہا ہرگز حاصل ہو گئی اور نسخہ مفید ہو گا قطعاً بلکہ اگر ستم قابل ہی
 ہو جاوی تو کیا بھیا ہی پس ہون وجود کسی منشاء قطعی الثبوت او صالحیتہ کی کس طرح قوت
 و وجہ قطعیتہ یا تحفیہ میں بصورت اجمال مذکور حاصل ہو سکتی ہی ہا ان نسبتہ ایمان اجالی مفروضہ
 بدین عنوان کہ ہا خرافات و بیہودہ اسلام حقیق النبوة میں علم الہی جل شانہ میں ہمارا اونکی ساتھ
 ایمان قطعی ہے موافق مضمون آمنت باللہ و رسالہ کی کہ قطعی الوجود او قطعی النبوة ہیں

عنوان بیانِ شکیں مذکورین حاکی ہے مقصود علیک ہوئی او کی ہے کہ نام نہام اثر
 مذکور میں مذکور ہی کہ جواز قبیل تفصیل ہے نہ از قبیل اجمال پس دعوی اجمال ہی غلط
 کیا اور قولہ ان الظن لا یغنی عن الحق شیئا۔ ان بعض الظن احم ولا یجمل ولا یرد
 بریں کے اور یہ خواہم ستہ مانند حضرت خضر اور ذوالقرنین ہی تو نہیں اگرچہ یہ دونوں
 ہی مقطوع النبوة نہیں مگر وجود اولکاساتہ خصوصیت کرامت کی بالاتر مرتبہ عام نہیں
 سے لقطہ النبوت تو ہی کہ سورہ کہف میں ہے۔ ووجد اعدائنا من عبادنا ابناء من لدنا
 علما۔ حق خضر میں۔ اور لیکو نک عن فی القریظ ان الایمان یہ مقام مدح میں ہے اور ایسا معلوم
 الہی اولیاء اور صاحب کرامات ہونا ہی بخلاف خواہم ستہ کی کہ افراد مقدرہ محمد
 اور منظونہ میں سی ہیں یہ مطلب ہی عقیدہ اسلام کا کیا ان بالانبیاء و الرسل بالانبا
 ضرورت ہی ساتھ افراد متحق النبوة متبیین النبوة کی نہ کہ ساتھ افراد منظونہ محمد
 مقدرہ مفروضہ مزعومہ کی مانند خواہم ستہ یا مشکوک النبوة مرجح النبوة کی مانند
 خضر و ذوالقرنین جو غیر راجحہ میں مشاق قول جزع اقل مکلف کا کلام من کان عبدی فهو
 جزع واقع ہو گا اور اسکی جواب کا غلام خالص ہو گا نہ کسی جزیرہ کی نہ اسکی کسی ناقص
 البرق پر یہ غیر کی غلام پر میں معلوم ہو کہ یہ عقیدہ متعلق ہے بالنبیاء و الرسل حقہ تحقیقہ
 نہ منظونہ محمدہ مفروضہ اور نہ مزعومہ تا کہ تبادل صحیحہ راجحہ زینہ کہ مراد اولیٰ ہادی
 غیر نبی ہیں۔ قتل الخصال الفین ہم فی خمرہ سامون فافهم کنہ المقام و المرام پس
 لغو ہو گیا قول عبارت دافع الوساوس کا جو صفحہ چہارم میں مذکور ہی کہ اگر دلائل ظنیہ
 مطلقا مفید بابت نبوتہ میں ہوتی علماء متقدمین کیوں اپنے آپ کو عابد و لایطاعت پیش
 کرتی فقط اسو اسطی کہ مذہب جمہور انکی نبوتہ پر ہی نہ تھا ان اور ذوالقرنین و خضر
 و غیرہ کی پر گزشتہ بیان بلکہ صحیح ہے کہ یہ غیر انبیاء و رسل کیوں کہ ظن کافی نہیں ہے
 ان الظن لا یغنی عن الحق شیئا۔ ان بعض الظن احم ولا یجمل ولا یرد۔ پس واضح ہو گیا

عنوان بیان متیقن مذکورین حاکمی ہے مقصود علیک ہوئی اوہی سے کہ نام نہام اثر
 مذکور میں مذکور ہی کہ جواز قبیل تفصیل ہے نہ از قبیل اجمال سبح دعوی اجمال ہی غلط
 کیا اور قولہ ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ ان بعض الظن اتم ولا تجلسوا علوا و
 برین کے اور یہ خواہم سے مانند حضرت خضر اور ذوالقرنین ہی تو نہیں اگرچہ یہ دونوں
 ہی مطلق النبوة ہیں مگر وجود اولکاساتہ خصوصیت کرامت کی بالاتر مرتبہ عام مشیر
 سے لوقطی الشیء توہی کہ سورہ کہف میں ہے۔ فوجد احیاء من عبادنا ابناء من لدنا
 علما۔ حق مختصرین۔ اور سیلو نک عن فی الضمیر لایستہ یہ مقام مدح میں ہے اور ایسا مطلق
 الہی اولیاء اور صاحب کرامات موعی ہی بخلاف خواہم سے کی کہ افراد مقدرہ محمد
 اور منظونہ میں سی ہیں یہ مطلب ہی عقیدہ اسلام کا لیجان بالانبیاء والرسال الالہ
 ضروری ساتھ افراد متحقق النبوة متیقن النبوة کی نہ کہ ساتھ افراد منظونہ محمد
 مقدرہ مفروضہ مزعموہ کی مانند خواہم سے یا مشکوک النبوة مرجوح النبوة کی مانند
 خضر و ذوالقرنین جو غیر راجحہ میں مشاق قول جزا قائل مطلق کا کل من کان عبدی فجو
 جزا واقع ہم گا اور اوسکی جو اوسکا غلام خالص ہو گا نہ کسی حرر بلکہ نہ اوسکی کسی ناقص
 البرق یہ غیر کی غلام پر پس معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ متعلق ہے بالنبیاء اور رسل حقیقہ
 نہ منظونہ محمد نہ مفروضہ اور نہ موجودہ تا وہ تباہیل صحیحہ رزینہ کہ مراد اوسکی ہادی
 غیر نبی ہی قتل الخصالون الذین ہم فی خضرہ سامعون فافہم کنہ المقام والحرار میں
 لغو ہو گیا قول عبارت دافع الوساوس کا جو صفحہ چارم میں مذکور ہی کہ اگر دلائل ظنیہ
 مطلقاً مفید باب نبوة میں ہوتی علماء مفسرین کیوں آپ آج عاید دلائل ظنیہ پیش
 کرتی فقط اسو اسلی کہ مذہب جمہور انکی نبوت یرسی نہ لھان اور ذوالقرنین اور خضر
 وغیرہ کی پر گتہ بنی بنین بلکہ صحیح ہے کہ یہ غیر انبیاء و مرین کیونکہ ظن کافی نہیں ہے
 ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ ان بعض الظن اتم ولا تجلسوا۔ پس واضح ہو گیا

کا جملہ اور نیز مفصلاً قطعی الثبوت ہوا اور انکار اور انکار کا کفر ہوا پس سرچ تھا لفظاً ہوا
 اور اثر اثر نہ کور کا کہ منکر انکار کا فرہین اور کوئی مکلف بالا اعتقاد نہیں بل ہو گیا
 اور شہادت اسکی منعکس ہو گئی وہ کیا خوب تحقیق ہے کہ نکص دلیل ہی اور زبان
 انک تفتیش عبارت مذکور اور من بعد و متبع کچاوسی نقطہ اور دہو کا نہو کہ کہی اطلاق ظن
 اور یقین کے ہی ہوتا ہی جیسا کہ قولہ لعمد لفظیون انہم ملا قوا رہم اور در بعض احادیث
 شریفہ جہا ظنک بالبداء اور قول حضرت عمرؓ کا ہذا ظنک بک وبسطی سخطک و رباب شکایت
 مردمان کو ذہاب جس بصلی اور جواب انکار کا کہ من موافق سنت کی ناز پر ہوتا ہوں واقع
 سنن ابی داؤد و بخاری شریف سو وہ مواضع اور میں اسطی کسی نکتہ کی مستعمل ہوتا ہی
 حکم اسکا قطعی الثبوت ہوتا ہی جو اسرقاق ہی در میان ہر دو ظن کی اس استعمال لفظ
 ظن بجائی یقین اس آیت میونہ میں اسطی افعال سور خاتمہ کی ہی لغو بالسر منہ کیونکہ ملاقات
 معتبر ہی ساتھ حسن خاتمہ کی اور وسطی غلبہ خوف کی بجائی یقین ظن مستعمل ہوا علیٰ ہذا القیاس اور
 ہی تو جہات و جہیں میں معلوم ہوا کہ وہ ان یعنی اس ملا قوا رہم میں ظن کافی ہی قطعہ کو و لا
 وہ موئن ہوں یعنی در باب ایمان بالانبیا ظن کافی نہیں یقین سے نہ اجمالاً نہ تفصیلاً
 کیونکہ یہاں کوئی نکتہ نہیں بانند نکتہ مذکور کی اور اگر کفارہ ظن بانبی نہیں کہ مضایق نہیں ہو بلکہ
 کفایت اسکی بطور نفس معنی ظنیہ خالصہ ہی تو کہ مفید انہیں چنانچہ خود اعتراف زاعین ہے کہ منکار اولکار
 کا فرہین اور ظاہر ہی مراد و نکی ہی پس اس صورت میں تو یہی حکم سرایت کرتا ہی طرف جمیع انبیاء
 علیہم السلام کے حتی کہ طرف حضرت خاتم النبیین خاتم حقیقی کی ہی صلح منظر تصویر میں سدا یرا فرد
 انبیاء علیہم السلام نفس نبوت میں یعنی منکر نبوت جمیع انبیاء علیہم السلام کا کا فر ہو کہ یونکہ نبوت نبوت
 جمیع انبیاء بطور ظن خالص قرار دی گئی اور عزل نظر کر چکی ہی عبارت داخ الوسوس اس میں اثر
 اثر مذکور ہی اور جمہور ہی اوپر دلیل مذکور کی یعنی اس دلیل پر کہ حکو ایمان اجمالی جمیع انبیاء
 کی ساتھ ضروری تفصیل انبیاء میں یقین ضرور نہیں اس باب میں ظن کافی ہی فقط

کا جملہ اور نیز مفصلاً قطع الثبوت ہوا اور انکار ان کا کفر ہوا پس سرچ تھا لفظ طحا ہوا
 اور اثر انہ کو رد کا کہ منکر ان کا کفر نہیں اور کوئی مسئلہ بالاعتقاد نہیں بل ہو گیا
 اور شہادت اس کی منعکس ہو گئی واہ کیا خوب تحقیق ہے کہ نکص دلیل ہی اور کہاں
 تاک تفتیش عبارت مذکور اور من معہ و متبعہ کیا وی فقط اور دہو کا انہو کہ کہی اطلاق ظن
 اور یقین کے ہی ہوتا ہی جیسا کہ قولہ لعمریہ لظنون انہم ملا قوا رتیم اور دارد بعض احادیث
 شریفہ فیما ظنک بالہدایہ اور قول حضرت عمرؓ کا ہذا ظن تک واسطی سحر کی در باب شکایت
 مردمان کو فہما جس بصلی اور جواب ان کا کہ میں موافق سنت کی نماز پڑھتا ہوں واقع
 سنن ابی داؤد و بخاری شریف سو وہ مواضع اور میں واسطی کسی نکتہ کی مستعمل ہوتا ہی در
 حکم اس کا قطع الثبوت ہوتا ہی جو اسرافق ہی در میان ہر دو ظن کی پس استعمال لفظ
 ظن بجائی یقین اس آیت میونیہ واسطی افعال سور خاتمہ کی ہی لغو ذہن نہ کیونکہ ملاقات
 معتبر ہی ساتھ حسن خاتمہ کی اور واسطی غلبہ خوف کی بجائی یقین ظن مستعمل ہوا علیٰ القیاس اور در
 ہی تو بیہات و جہیم میں پس معلوم ہوا کہ وہ ان یعنی ایہ ملا قوا رہیم میں ظن کافی ہی قطع کیوں والا
 وہ موثر نہیں ہوا یعنی در باب ایمان بالانبیاء ظن کافی نہیں یقین سے نہ اجمالاً نہ تفصیلاً
 کیونکہ ایمان کوئی نکتہ نہیں ہاں نہ مذکور کی اور اگر کفایتہ ظن یا یقین نہیں کہ مضی یقین ہو بلکہ
 کفایتہ اس کی بطور نفس معنی ظنیہ فی الصہ ہی کہ چھ مہینہ میں چنانچہ خود اعتراف زاعین ہے کہ منکر اول کا
 کافر نہیں اور ظاہر یہ ہی مراد و نکی ہی پس اس صورت میں تو ہی حکم سرایت کرتا ہی طرف جمیع انبیاء
 علیہم السلام کے حتیٰ کہ طرف حضرت خاتم النبیین خاتم حقیقی کی ہی صلح منظر تصویر میں ہر ایک فرد
 انبیاء علیہم السلام نفس نبوت میں یعنی منکر نبوت جمیع انبیاء علیہم السلام کا کافر ہو کہ وہ نبوت نبوت
 جمیع انبیاء بطور ظن خالص قرار دی گئی اور عزل نظر کر چکی ہی عبارت دافع الوسوس اس میں در
 اثر مذکور ہی اور یہ دلیل مذکور کی یعنی اس دلیل پر کہ حکو ایمان اجمالی جمیع انبیاء
 کی ساتھ ضروری تفصیل انبیاء میں یقین ضروری نہیں اس باب میں ظن کافی ہی فقط

شل یا نبی آدم قد از لنا علیکم لباس یواری سوز آنگم و ریشا اور یا ایہا الناس اتقوا ربکم الی
 غیر ذلک بخلات جنات کی کہ او کو تہ بتبعیۃ نبی آدم ندر میں شریک کیا مانند اس ہی آیتہ
 بشر فیہ ہمیشہ لجن والانس ان یتطعمون تغذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا کے
 اور مانند فیہ لار یکا نگذبان اور کہیں ندر زمین ہوئی کہ یا نبی الجان جیسا کہ عورتوں کو
 اکثر جابج کیا ہی مردوں کے بہت احکام میں معنی و مراد نہ لفظاً و عبارتہ الاما اشار
 الہدایتہ تھو لے یا ایہا الناس عبدوا ربکم یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکروا نبی یا ایہا
 الناس اتقوا ربکم ان انزل الساجۃ شی عظیم اور نیز صراحتہ مانند یا ایہا الناس اتقوا ربکم
 الناس ان یثقیثوا فلا یخضعوا بالقول الایۃ حالانکہ بعض جاہلین مانند اس قول حق تعالیٰ کے نذر
 ہی نبی آدم کی عورتوں کو کہو کہ سب ازواج مطہرات انسان تہیں کوئی ہی جن نہ تہیں
 اور سورہ احقاف میں مذکور ہی ہوا و صرفنا الیک نفر من الجن ستمیون القرآن فلما
 حضروہ قالوا اتقوا فلما قضی واولی قوہم منذرین تا ایۃ ومن لم یحیی داعی الالہین بمعجز
 فی الارض الایۃ اس سے صاف و صریح ہویدا ہی رسول بنو نا جن کا اور نیز علی ہذا القیاس
 حاضر ہونا جنات کا خدمت میں جہزت رسالت بناہ صلعم کے تہ مغلہ میں متصل محاسب کی متصل
 مسئلہ کی جو غلط العاقبہ شہور ہی جنبۃ المعلى مقبرہ اہل کہ کا جو روایت ہی عبد السمہ بن مسعود ہی
 سی کہ آنحضرت سلمیٰ انک دایرہ خطی زمین پر پہنچ کر فرمایا کہ میں مسعود اسکی بائیں ہونا وہ کہہ
 ہیں کہ بڑی بڑی جوان طویل القامت اسکی بائیں کو گزرتے تہی او کو کہہ سیتے ہونچے
 تھا جابجہ ترمذی شریف میں روایت ہی کا تہم الزوڈ ایک جیل ہے ایک قوم خربش میں سے
 یعنی ایک گروہ ہی او کو زوڈ کہتی ہیں اور ایک روایت میں اول ہی عبد السمہ بن مسعود ہی
 کہ میں دور سی او کی آواز سننا تھا خوب سمجھ میں نہیں آتی تہی اور بعض روایت ہی جو ہونا
 حضرت عبد السمہ بن مسعود کا مفہوم ہوتا ہی تو وہ محمول ہے اور پھر وقوع لیلۃ الجن
 کے شاید اس میں ان مشہور نہ ہوں اور حاضر ہونا جنات نصیبین کا موضع لطن نخلہ

مثل یاسی آدم قد از لنا علیکم لباس یواری سوز آنکم دریشا اور یا ایہا الناس اتقوا ربکم الی
 غیر ذلک بخلاف جنات کی کہ او کو بچھیتہ نبی آدم نہ دے میں شر یک کیا مانند اس ہی آیتہ
 بشر فیہ یشترک الجن والانس ان یتطعمون یتغذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا کے
 اور مانند فیتہ لا یرکبھا تکذبان اور کہیں نہ دے نہیں ہوئی کہ یا نبی الجات جیسا کہ عورتوں کو
 اکثر جابایع کیا ہی مردوں کے بہت احکام میں معنی و مراد نہ لفظاً و عبارتاً الا انشاء
 اللہ مانند قبول تم یا ایہا الناس عباد و ربکم یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکروا نبی یا ایہا
 الناس اتقوا ربکم ان نزول الساجد نبی عظیم اور نیز صراحتاً مانند یا ایہا الناس استسبحوا کا حدیث
 الناس ان یقیضین فلا یخضعوا بالقبول الایہ حالانکہ بعض جابیں مانند اس قول حق تعالیٰ کے نہ ازا
 ہی نبی آدم کی عورتوں کو کوئی نہ شب ازواج مطہرات انسان تہیں کوئی بھی جن نہ تہیں
 اور سورہ احقاف میں مذکور ہی واذ صرنا الیک نفراً من الجن یتیمون القرآن فلما
 حضروہ قالوا انفصوا فلما قضی ذوالی قوم ہم منذرین تائید و من لم یحب دایم الدالین بمعجز
 فی الارض الایہ اس سے صاف و صیح ہویدا ہی رسول ہونا جن کا اور نیز علی بن القیاس
 حاضر ہونا جنات کا خدمت میں حضرت رسالت بناہ صامع کے کہ مخطہ میں متصل محاسب کی تفصیل
 معملہ کی جو خطا کا مضمون ہے حنبہ المعالی حنبہ اہل کہ کا جو زوایت ہی عبد العزیز مسعودی
 سی کہ حضرت سلیمانی ایک دایرہ خطی زمین پر کھینچ کر فرمایا کہ اس میں مسعودی اسکی یا نہر ہونا وہ کہہ
 ہیں کہ بڑی بڑی جوان طویل القامت اسکی باتس کو گزرتے تھے او کو کچھ سیٹ پہنچتا
 تھا جنانچہ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ انہم الذلک ایک جیل ہے ایک قوم خشن ہے
 یعنی ایک گروہ سی او کو زبط کہتی ہیں اور ایک روایت میں اول ہی عبد العزیز مسعودی
 کہ میں دور سی او کی آواز نہ سنا تھا خوب سمجھ میں نہیں آتی تھی اور بعض روایت سی جو ہونا
 حضرت عبد العزیز مسعودی کا مفہوم ہوتا ہی تو وہ حمل ہے اور نقد و قبح لیسۃ الجن
 کے شاید و سمین اس میں مسعودی ظہور اور حاضر ہونا جنات نصیبین کا موضع لطن نخلہ

کہ جن کے رسول نبوتی پر جمہور سبقت و خلف قائم ہیں مگر رسول رسل میں ہاں نہ تحقیق امام
 قسطلانی وغیرہ کی جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے معلوم ہوا کہ اگلی جنات ہی تابع شریعت رسل
 بنی آدم ہی ہوتی اور عکس سلک کہیں قرآن حدیث سے ثابت نہیں ہوتا تو قبل رسل
 میں الجن رسل الرسل الہم فقولہ و لولای فی محمد شدید بن بیضاوی ۱۲۰۱ فی حاشیہ قولہ رسل الرسل
 الحمد للہ یا لکھم رسل منکم رسل من الجن یا سلمہم الرسل من البشر الہم لینذرہم و یدعوہم الی
 الامان فقہاتی الجن رسل لکن لا من البشر من الانبیاء انہیں معلوم ہوا کہ رسل لغوی مراد جن
 یعنی نادنی کہ بنی پس بوجہ اس ہی تحقیق مراد انہیں جن جناس مع ہا اور اگر بہ شہیہ کیا جاوے
 کہ کل ہے بوجہ اس کہ یہ کی منہم من قصصنا علیک و منہم من لم نقص علیک کوئی بنی جنات
 میں زمرہ غیر مقصود علیک ہوا تو یہ شرط دفع ہی کے آخر کوئی تو مقصود علیک میں سے
 ہی ہونا نہ رسل بنی آدم کی یا کول کول اشارہ ہوتا بالاجمال پس شہیہ بالکل و حکم ہی کے مذکور
 جامعیر علما اسکی برخلاف ہی اور شرف بنی آدم اخبار و آثار میں اور آیات میں اور جنات
 کی جو کچھ مذکور ہی وہ مذکور ہی سے انرا کچھ یہ کہ سکندر انکا البض الحجبہ یعنی پیشکاہ اور فرائض
 کہ وارد احادیث ہی اور وجہ اسکی یہی کہ میں کہتا ہوں جنات خاصہ خداوندی سے
 حجت میراث میں ہم ہی آدم کو ہا بعد ہماری آدم علیہ السلام ہی ہونے ہی۔ یا آدم کل
 انتا و زوجک الجنہ و کلما منہا رعدا حیث غلظا اور و ملک الجنۃ النبی اور تم ہو یا کاکھم فکلون
 ملک الجنۃ اللتی نورث من غلبنا من کان تقیاً۔ ہر گاہ کہ اس آیت میں لفظ عبادنا خام ہے
 شامل ہو سکتا ہی جنات وغیرہ کو ہی مگر نظر مطلب صریح ان دونوں آیتوں کے اور
 اور اسوا انکی آیات دیکری خصوصیت میراث ہم ہی آدم ہی متبعین الحمد و میں جو انہیں سے
 التقیاء میں پس ان دونوں آیتوں سے مفہوم ہوا کہ یہ میراث سکونت اور ارتفاع النجا جنۃ
 ہی مخصوص ہے اولاد تقیاء کی ساتھ حوالہ لیتے ہیں ساتھ تقویٰ اور اعمال صالحہ کی کہ ادنیٰ
 مرتبہ اوس تقویٰ کا فضل ایمان سے والا حم و الم الارشاد ہو گا بخود بالزور یہ استعداد فطری

کہ جن کے رسول نبوی پر جو سلف و خلف قایم ہیں مگر رسول رسل میں مانند تحقیق امام
 قسطلانی وغیرہ کی جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے معلوم ہوا کہ اگر لکھی جات ہی تابع شریعت رسل
 بنی آدم ہی ہوئی اور عکس اسکا کہیں قرآن حدیث سی ثابت نہیں ہوتا تو قبل رسل
 من الجن رسل الرسل اللہم ثلثہ و لوالی قومہم منذرین بیضاوی ۱۲۰ فی حاشیہ قولہ رسل الرسل
 المراد بہ اللہم یا لکلم رسل منکم رسل من الجن اسلہم الرسل من البشر اللہم لینذرہم و یذہبہم الی
 الابیان فقہانی الجن رسل لکن لا من البہل من الانبیاء رسل معلوم ہوا کہ رسل لغوی مراد ہیں
 یعنی نادینی کہ نہی پس بوجہ اس سی تحقیق مراد انرا من عباس علیہ السلام کیا جاوے
 کہ ممکن ہے بوجہ اس کہ یہ کسی منہم من قصصنا علیک و منہم من لم نقص علیک کوئی بنی حیات
 میں زمرہ غیر مقصود علیک ہو اور تو بدین طور دفع سی کہ آخر کوئی تو مقصود علیک ہیں سے
 ہی ہوتا مگر رسل بنی آدم کی یا کوئی گول اشارہ ہوتا بالا جمال پس شہید بالکل و ہم سی کہ یہ
 جماعہ علماء اسکی برخلاف سی اور شرف بنی آدم اخبار و آثار میں اور آیات میں اور حیات
 کی جو کچھ مذکور سی وہ مذکور سی ہے ازراہ حلیہ کہ سکون او کا البض الخبیث یعنی شیطانیہ اور فاضلہ
 کہ وارد احادیث سی اور روایہ اسکی سی کہ میں کہتا ہوں عنایت خاصہ خداوندی سے
 حسب میراث میں ہم سی آدم کو خدا ہی ہماری آدم علیہ السلام سی یونہی - یا آدم سکون
 است و زوجک الخبیثہ و کلما منہا رعدا حیث شلتما اور ملک الخبیثہ الخی اور شہوہا کا کلمہ مخلوق
 ملک الخبیثہ الخی نورث من عبادنا میں کان تقیاً - ہر گاہ کہ اس میں میں لفظ عبادنا عام ہے
 شامل ہو سکتا سی حیات وغیرہ کو ہی مگر نظر مطلب صریح ان دونوں آیتوں کے اور
 اور ماسوا کی آیات دیکری خصوصاً میراث ہم سی آدم سی متعین البحر ادب میں جو انجن کے
 القیام میں پس ان دونوں آیتوں سی مفہوم ہوا کہ یہ میراث سکونت اور ارتفاع الخبیثہ
 سی مخصوص ہے اولاد القیام کی ساتھ جو شایستہ میں ساتھ تقویٰ اور اعمال صالحہ کی کہ اولی
 مرتبہ اوس تقویٰ کا لفظ انجاء سے والا خروج الارث ہو گا نفوذ بالبر اور یہ استعداد فطری

سیدمان کو عطا فرمائی یہ سوجانا چاہی اچاری حضرت رسول اللہ خاتم النبیین صلعم کی تہجد
 ذاتی فطری بلا واسطہ تعلیم متعارف اکتسابی بطور علم لدنی و ہی کے تہی باوجود اسی سبب
 کی علم اور نبین و آخرین کا بروہہ اتم حقیقی شانہ علام الغیوب کی سبب سی زیادہ عطا فرمایا
 چنانچہ کتب احمی اگرچہ نسبت غیر او کی کے تحت ناموزون ہے اور نمبر لہ سچو کیا بلکہ کمال
 سچو ہی مگر او کی نسبت فخر سی عنایت فرمایا۔ قولہ البی الامی الاتیہ بقول شیخ سعدی
 علیہ الرحمۃ ۵ یعنی کہ مکر وہ قرآن درست ہے کتب خانہ جہد ملت نسبت ۱۰ اور محمد اکلام
 آہو اور کلام شہر ملک غیر کسوت الفاظی اور کلامی کے مطالب اور مقاصد او کی فہم کر کے
 حاجت روائی او کی اور تسلیمیت قلب خاطر خواہ کر دی چنانکہ معجزات میں موجود ہے
 زیادہ کہان تک کہوں حقیقہ رکھوں گا وہ تہوڑا ہی ہے **فقط سبب** ۱۰
 مشتمل تحقیق معنی خامیہ نبوت مختصرات یہی کہ کوئی نبی خاتم حقیقی کا محض ہو باعتبار زمانہ
 حیات کی اور متعاقب العصر ہو باعتبار زمانہ وفات کی ورنہ زمان خاتمہ روزیعتہ او کی
 سی زمان خاتمہ سی ہے اور کسی کا زمان ہی نہیں کیونکہ اوسکا کوئی ناسخ نہیں اور وہ عصر
 مذکور اور متعاقب العصر مذکور بالا اعتبار المذکور ہو صاحب شریعت مامورہ منصوبہ غیر مشو
 برابر سی یہ کہ وہ شخص شریعت رکھنے میں مستقل ہو مانند حضرت موسیٰ یا غیر مستقل ہو مانند
 حضرت ہارون کے اور برابر سی کہ وہ شریعت اور نبوت مذکورہ یعنی منصوبہ مستقلہ
 قدیمہ ہو یا جدیدہ ہو کیونکہ در صورت ماموریت و منصوبیت استقلالاً یا تبعاً و لحوقاً قدیم ہو
 یا جدید شریعت فی النبوة والشرعیۃ الخاتمیتہ یا قسمت او کی ہر حال لازم الی سی اور
 یہ شریعت اور قسمت مذکورہ شرعاً غیر گزنا بت نہیں نہ حقیقتہ نہ اضافتہ ختم ہوئی معنی
 خاتمیتہ کی ثابت بالسر لا قوۃ الا بالسر بس بموجب اس تشریف کی حضرت آدم اور حضرت
 نوح علیہما السلام باوجود ہونی متفرد الشریعتہ کی کہ لفظ سر وجود اور نبی کا او کی عصمت
 حسب اتفاق بلا امتناع شرعی نقلی کے ثابت نہیں ہو خاتم نہیں ہو سکتی پس یہ

چنانچہ کتب احمی

سلیمان کو عطا فرمائی۔ عطا سو جاننا چاہی اچاری حضرت رسول اللہ خاتم النبیین صلعم کی تہنات
 ذاتی فطری بلا واسطہ تعلیم متعارف اکتسابی بطور علم لدنی و ہی کے تہی باوجود اسی ہونے
 کی علم اولین و آخرین کا بروہہ اتم حقیقی شانہ علام الغیوب کی سب سے زیادہ عطا فرماتا
 چنانچہ لقب احمی اگرچہ نسبت غیر اونکی کے سخت ناموزون ہے اور نہ ہر لہجہ کی بلکہ کمال
 ہجو ہی مگر اونکی نسبت فخری غنایت فرمایا۔ قولہ لہم البنی الامی الاتیہ بقول شیخ سعدی
 غیر الہیۃ ۵ یعنی کہ ناکردہ قرآن درست ہا کتب خانہ جہد ملت لبست ۱۰ اور مہذا کلام
 آہو اور کلام بشر بلکہ غیر سکوت الفاظی اور نگارانی کے مطالب اور مقاصد اونکی فہم کر کے
 حاجت روائی اونکی اور تسلیمیت قلب خاطر خواہ کردی چنانکہ معجزات میں موجود ہے
 زیادہ کہان تک کہوں حصہ رکھوں گا وہ تہوڑا ہی ہے ۱۱ فسطاط السبب ۱۲
 مشاعر تحقیق معنی خامتہ نبوت مختصات یہی کہ کوئی بنی خاتم حقیقی کا محضر ہو یا اعتبار زمانہ
 حیات کی اور متعاقب العصر ہو یا اعتبار زمانہ وفات کی ورنہ زمان خاتم روزعتہ اوسکی
 سی زمان خاتم ہی ہے اور کسی کا زمان ہی نہیں کیونکہ اوسکا کوئی ناسخ نہیں اور وہ محضر
 مذکور اور متعاقب العصر مذکور بالا اعتبار المذکور ہو صاحب شریعت مامورہ منصوبہ غیر منجست
 برابر ہی یکہ وہ شخص شریعت لکھن میں مستقل ہو مانند حضرت موسیٰ یا غیر مستقل ہو مانند
 حضرت ہارون کے اور برابر ہی کہ وہ شریعت اور نبوت مذکورہ یعنی منصوبہ مستقلہ
 قدیمہ ہو یا جدیدہ ہو کیونکہ در صورت ماموریت و منصوبیت استقلالاً یا تبعاً و لحوقاً قدیم ہو
 یا جدید شریعت فی النبوة و الشریعت الخاتمیت یا قسمت اوسکی ہر حال لازم آتی ہی اور
 یہ شریعت اور قسمت مذکورہ شرعاً ہرگز ثابت نہیں نہ حقیقتہ نہ اضافتہ ختم ہو ہی معنی
 خاتمیت کی ثابت رہا لافوۃ الالباس میں بموجب اس تعریف کی حضرت آدم اور حضرت
 نوح علیہما السلام باوجود ہونی منفرد الشریعت کی کہ لفظ ہر وجود اور بنی کا اونکی عصمت
 حسب اتفاق بلا امتناع شرعی نقلی کے ثابت نہیں ہو یا خاتم نہیں ہو سکتی پس یہ

چنانچہ
 فسطاط السبب

کہ اور خواہم سہ اور قطع نظر اس کے کہ رتبہ عالمی درباب رسالت و نبوت فیما بین
 حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کس کو حاصل ہے اگرچہ واسطی لقب آدم
 ثانی یعنی اول اضافی ہوئی حضرت نوح علیہما السلام پہ تو جہتہ شہوتین العلماء ہی بدلیکر
 بالاتفاق کہ اجماع حجتہ مسلمہ الکمل ہے بعد طوفان کا خاص مخلوق عرقاب ہوئی اور پھر پہلا
 ہوا تو اوہوں ہی سی ہوا لہذا لقب آدم ثانی ہوا چنانکہ صاحب خلاصہ التفاسیر حنبلی
 مولانا محمد کریم فاروقی تہا لونی تھا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ قدس سرہ فی بحوالہ تفسیر
 بحر متواج وغیرہ لکھا ہی اتمہ ابو البشر بعد آدم علیہ السلام فان جميع الناس بعد الطوفان من
 اولادہ علیہ السلام قطع نظر اختلاف سی دربارہ توجہ اور معنی حدیث شریف اس
 مذکور کی کہ ارجح قول یہی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اول المسلمین ہیں یعنی اول رسل
 الوالغرم میں ہی ہیں یعنی البصوت مشہور مذکور کچھ خدشہ نہیں پیدا ہوتا معنی مذکور میں یعنی
 اضافتہ مذکورہ میں بخلاف صوت غیر مشہور کی اور وہ خدشہ یہ ہی کہ اولیتہ اضافی
 اس صورت میں واسطی حضرت نوح کی نہیں ثابت ہو سکتی الا بصوت اولوالغرمی حضرت آدم
 علیہ السلام کی سوا سبب یعنی اولوالغرمی حضرت آدم علیہ السلام ہیں بالضرور کلام ہے
 پس بلا غبار یہ ہی معنی رہی کہ اولیتہ پہلا و مخلوق حضرت نوح علیہ السلام ہی ہوئی نسبت
 اور انبیاء علیہم السلام کی ساتھ وصف نبوت اوہ کی کہ اور اور انبیاء کی کیونکہ یہ جو ہر
 ذاتی ہے ذوات انبیاء علیہم السلام کا متفق نہیں ہی شامل ہی ہر فرد نبی کو بخلاف
 رسالت اور اولوالغرمی کے کہ اصل تقاضا فرد ہی اور یہ وصف نفس نبوت و رسالت
 پہلا و مخلوق کے بعد طوفان کیا اور قبل طوفان کیا بالضرور معنی آدمیہ آدم اول
 اور آدم ثانی میں کہ اصل منشأ و بکثرت نشوونما ظاہری اور باطنی تھا بخلاف انصاف
 خواہم سہ فاتحہ اور اس توجہ پہلا و مذکور اس لقب میں ایسا دخل ہے بقدر حال شری
 اگر صرف آدمیہ آدم اول اور آدم ثانی ہی بغیر وصف نبوت بلکہ وصف

کہ اور خواہم سہ اور قطع نظر اس کے کہ رتبہ عالی درباب رسالت و نبوت فیما بین
 حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کسکو حاصل ہے اگرچہ واسطی لقب آدم
 ثانی یعنی اول اضافی ہوئی حضرت نوح علیہما السلام پہ تو جہتہ ہو ہیں العلماء ہی بلا تکرار
 بالاتفاق کہ اجماع جہتہ مسلمہ الکل ہے بعد طوفان ہر تمام مخلوق غرقاب ہوئی اور ہر جو پہلا و
 ہوا تو وہ ہون ہی سی ہوا لہذا لقب آدم ثانی ہوا چنانکہ صاحب خلاصہ التفاسیر حنبلی
 مولانا محمد زکریا فاروقی تہا لومی تھا کہ حضرت شاد و دل السنہ حداثہ قدس سرہ فی بحوالہ تفسیر
 بحر متوجع و غیرہ لکھا ہی اے ابوالبشر لہذا آدم علیہ السلام فان جمیع الناس بعد الطوفان من
 اولادہ علیہ السلام قطع نظر اختلاف سی دربارہ توجہ اور بعضی حدیث شریفہ میں
 مذکور کی کہ ارجح قول یہی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اول المسلمین ہیں یعنی اول رسل
 الودعہ میں ہی ہیں اپنی بصورت مشہور مذکور کچھ خدشہ نہیں پیدا ہو تا معنی مذکور میں یعنی
 اضافتہ مذکورہ میں بخلاف صورت غیر مشہور کی اور وہ خدشہ یہی کہ اولیتہ اضافی
 اس صورت میں واسطی حضرت نوح کی نہیں ثابت ہو سکتی الا بصورت اولو العزمی حضرت آدم
 علیہ السلام کی سوا میں یعنی اولو العزمی حضرت آدم علیہ السلام میں بالضرور کلام ہے
 میں بلا خباہت یہی معنی رہی کہ اولیتہ پہلا و مخلوق حضرت نوح علیہ السلام سی ہوئی نسبت
 اور انبیاء علیہم السلام کی ساتھ و صف نبوت او کی کہے اور اور انبیاء کی کیونکہ کہیم جو ہر
 ذاتی سے ذوات انبیاء علیہم السلام کا متفق نہیں ہی شامل ہی ہر فردی کو بخلاف
 رسالت اور اولو العزمی کے کہ اس میں تفاوت افراد ہی اور یہہ و صف نقس نبوت و ربا
 پہلا و مخلوق کے بعد طوفان کیا اور قبل طوفان کیا بالضرور معتبر سی آدمیتہ آدم اول
 اور آدم ثانی میں کہ اصل منشأ زکیت نشو و نما سہی اور باطنی تھا بخلاف اخصا
 خواہم سہ فاجہم اور اس توجہ پہلا و مذکور اس لقب میں لیا و دخل ہے بفرض مجال تشریح
 اگر صرف آدمیتہ آدم اول اور آدم ثانی سی بغیر و صف نبوت بلوچہ جا کہ و صف

رسالت ان مرسلوں ثلثہ کا مقرون تجدیدی ہوئی اور حجتہ اور برہان اوس مجرہ
 کے ساتھ ہوئی جو خاص مجرہ حضرت عیسوی تھا ابراہیم اور ابرص جنانکہ علم تفسیر کے
 بروایات مشاہیر و معتبر با اتفاق مفسرین ثابت ہے پس معلوم ہوا کہ رسالت انہوں پر
 تھی بلکہ اصطلاح شرعی تھی مگر بصورت ہونی اور انکی بنی برسر تحقیق یہ ہے کہ یہ افریکو نصرت الی
 میں ساتھ لفظ مرسلوں کے کیوں تعبیر فرمایا یا بدین طور برطرف ہی بوجہ اجازت حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کی دربارہ دعوت یا حجتہ اور برہان کے نیابتہ ضلع دیگرین ایک قسم
 استقلال رسالت کی بروہی صورت معلوم ہوتی تھی نہ بروہی حقیقت اطلاق لفظ مرسلوں
 مناسب ہوا حجاز انبوت سی نہ صرف ہادی غیر نبی سی فتہیر اور مجتہد بدلیل اتحاد نوعی
 اور نظم اسلوب مقتضی اس امر کو ہی کہ طبقات سافلتہ میں اپنی ہمراہ وہاں کے عیسیٰ کے
 ایسی ہی اشخاص ثلثہ ہوں تو کچھ بعید نہیں الحاصل خلاف مقروض عدد بانداز شدہ
 دیگر اعتراضات مذکورہ لازم آیا واللہ اعلم علیہ السلام اور علاوہ یہ جبر کا ہی کہ باوصف
 صدق توفیق خاتمیتہ بالاضافہ کی اور جیسا سیستہ طبقات سافلتہ کی لقب خاتم اضافی
 کا ندیا جاوی مانند حضرت عیسیٰ کے اور اگر دیا جاوی تو وہ خاتم سیستہ خاتم اضافی نہیں
 رہتی بلکہ حقیقی ہوئی جاتی ہیں نسبت اوس طبقہ کی بدلیل فقرہ اثر مذکور فیہ کچھ کم اور عیسیٰ
 کجیسا کم کی اسلی کہ طبقات سیستہ کی مجھ مانند جو طبقہ علیا کی صلح ہونی چاہئین اور ایسی
 ہی جیسا سی ہی ہونی چاہئین یعنی خاتم حقیقی مانند خاتم حقیقی کے اور اضافی مانند اضافی
 کی ورنہ سلسلہ اضافہ و اضافہ جاری ہونا چاہی اور وہ خلاف قرار دوسرے
 اور زبون امر ہی اور مجتہد اور صورت دینی لقب مذکور کی الزامات عدیدہ جو قسط اس
 جمل و حکم میں بخوبی مفصل مذکور ہیں دیکھنا چاہی اور یہ اختیاط پیدا ہوتا ہے کہ جیسا طبقات
 سافلتہ خاتم اضافی میں ہو سکتی مانند حضرت عیسیٰ طبقہ ارض علیا کی جو اقتضا ہے
 فقرہ عیسیٰ کجیسا کم کا اسلی کہ خاتم اضافی کا درجہ بلا فضل ہونا چاہی ساتھ درجہ خاتم

رسالت ان مرسلوں ثلثہ کا مقرون تجدیدی ہوئی اور حجتہ اور برہان اوس مجوزہ
 کے ساتھ ہوئی جو خاص مجوزہ حضرت عیسیٰ تھا ابراہار کہ اور ابرص جنانکہ علم فہم سے
 بروایات مشاہیر و معتبر با اتفاق مفسرین ثابت ہے پس معلوم ہوا کہ رسالت لغوی ہونے پر
 اتنی بلکہ اصطلاح شرعی اتنی مگر بصورت ہونی اور کی بنی بر سر تحقیق پیشہ بہ کہ یہ اور کو نص قرآن
 میں ساتھ لفظ مرسلوں کے کیوں تعبیر فرمایا بدینطور بر طرف ہی بوجہ اجازت حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کی و بارہ دعوت یا حجتہ اور برہان کے نیابتہ ضلع دیگرین ایک قسم
 استقلال رسالت کی برومی صورت معلوم ہوتی تھی نہ برومی حقیقت اطلاق لفظ مرسلوں
 مناسب ہوا مجاز انبوت سی نہ صرف ہادی غیر نبی سی فتدیر اور معجزہ بدلیل اتحاد لغوی
 اور نظم اسلوب مقتضی اس امر کو ہی کہ طبقات سافلہ تہ میں بنی ہمراہ وہاں کے عیسیٰ کے
 ایسی ہی اشخاص ثلثہ ہوں تو کچھ بعید نہیں الحاصل خلاف مقروض عدد زائد از ثلثہ مع
 دیگر اعتراضات مذکورہ لازم آیا واسلہ اہل علم و حکم اور علاوہ یہ جرہ کسی کہ باوصف
 صدق تعریف خاتمیتہ بلاضافتہ کی اور عیاسی کہ طبقات سافلہ تہ کی لقب خاتم اضافی
 کا نڈیا جادی مانند حضرت عیسیٰ کے اور اگر دیا جاوے تو وہ خاتم تہ خاتم اضافی نہیں
 رہتی بلکہ حقیقی ہوئی جاتی ہیں نسبت اوس طبقہ کی بدلیل فقرہ اثر مذکور فیہ کچھ کم عیسیٰ
 عیسیا کم کی اسلی کی طبقات تہ کی معجزہ مانند حجتہ علیا کی صلح ہوں جابین اور ایسی
 ہی عیاسی ہی ہوں جابین یعنی خاتم حقیقی مانند خاتم حقیقی کے اور اضافی مانند اضافی
 کی ورنہ سلسلہ اضافتہ در اضافتہ جاری ہونا چاہی اور وہ خلاف قرار داہے
 اور زبون امر ہی اور معجزہ اور صورت دینی لقب مذکور کی الزامات عدیدہ جو قسط اس
 چہل و کلیم میں بخوبی مفصل مذکور ہیں دیکھنا چاہی اور یہہ اختباط پیدا ہوتا ہی کہ عیاسی طبقات
 سافلہ تہ خاتم اضافی نہیں ہو سکتی مانند حضرت عیسیٰ طبقہ ارض علیا کی جو اقتضا ہی
 فقرہ عیسیٰ عیسیا کم کا اسلی کہ خاتم اضافی کا درجہ بل فضل ہونا چاہی ساتھ درجہ کم

اس واسطیٰ کہ منشأ رانہ فیہ جو شرکت فی النبوۃ ہی وہ بیان لطافت لازم نہیں آتی مگر
 بشرطی بطور بعض دلائل مذکورہ بعض قسطاس میں بہر قطع نظر وہی استحالہ شرعہ مذکور دیگر
 قسطاس میں قبیل الزام بالاندرم قبل ورود شرع و عیدہ تو
 قسطاس نسبت و ششم مگر میں کہتا ہوں بشرط حقیقی بہ قول عبارت دافع الوسائل
 وغیرہ کا کہ یہ خاتمہ سہ اپنی اپنی طبقہ کی خاتمہ میں اور مراد اولیٰ اضافی لیتی ہیں اور
 بہر خاتمہ طبقہ ارض علیٰ کو حقیقی کہتی ہیں مخدوش ہی بلکہ بی وجود غلط محض ہے اسلیٰ کہ اس
 اس قول مذکور کا یہ نہیں ہی کہ وہ خاتمہ سہ خاتمہ اضافی میں بلکہ یہ مال ہی کہ وہ
 خاتمہ سہ خاتمہ حقیقی میں اسلیٰ کہ سرگاہ ہر یک سلسلہ ہر یک طبقہ کا بجائے خود فی حد
 ذاتہ اپنی طیارے میں مستقل ہوا تو خاتمہ ہی وہاں کا مستقل ہوگا اور حقیقی کیونکہ نسبت
 مذکورہ بوجہ مذکورہ دوسری طبقہ تک ہرگز نجاؤ زنگری گی کہ ظاہری اور خلاف مفروض
 باطل ہے اور داعی اسکا عاقل ہے بلکہ خاتمہ اضافی ہر طبقہ کا وہ ہوگا جو کہ وہاں کے
 طبقہ کی خاتمہ حقیقی سے متقدم ہوگا مانند حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتمہ اضافی طبقہ ارض علیا
 کی پس اس صورت میں بہر صورت تعدد خاتمہ حقیقی لازم آیا اور یہ تعدد حقیقی مذکور باطل
 ہی مان اگر بعضی مذکور تعدد اضافی لازم آتا تو مسلم ہوگا مگر بہر خاتمہ حقیقی ہی جو حقیقت
 خاتمہ حقیقی مسلم الکمل ہے وہ یہی بالمعنی الذکور خاتمہ اضافی ہی موی جاتی ہیں بال کار
 بشرط عاقل یہ جملہ خاتمہ یعنی سہ معہ خاتمہ حقیقی جو حقیقی ہے
 تسلیم ہی کیا جاتا تاخیر چندان حرج نہوتا بشرطیکہ عموم اعبتہ واسطیٰ خاتمہ حقیقی نہایت رستی
 اور یہ نہ نہیں سکتا کہ در حقیقہ عموم اعبتہ واسطیٰ خاتمہ حقیقی نہایت ہو اور عموم خاتمہ حقیقی
 بلا شرکت واسطیٰ خاتمہ حقیقی کے نہایت نہوتا سرگاہ شرکت فی النبوۃ جو مرتبہ عام تھا
 واسطیٰ خاتمہ حقیقی کے یعنی نبوت اسکی اور میں شرکت تجویز نہوی تو مرتبہ خاص جو خاتمہ
 ہی کیونکہ اگر میں شرکت تجویز نہوی اور اگر واسطیٰ تجویز خاتمہ سہ کے خواہ مخواہ درجہ

وہاں میں

اس واسطی کہ منشأ را العینۃ جو شرکت فی النبوة ہی وہ بیان بطائر لازم نہیں آتی مگر
 بنظر خفی بطور بعض دلائل مذکورہ بعض قسطاس میں بہر قطع نظر وہ سی اشخاص نہ صرف مذکور و دیگر
 قسطاس میں قبیل الزام بالائیزم قبل ورود شرع و بعد و تو
 قسطاس میں شکستہم مگر میں کہتا ہوں بنظر عمیق یہ قول عبارت دافع الوساہل
 وغیرہ کا کہ یہ خاتمہ سہ اپنی اپنی طبقہ کی خاتمہ میں اور مراد اوستی اضافی لیتی ہیں اور
 پہر خاتمہ طبقہ ارض علیا کو حقیقی کہتی ہیں مجذوش ہی بلکہ بی وجود غلط محض ہے اسلیٰ کہ اس
 اس قول مذکور کا یہ نہیں ہی کہ وہ خاتمہ سہ خاتمہ اضافی ہیں بلکہ یہ ہاں ہی کہ وہ
 خاتمہ سہ خاتمہ حقیقی ہیں اسلیٰ کہ ہر گاہ ہر ایک سلسلہ ہر ایک طبقہ کا بجائی خود فی حد
 ذاتہ اپنی طیاری میں مستقل نظر الخاتمہ ہی وہاں کا مستقل ہوگا اور حقیقی کیونکہ نسبت
 مذکورہ وجہ مذکورہ دوسری طبقہ تک ہرگز نجا و زنگری گی کہ ظاہری اور خلاف مضموض
 باطل ہے اور مدعی اسکا عاقل ہے بلکہ خاتمہ اضافی ہر طبقہ کا وہ ہوگا جو کہ وہاں کے
 طبقہ کی خاتمہ حقیقی سے مقدم ہوگا مانند حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتمہ اضافی طبقہ ارض علیا
 کی پس اس صورت میں بہر صورت تعدد خاتمہ حقیقی لازم آیا اور یہ تعدد حقیقی مذکور باطل
 ہی ہاں اگر معنی مذکور تعدد اضافی لازم آتا تو مسلم ہوگا مگر پہر خاتمہ حقیقی ہی جو حقیقت
 خاتمہ حقیقی مسلم الحاصل ہے وہ یہی بالبعیٰ لہذا کو خاتمہ اضافی ہی ہوی جاتی ہوتی ہاں کار
 بنظر غایر چلے خاتمہ یعنی سہ معہ خاتمہ حقیقی حقیقی ہے
 تسلیم ہی کیا جاتا تخریج ان حرج ہوتا بشرطیکہ عموم اجنبہ واسطی خاتمہ حقیقی ثابتہ رستی
 اور یہ ثابت نہیں سکتا کہ حقیقہ عموم اجنبہ واسطی خاتمہ حقیقی ثابت ہو اور عموم خاصیت حقیقہ
 بلا شرکت واسطی خاتمہ حقیقی کے ثابت ہو اور ہر گاہ شرکت فی النبوة جو مرتبہ عام نہا
 واسطی خاتمہ حقیقی کے یعنی نبوت اسکی اوسمیں شرکت تجویز نہوی تو مرتبہ خاصہ خاتمہ
 ہی کیونکہ اوسمیں شرکت تجویز کیا وی اور اگر واسطی تجویز خاتمہ سہ کے خواہ مخواہ درجہ

وسطا سہ سہ

اگر چه تحت قدرت اسد سبشی مذکور داخل میں اس میں کلام نہیں کلام سی فعلیت میں نہ
 امکان میں سوا اسکی تحقیق کا محقق بخوبی قسطا مستقل نہیں عبارت فارسی درج کی گئی
 اور فتویٰ اسکا بھی عبارت فارسی تبصیر بق موایر علمائے ہند دگر فتویٰ آخر رسالہ ہذا
 میں کہ جس سی ازالہ او دام کلام بعض فضلاء کا تحقیق معنی لفظ ارفع کلام السد وارد
 حدیث شریف ہو گیا ہے درج ہی موطا قسطا اس میں ہم جاننا چاہیے در صورت تعدد
 او دام جو کہ اثر مذکور سی مستفاد ہی یہ امر قابل تفتیش ہے کہ قطع نظر اس سے کہ اثر مذکور
 بوجہ ظنیہ اپنی کے خود قابل استدلال نہیں آیا او دام طبقات تحتانیہ منجملہ اولاد حضرت
 آدم طبقہ ارض علیا میں جو ابوالشتر بموجب لغوص قرآنی اور اخبار نبوی صلعم ہے
 قولہ لعم ہوالای خلقکم من نفس واحدہ وجعل منہا زوجا ونبث منہا رجالا کثیرا و نساوا
 یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم سوبا و قابل تعارفوا۔ یا اور کسی
 آدم کی اولاد سی میں باجی خود مستقل میں اپنی آدمیتہ میں علی ہذا القیاس تعدد
 حواات پس اگر اور کسی آدم کی اولاد سی میں تو اسکا نشان مثل ان حضرت
 آدم علیہ السلام بموجب قطعہ و رکاز ہی سے نشان زوجات یعنی حواات ستہ اور
 استقلال اونکی اپنی آدمیت میں ہمراہ اپنی اولاد و ازواج کی آدمیتہ کی نشان مذکور
 و رکاز ہی پس صورت حال اسطرح تباہین ذالی ثابت ہی الامتلیثہ ثابت ہوگے
 بطور افراد تحت حقیقہ واحدہ کی صریح مایہ الامتیاز شخصی و فردی کافی ہوگی کہ جسکو
 تیز کی واسطی عوارض ہی کفایت کر سکتی ہیں اور ظاہری کہ والدیتہ اور مولودیتہ کو
 اس میں کچھ دخل نہیں متبادی الاقامہ میں تمام افراد نفس الوعیتہ میں جو حقیقہ واحدہ
 ہی پس بہر دوشق مذکور یا یہ تشبیہ کیا امر ہی جو مصحح سی فقرہ فیہ آدم کا دیکھ کا کہونکہ
 امر بہم ہی رفع اسکا پر ضروری آیا وہ صرف امر علمی ہے یا امر وضعی یا مرکب بہر
 دو اسوا سطلی کہ یہ امر یعنی مشبہہ اور مشبہ بہ دو ذات متغایر معلوم ہوتی ہیں خواہ تغایر

حواات

اگرچہ تحت قدرت اللہ سب شیئی مذکور داخل ہیں اس میں کلام نہیں کلام سی فعلیت میں نہ
 امکان میں ہوا اس کی تحقیق کماحقہ بخوبی قسطا مستقل نہیں لہذا عبارت فارسی درج کی گئی
 اور فتویٰ اسکا بھی عبارت فارسی تصدیق ہوا ہے علمائے سمرقند دیگر فتویٰ آخر رسالہ ہذا
 میں کہ جس سی ازالہ اوہام کلام بعض فضلاء کا تحقیق معنی لفظ ارفاع کلام اللہ وارد
 حدیث شریف ہو گیا ہے درج ہی خط قسطا میں ہے جاننا چاہیے در صورت تعدد
 اوہام جو کہ اثر مذکور سی مستفاد ہے یہ امر قابل نفی نہیں ہر قطع نظر اس سے کہ اثر مذکور
 بوجہ طبیعت انبی کے خود قابل استدلال نہیں آیا اوہام طبقات تحتانیہ بخلاف اولاد حضرت
 آدم طبقہ ارض علیا میں جو ابوالبشر موجب انصوص قرآنی اور اخبار نبوی معلوم ہے
 قولہ لعم ہوا لانی خلقکم من نفس واحدہ وجعل منہا زوجا ونسب منہا رجالا کثیرا ونساء
 یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم سوبا وقبائل لتعارفوا۔ یا اور کسی
 آدم کی اولاد میں انبی باجائی خود مستقل ہیں انبی آدمیت میں علی ہذا القیاس تعدد
 حوادث پس اگر اور کسی آدم کی اولاد میں تو اسکا نشان مثل ان حضرت
 آدم علیہ السلام بنصوص قطعیہ و رکاربھی سے نشان زوجات یعنی حوادث ستہ اور
 استقلال اونکی انبی آدمیت میں سمرقند انبی اولاد و ازدواج کی آدمیت کی نشان بخور
 و رکاربھی پس صورت حال اسطریقہ تباہین ذالی ثابت ہے الامتلیثہ ثابت ہوگی
 بطور افراد تحت حقیقہ واحدہ کی صرف نامہ الامتیا نہ شخصی و فردی کافی ہوگی کہ جسکو
 تیز کی واسطی عوارض ہی کفایت کر سکتی ہیں اور طائری کہ والدیت اور مولودیت کو
 اس میں کہ دخل نہیں متبادی الا قد آدم میں تمام افراد نفس نوعیت میں جو حقیقہ واحدہ
 ہی پس ہر دو شق مذکور یا بالمشبہ کیا امر ہی جو صریح سی فقرہ فیہ آدم کا دیکھ کا کیونکہ
 امر یہم ہی رفع اسکا پر ضروری آیا وہ صرف امر علمی ہے یا امر وضعی یا امر کسب پر
 و اسواسطی کہ یہ امر یعنی مشبہ اور مشبہ بہ و ذات متغایر معلوم ہوتی میں خواہ تغایر

کلام اللہ

سی استحالہ عقلی لازم آتا ہے اسلی کہ ایک شخص بلا واسطہ سیر صلی خدا خاص کا ہو
 مگر اصلاً باو اسلاف و آباء یہ صورت خارج ہر محل سخن ہے چنانکہ مذاق عقل شادی
 کیونکہ متقابلین میں فتنہ اصل و عکس انکی جانب میں جیت المجموع افراد میں نہ افراد
 فرداً فرداً اور جانب دوسری صرف فرد و احاد حضرت آدم طبقہ ارض علیا میں ہر
 اعتبار خلاف مفروض محقق ہے اعتبار سی فاقہم او قطع نظر اس سی ہی اور خرابی
 لازم آتی ہے در صورت ترتیب سلسلہ مکانی طبقات ارض یعنی تختہ اور فوق
 بصورت بدایتہ جانب تحت سی اور اختتام جانب فوق کی نظر ترتیب سلسلہ مکانی
 نہ معلوم کہ کون سا آدم باعتبار سلسلہ ترتیب زمانی جو حاوی ہے سلسلہ مکانی کو وجہ
 نسبت عموم خصوص مطلق کے کہ مکان کو زمان سی چارہ نہیں نہ عکس اسکا اسبق اور اقدم
 ہی ترجیح بلا مرجح سی جو امر باطل ہے اور باعتبار ترتیب مکانی مذکور یعنی بطور عکس مستوی
 اقدم اور اسبق ہونا چاہی آدم طبقہ ارض سفلی کا اور آخر ہونا چاہی آدم طبقہ
 ارض علیا کا ساتویں نسبت میں بروی بدایش کے نسبت آدم طبقہ ارض علیا
 کی اور بعض محال بصورت عکس غیر مستوی بوجہ مذکور یعنی مذلق عقل مذکور اختلاف و
 التناق لازم آتا ہے جو کہ باعث سی زیادہ تردد و شواہسی کا کہ بالکل اخلاق سی بالاتر
 ابہام سی ہی اور بصورت ثالث یعنی ہر دو صفت آدم متقابلین او آدم طبقات سافلہ
 اور حضرت آدم طبقہ ارض علیا او کسی آدم بالاتر کی اولاد سی قرار دینی جاوے کہ وہ
 ابو البشر ہو یا اسکا طبقہ اعلیٰ طبقات ہو تو عدواراضی اللہ ہونا چاہی یا کسی طبقہ
 منجملہ طبقات سبب کی مجامع ہونا کسی ایک آدم کا او آدم سبب سی ساتھ کسی آدم دوسرے
 کی ضروری حالانکہ سبب امور لوازم معنی اثر بذکور جو خلاف تحقیق سلف صالح
 معنی ہادی غیر نبی ہی خلاف لخصوص قطعہ میں اور نیز خلاف قرار داد مجوزین او آدم
 سبب میں علی ہذا القیاس حال او اسطہ طبقات سافلہ یعنی انواع براسیم و غیا سی فاقہم

سی استحالہ عقلی لازم آتا ہے اس لیے کہ ایک شخص بلا واسطہ سیر صلی خدا تعالیٰ کا ہو
 مگر اصلاً باو اسلاف و اجداد، یہ صورت خارج ہر محل سخن ہے چنانکہ مذاق عقل شادی
 کیونکہ متقابلین میں فتنہ اصل و عکس ایک جانب میں حسرت المجموع افراد میں نہ افراد
 فرداً فرداً اور جانب دوسری صرف فرد و احد حضرت آدم طبقہ ارض علیا میں ہر
 اعتبار خلاف مفروض محقق ہے اعتبار سی فافہم او قطع نظر اس سے ہی اور خرابی
 لازم آتی ہے در صورت ترتیب سلسلہ مکانی طبقات ارض یعنی تحت اور فوق
 بصورت بدایتہ جانب تحت سی اور اختتام جانب فوق کی نظر ترتیب سلسلہ مکانی
 نہ معلوم کہ کون سا آدم باعتبار سلسلہ ترتیب زمانی جو حاوی ہے سلسلہ مکانی کو جو
 نسبت عموم خصوص مطلق کے کہ مکان کو زمان سی چارہ نہیں عکس اسکا اسبق و ارقام
 ہی ترجیح بلا مرجح سی جو امر باطل ہے اور باعتبار ترتیب مکانی مذکور یعنی بطور عکس مستوی
 اقدم اور اسبق ہونا چاہیے آدم طبقہ ارض سفلی کا اور آخر ہونا چاہیے آدم طبقہ
 ارض علیا کا ساتویں نسبت میں بروی پیدائش کے نسبت آدم طبقہ ارض علیا
 کی اور بغرض محال بصورت عکس غیر مستوی لوجہ مذکور یعنی مذکور عقل مذکور اختلاف و
 التفاق لازم آتا ہے جو کہ باعث ہی زیادہ تردد و شواہد سی کا کہ بالکل اخلاق سی بالاتر
 ابہام سی ہی اور بصورت ثالث یعنی ہر دو صنف آدم متقابلین آدم طبقات سافلہ
 اور حضرت آدم طبقہ ارض علیا او کسی آدم بالاتر کی اولاد سی قرار دینی جاوے کہ وہ
 ابوالبشر ہو یا اسکا طبقہ اعلیٰ طبقات ہو تو عدواراضی آتہ ہونا چاہیے یا کسی طبقہ
 منجملہ طبقات سبعہ کی مجامع ہونا کسی ایک آدم کا و آدم سبعہ سی ساتھ کسی آدم دوسرے
 کی ضروری حالانکہ یہ امور لوازم معنی اثر مذکور جو خلاف تحقیق سلف صالح
 یعنی ہادی غیر نبی ہی خلاف لصوص قطعیت میں اور نیز خلاف قرار داد مجوزین و آدم
 سنہ میں علیٰ ہذا القیاس حال واسطہ طبقات سافلہ یعنی انواع براسم و عباسی فافہم

حضرت ابن عباس رضی بجاہی تفسیر اس ترک حسباً کہ تحقیق اسکی اکثر قساطیس میں
 کی گئی ہے مع غل النظر استحالہ شرکت فی النیوۃ اور قسمت فی النیوۃ سے جہانکہ اکثر قساطیس
 میں نہ تو یہی مروی ہے نہ ہی کیا مضامین تہا جو تسلیم کیا جاتا اور حالانکہ خانیہ جو ایک امر جو
 ہی نبوت کو بطور نسبت عموم خصوص مطلق کی مانند قید لفظ کی ساتھ حیات کی نسبت
 انسان کی کہ انسانیت کو چارہ انہی حیات سے جسکی ظہور کی بعد اور سکا ظہور ہی اور اسکی
 وجود کی بعد اسکا وجود ہی ہر گاہ وہ نبوت ہی سبب لزوم شرکت اور قسمت کی ناجائز
 ہی تو حاتمیتہ تو بطریق اولیٰ مل آکد و واجبہ ناجائز ہوئی پس منشا را اضافہ شری محضر
 لی اضافہ رہ گیا ہرگز ہرگز منشاء اضافت نہیں ہو سکتا زمان لغتہ حضرت خاتم النبیین
 صلعم سے لیکر تا قیام قیامت یعنی فنا رکھی تاکہ کیونکہ یہ زمان خاتم النبیین ہی ہے صلعم
 باقی رہا یہ زمان ماضی کی نسبت جو مراد ہی روز لغتہ انحضرت صلعم سے پیشتر جو کچھ حال
 اکثر قساطیس میں مذکور ہوئی قابل ملاحظہ میں موجود ہیں معطو الدراع لم بالصواب و لہ
 الرجوع فی کتاب قسطا س سے و یکم بطور تہ قسطا س سابق تبشیرہ وصفی مذکور و حال سے
 حالی انہی جمع اوصاف میں ہی بال بعض اوصاف میں بصورت بعض اوصاف اسکا
 متعین ہونا چاہی جو رافع الہام ہو اور بصورت جمیع اوصاف بلا تفصیل اوصاف
 جلیلہ و غیر جلیلہ و وصف جامعیتہ ہی چنانچہ بظاہر یہ ہی ظاہر ہی کیونکہ بموجب بعض روایت
 اثر مذکور لفظ فیہ نبی کہنیم لو جہم سیاق کلام وصف نبوت معلوم ہوتا ہی پس بظاہر
 ہی کہ زلہ آدم علیہ الرحمۃ علیہا بابت دانہ گندم اور اغوار ابلیس اضافی اور توبہ اور
 سجود ملائکہ اور بنو طبر زمین اور خلافت زمین اور قومیت علمی اور ملائکہ کی اولت و
 کتبہ اللہ اضافی واسطی ادای مناسب کج ہر ایک طبقہ سافلہ میں بسبب عدم وصول
 مکلفین طبقات کی طبقہ ارض علیا میں خصوص حسب زعم بعض متنبین جو اسم مائتہ حسب
 مرغوب المسلمین بالنسبہ اولیٰ کج ساقط ہی بسبب عدم حصول سبب کج تا ہی بیت

فصل فی علم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس نے اس شے کی تحقیق اسکی اکثر قساطیس میں
کی گئی ہے اس میں نظر استحالہ شرکت فی النیوۃ اور قسمت فی النیوۃ سے جہاں اکثر قساطیس
میں کوئی شے ہو تو ہر ایک کی مضافتہ تھا جو تسلیم کیا جاتا اور حالانکہ خاتمہ جو ایک اکثر
ہی نبوت کو بطور نسبت عموم خصوص مطلق کی مانند قید لفظ کی ساتھ حیات کی نسبت
انسان کی کہ انسانیتہ کو چارہ انہی حیات سے جسکی ظہور کی بعد اسکا ظہور ہی اور اسکی
وجود کی بعد اسکا وجود ہی ہر گاہ وہ نبوت ہی سبب لزوم شرکت اور قسمت کی ناجائز
ہی تو خاتمہ تو بطریق اولیٰ ملے کہ وہ واجب ناجائز ہو ہی پس منشا راضافہ شرعی محض
لی اضافہ رہ گیا ہرگز نہ کہ منشاء اضافہ انہی ہو سکتا زمان لغتہ حضرت خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر تا قیام قیامت یعنی فنا رکھی تاکہ کیونکہ یہ زمان خاتم النبیین ہی ہے صلعم
باقی رہا یہ زمان ماضی کی نسبت جو مراد ہی روز لغتہ انحضرت صلعم سے پیشتر جو کچھ احتمال
اکثر قساطیس میں مذکور ہو ہی قابل ملاحظہ میں موجود میں عطوۃ المدراعلم بالصواب و ہر
الرجوع فی کتاب قسطاس سہو یکم بطور تہۃ قسطاس سابق تشبیہہ وصفی مذکور دو حال سے
حالی ہیں جمیع اوصاف میں ہی بال بعض اوصاف میں بصورت بعض اوصاف اسکا
متحدین ہونا چاہی جو رافع الہام ہو اور بصورت جمیع اوصاف بلا تفصیل اوصاف
جلیلہ و غیر جلیلہ جو وصف جامعیتہ ہی چنانچہ بطاہر یہ ہی ظاہر ہی کیونکہ موجب بعض روایت
اثر مذکور لفظ فیہ نبی کہ یکم لوجہ سیاق کلام وصف نبوت معلوم ہوتا ہی پس یہ ظاہر
ہی کہ زلہ آدم علیہ السلام ارض علیا بابت دانہ گندم اور اغوار ابلین اصنافی اور تویہ اور
سجود ملائکہ اور یحییٰ بر زمین اور خلافت زہرا اور قسبت علی اور ملائکہ کی اولاد
کتبہ الہیہ اصنافی واسطی اداسی مناسب کج ہر ایک طبقہ سافلہ میں سبب عدم وصول
مکلفین طبقات کی طبقہ ارض علیا میں خصوص حسب زعم بعض شتہین جو اہم مانند صبا
مرغوب المسلمین بالنسبہ او کی خج ساقط ہی سبب عدم حصول سبب کج تک جو سبب

وہاں سے

کے لیے نسبت بہت خاتم النبیین صلعم کی معلوم ہو ایک مصداق ان اسرار کے
 پہلی مافوق دین ساتھ وصف نبوت کی اثر مذکور میں ہو یہ امر مسلم ہے مگر یہ وہ
 سی استحالة موجود ہیں یعنی شرکت فی النبوت یا قسمت فی النبوت ابتدائی مذکور
 یا اختیار ترتیب سلسلہ زمانی جو امر حاجی شرعی و ہم غفلت سے غفلت میں زمان
 حال استقبال کے یعنی روز بعثت آنحضرت صلعم سی تا زمان وفات شریف
 زمان حال ہے اور زمان بعد فنا رکلی ہو جب قول الختم کل من علیہا فان یقی ہو

رنگ ذی الجلال والاكرام۔ زمان استقبال اور در حقیقت یہ ایک ہی زمان ہے
 بوجہ عدم انتہا ربوت خاتمیت ناقیام قیامت کیونکہ کوئی اور امت سی
 نہیں باقی رہی ہو جب قول حق تعالیٰ و تبارک کہ جسکی طرف کوئی نبی اور رسول

کوئی کتاب لیکر آوی و لقد ارسلناک الی امتہ قد خلت من قبلہا اھم لشمو

علیہم الذی اوحینا الیک و ہم یفرون بالرحمان الایۃ اور در ضمن زمان باطنی
 استحالة الزام مالا یلزم حکم۔ و ما کننا معذبین حتی نبعث رسولاً بصورت اتباع شرف
 خاتم النبیین خاتم حقیقی صلعم جیسا کہ صراحت عبارت دافع الوساوس وغیرہ مسایخ
 اوسکی کے ہی اور بصورت کجیز اتباع مذکور اور استحالة عدیدہ مذکورہ فی اکثر

القصاصیس ہے دانگداری از قبیل مادونہ خط القنادیسے اونپر لیا پیش

کامیش نظر اندازی کرنی چاہی اور کہاں تک سنا ہی سفیدی پس و ہوئی

جاوے خط و الدرا علم بالصواب۔ قسطاس سی و دو حکم اثر مذکور میں

طرف جارحہ و رفسیہ آدم کا دیکھ کہ جبکہ اثر نا آخر اثر ہے محتمل ہے کہ متعلق ہو ساتھ

ماضی کے تقدیر عبارت یہ ہو کہ ان فیہ آدم کا دیکھ یا متعلق ہو ساتھ مضارع کی

بھی حال یعنی لیکن فیہ آدم وجود الان یا بمعنی استقبال یعنی لیکن آدم

فی زمان آتیس و صورت ماضی دلالت لہی بگذر جانی سب مستیوں ان سحر

مستطاب

ایسی نسبت بنسبت خاتم النبیین صلعم کی معلوم ہو ایک مصداق ان اسرار کے
 یہی مآخوذ ہیں ساتھ و صفت نبوت کی اثر مذکور میں ہو یہ امر مسلم ہے مگر یہ وہ
 ہی احتمال موجود ہیں یعنی شریکت فی النبوت یا قسمت فی النبوت ابتدائی مذکور
 یا اعتبار ترتیب سلسلہ زمانی جو امر مجازی شرعی و علم غیبی ہے عنین میں زمان
 حال استقبال کے یعنی روز بعثت آنحضرت صلعم ہی تا زمان وفات شریف
 زمان حال ہے اور زمان بعد فنا رکلی بموجب قول لکن کل من علیہا فان یبقی جوہ
 ترکیب ذی الجلال و الاکرام۔ زمان استقبال اور حقیقت یہ ایک ہی زمان ہے
 بوجہ عدم انتہا ربوت خاتمیۃ تاقیام قیامت کیونکہ کوئی اور امت ہی
 نہیں باقی رہی بموجب قول حق تعالیٰ و تبارکنا کہ جسکی طرف کوئی نبی اور رسول
 کوئی کتاب لیکر آویں و لقد ارسلناک الی امتہ قد خلت من قبلہا احم لتتلوا

علیہم الذی اوحینا الیک و ہم یکفرون بالرحمان الایۃ اور در ضمن زبان ماضی
 اشحال الزام مالا یزعم حکم۔ و ما کننا معذبین حتی نبعث رسولاً لبصوت اتباع شریعت
 خاتم النبیین خاتم حقیقی صلعم جیسا کہ صراحت عبارت دافع الوساوس وغیرہ مساعدا
 اوسکی کے ہی اور بصورت غیر اتباع مذکور اور استحالہ عدیدہ مذکور فی اکثر
 انفساطیس ہے دانستگی از قبیل ماد و نہ خط القنادیسے اونپر سپا پیش
 کما پیش نظر اندازی کرنی چاہی اور کہاں تک سیاہی سفیدی پر سی و ہوئی
 جاوے گھٹا و الہد اعلم بالصواب۔ قسط اس سی و و حکم اثر مذکور میں
 طرف جارحہ و رفیہ آدم کا و نکم کہ جسکا اثر نا آخر اثر ہے محتمل ہے کہ متعلق ہو ساتھ
 ماضی کے تقدیر عبارت یہہ ہو کان فیہ آدم کا و نکم یا متعلق ہو ساتھ مضارع کی
 یعنی حال یعنی لیکن فیہ آدم وجود الائن یا بمعنی استقبال یعنی لیکن فیہ آدم
 فی زمان آیت میں در صورت ماضی دلالت لینی بگذر جانی سبستیوں ان اسرار

وہاں سے
 ماضی

قسطا میں آتی ہے فائز نظر فلان کن کا لکھاری فی الصاری یا ایہا الذی لطلب
المطلوب قسطا سہمی سو یکم اور یہ استحالات بصورت قبلیتہ اور بعدیتہ اور
حجۃ حقہ یعنی اسخا و زمانی میں جو کہ متبادر سی اس شریسی یعنی لفظ فیہ سی بذریعہ تقدیر
لفظ کا نام رکھو کہ متعلق یہ ہیں موضوع میں اسطی ناسخ اور عودہ قبلیتہ و بعدیتہ نامی کی ہی عودہ کا سی
کیونکہ صورت لفظی بروقت جو افضل اور فضول و علت اور معلول ایک ہی زمان میں ہوتا ہی اور
علیٰ ہذا القیاس قبلیتہ رتبہ سی جو حاکمی ہے شرف رتبہ سی وہ نہی اس ہی قبل سے
ہے اور شرف رتبہ مجامع ہو سکتا ہی بعدیتہ زمانی کو ہی خصوص حضرت خاتم النبیین
صلعم نے فرمایا نحن الآخرون السابقون لفظی اگرچہ ہم پہلی میں باعتبار زمان کی
جو کہ ایک امر صریح ہے اور حقیقی واقعی مسلم الثبوت اجماعی ہے مگر باعتبار شرف
رتبہ کی سابق اور افضل میں جیسا کہ حدیث شریف بخاری وغیرہ صحاح ستہ صریح
دلائل رکھتی ہے اور اس مطلب کی جو درباب تمثیل استجارہ ہے یعنی ایک
شخص نے مزدور پکڑے اول ہمارے ہی ظہر تک اور اور مزدور پکڑے ظہر سے عصر
تک اور اور مزدور پکڑے عصر سے مغرب تک اور ان پہلی مزدور و نکو سب
سی زیادہ مزدوری دی یہ خوش ہوئی اور اور سب ناخوش ہوئی مستاجر سے
تو اس مالک یعنی مستاجر نے جواب دیا کہ یہ میرا فضل ہے مینی حسب کو چاہا زیادہ
دیا مزدوری معین کے کسی پر ظلم نہیں کیا اور مطلب اس تمثیل کے یہود اور
نصارے اور ہم سب محمدی میں اور اس حدیث شریف سی اور نیز القاب حاشیہ
اور عاقب اور مفتی سے جو حضرت خاتم النبیین نے خاتم انبی واسطی فرمائی بعدیتہ
زمانی معہ شرف رتبہ کے صاف و صریح ہے اور حدیث شریف سنن ابی داؤد
عن ابی مالک الاشجری وانا خاتم النبیین لانی لابی اوہ ابو داؤد و فی کتاب الفتن
یہ خاتمہ اور بعدیتہ زمانی ہے بالاجماع والافتاق ہر سر اسرہی ہی نتیجہ ناپزنا اور اگر

قسطا میں آتی ہے فانشطر فلا تکلن کا الحارسی فی الصحاری یا ایہا الذی لطلب
 المطلوب قسطا سہی سویم اور یہ استحالۃ بصورت قبلتہ اور بعدتہ اور
 محاببتہ یعنی استحالۃ زمانی میں جو کہ متبادر سی اس اثر سی یعنی لفظ فیہ سی بذریعہ تقدیر
 لفظ کان اور کو کہ متعلق بہین موضع میں اسطی لایا اور وہیہ قبلتہ و بعدتہ زمانی کی ہی متعدی کا سی
 کیونکہ صورت یعنی جو صورت اور مفضل اور معلول ایک ہی زمان میں ہوتا ہی اور
 علی ہذا القیاس قبلتہ رتبہ سی جو حاکی ہے شرف رتبہ سی وہ نہی اس ہی قبل سے
 ہے اور شرف رتبہ جماع ہو سکتا ہی بعدتہ زمانی کو ہی خصوص حضرت خاتم النبیین
 صلعم نے فرمایا نخل الاحزون السابقون یعنی اگرچہ ہم پہلی میں باعتبار زمان کی
 جو کہ ایک امر صریح ہے اور حقیقی واقع مسلم الثبوت اجماعی ہے مگر باعتبار شرف
 رتبہ کی سابق اور افضل میں جیسا کہ حدیث شریف بخاری وغیرہ صحاح ستہ صریح
 دلالت رکھتی ہے اور ہر اس مطلب کی جو درباب تمثیل استجارہ ہے یعنی ایک
 شخص نے مزدور پکڑے اول ہمار سی ظہر تک اور اور مزدور پکڑے ظہر سی عصر
 تک اور اور مزدور پکڑے عصر سی مغرب تک اور ان پہلی مزدور و نکو سب
 سی زیادہ مزدور سی دی یہ خوش ہوئی اور اور سب ناخوش ہوئی مستاجر سے
 تو اس مالک یعنی مستاجر نے جواب دیا کہ یہ میرا فضل ہے مینی حسب کو چاہا زیادہ
 دیا مزدور سی معین سے کسی نے ظلم نہیں کیا اور مطلب اس تمثیل سے یہود اور
 نصاریٰ اور ہم سب متحد ہی ہیں اور اس حدیث شریف سی اور نیز القاب شہر
 اور عاقب اور مفضل سے جو حضرت خاتم النبیین نے خاتم انبی واسطی فرمائی بعدتہ
 زمانی معہ شرف رتبہ کے صاف و صریح ہے اور در حدیث شریف سنن ابی داؤد
 عن ابی مالک الاسعری وانا خاتم النبیین لانی لابی او اہ الوداد و فی کتاب الفتن
 یہ خاتمیتہ اور بعدتہ زمانی ہے بالاجماع والاتفاق یہ ہر امر صحیح ہی تیسرنا بہرنا اور اگر

۲
 حاکم
 حاکم
 حاکم

ورنہ گرجیسا کہ تحقیق سلف صالح امام قسطلانی و زر قانی و سیوطی وغیرہ کی
 کیونکہ یاد ہی غیر نبی ہر زمان ماضی اور حال اور مستقبل ازمنہ ثلثہ میں باقی گئی
 اور تائید ہوئی اور میں اور ہونگے تاقیام قیامت حسب ضرورت ہر طبقہ میں
 طبقات شعبہ سی بشر و جو مکلفین طبقات ستہ سافہ میں اور خلافت اسکے خلاف
 مصلحت قانون شرعی ہے کیونکہ حجت اللہ البالغہ قاصر غیر تام رہتی ہے خلافت
 مقتضائے قولہ **لحم واکنا معذین حتی نبعث رسولاً** اور تحقیق رسول کہ عام ہے
 اس سے کہ نور عقل ہو یا اصل رسول ہو حسب اصطلاح شرع شریف قسطاس
 چار و سہ میں بخوبی گذر چکی فقط قسطاس سی و چہارم متضمن تحقیق موعود
 نوعدگیر معنی اشرئذ کو یعنی فی کل ارض آدم کا وکمکم الخ انجام کار موعود ہے معنی امام
 سیوطی و زر قانی و قسطلانی وغیرہ سلف صالح کو بلکہ عین معنی مذکور ہے پس حاصل
 مطلب یہ ہے کہ فیض اولکالغنی و ایلکالچوہتر با و آدم بن اشرئذ کو میں در باب
 ہدایت تالغ فیض حضرت آدم طبقہ ارض علیا علیہ السلام ہے یعنی قدم لقدم اونسکے
 ہے مثلاً بعد ابتدا راہی کے اور تغیر اور تشریع اپنے کی ابتدا خلق اور تعالیم عبادہ
 وغیرہ نظر شفقت پدری ہے نسبت بسیر صلیبی اپنی کے کہ یہ امر ضرور اسی اونسکے
 فوارہ صفت جو شان ہے جمیع امور معادیتہ اور معاشیتہ میں اور معجزات انصاف
 مطلب خلافت قائمہ پر جو خاصہ آدمیہ حضرت آدم علیہ السلام تھا او سب وہ عزیز
 محبوب اور معطور ہے اور اصلاح امور معاشیتہ و انکی میں جو متعلق پیشہ و قسم مشرور
 ہی جو کہ بذریعہ وحی ابتدا رضاعت النسانی میں عہد حضرت آدم جدا عظیم علیہ السلام
 میں مثل بارہ بافی اور کشا و رزمی وغیرہ اور تدابیر اصلاح آلات او سکی کے
 تعلیم دہانی تہی ہر گونہ محض التفرغ فی البدایہ و ابتدائے دنیا و یہ اور استقام
 توبہ محاصی اور زلات گذشتہ پر جو کہ اکثر خطا و اصاد رہوں نہ عہد اکمال

و سطرین سی و چہارم

ورنہ گرجیسا کہ تحقیق سلف صالح امام قسطلانی و وزیر قانی و سیوطی وغیرہ کی
 کیونکہ یاد می غیر نبی ہر زمان ماضی اور حال و با استقبال از منہ ثلثہ میں باقی گئی
 اور ثانیاً یہودی اور عین اور یونانی تاقیام قیامت حسب ضرورت ہر طبقہ میں
 طبقات شیعہ سی بشرط وجود مکلفین طبقات ستہ سافہ میں اور خلاف اسکے خلاف
 مصلحت قانون شرعی ہے کیونکہ تحت اللہ بالذات قاصر غیر تام رہتی ہے خلاف
 مقتضائے قولہ لکم واکنا معذین حتی نبعث رسولاً۔ اور تحقیق رسول کہ عام ہے
 اس سے کہ نور عقل ہو یا اصل رسول ہو حسب اصطلاح شرع شریف قسطاس
 چہار دہم میں بخوبی گذر چکی فقط قسطاس سی و چہارم متضمن تحقیق موعود
 نوع دیگر معنی اشریکو یعنی فی کل ارض آدم کا دیکھ الہم انشام کار مویذ ہے معنی امام
 سیوطی و وزیر قانی و قسطلانی وغیرہ سلف صالح کو بلکہ عین معنی مذکور ہے پس حاصل
 مطلب یہ ہے کہ فیض اولکال یعنی اوایل کال جو معتبر باو آدم ہیں اشریکو میں در باب
 ہدایت تالیف فیض حضرت آدم طبقہ ارض علیا علیہ السلام ہے یعنی قدم اقدم اونسکے
 ہے مثلاً بعد ایدار اپنی کے اور تغیر اور تشریح اپنے کی ایدار خلق اور تعالیم عبادہ
 وغیرہ نظر شفقت پدری ہے نسبت بسبب صلی اپنی کے کہ یہ امر ضروری اسی ہونے
 فوارہ صفت جو شان ہے جمیع امور معادیتہ اور معاشیتہ میں اور معہذا انصرم
 مطلب خلافت حاتمہ بر جو خاصہ آدمیہ حضرت آدم علیہ السلام تھا و سپر وہ غیر
 مجبول اور معطوس ہے اور اصلاح امور معاشیتہ و انکی میں جو متعلق یہ پیشہ ہر قسم مشرعو
 ہی جو کہ بذریعہ وحی ابتدا خلقت انسانی میں خدا حضرت آدم جدا اعظم علیہ السلام
 میں مشیل یا رعبہ بافی اور کشا و رزمی وغیرہ اور نذا بصر اصلاح آلات او سکی کے
 تعالیم ہوئی تھی ہر گونہ محض لسترفی البدل شایہ اغراض دنیہ و دنیاویہ اور اہتمام
 توبہ محاسن اور زلات گذشتہ بر جو کہ اکثر خطا و اصاد رہوں نہ عدا کہ غالباً

قسطاس سی و چہارم

ان ابراہیم کان فانیاً للسر حنیفاً الیہ سنی موافق قولہ تعالیٰ وجہ وجہی للذی استمر
 والارض حنیفاً وانا من المشرکین اور نیز ان ابراہیم کان امتہ قانتاً للسر حنیفاً ولم
 یک من المشرکین معنی امتہ کی اس آیت متبرکہ میں جامع کلمات ہیں یعنی جو کلمات کہ
 ایک جماعت میں ہوں وہ تنہا نفس نفیس حضرت ابراہیم میں لے اور آوازہ الی لا
 احب الا فلین یک تخت بنیاری اور تیری سب سے اور پنج گنی شکر کہ بتدا پر
 حسنہ موجب کریمۃ تالہ للک لیدان امنا مکم بعد ان تولوا مدبرین اور شدید المناظرہ
 کمال مدبہ و مدمنہ لکن کانہ پیش جابرہ اور الزام محبت باحسن تقریر یرتا شیر موجب
 کریمۃ قال ان الہیجی ویمت قال انا حی وامت قال فان الہدایتی بالشمس من الشرف
 فات بہا من المخرّب فہبت الذی کفر کہ جس سے کافر مژد و مردود مہبت و محبوبہ گیا
 اور نہ ہوں کے طوطے اور مژد و مژد گئے بچکارہ گیا اور نیز بنیلمس قواعد دین سائہ
 کمال صدق نفیس کے اور اخلاص دعا اور توکل علی السر موجب کریمہ و ذکر فی الکتاب
 ابراہیم اندکان صدیقاً نبیاً بعد نباء کعبۃ الہد بلا استعانت غیر سوا سی فرزند و نند
 حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بموجب حکم الہی در بارہ شکر تبارک کعبۃ الذی موافق
 کریمہ ربنا لقبیل منادک انت التسمیع العالم جو دلالت رکھتا ہے اخلاص عمل پر کہ حسبک اثر
 وایمی پیدا ہوا۔ شہنوی حضرت مولانا روم قدس سرہ **کعبہ راہم تجلی فی فرد**
 کین ز اخلاصات ابراہیم بودہ اور انواع اقسام کے مضامین کی دعا و اخلاص بنا
 جامع جو شامل ہو کے اولاد اور اجداد اور اتباع کو کہ جس سے قرآن شریف میں
 اطلاع دی رہت بہالی من لذلک ذریۃ طیبہ اور رب اجانی مقیم الصلوۃ و سن
 ذریعتی اور زینا و قتل دعا ربنا غفر لی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب
 اور روایت انا الیک نقضت ڈالنی کے آگ میں تمام ملائکہ صاف جواب دیا خصوصاً
 ملا را علی سکان خطیرہ القدس کو اور کہا کہ جیسے میں سوا الی علمہ سجالی وقت تعلیم ملائکہ

دعا فی اخلاصات
 ابراہیم علیہ السلام
 و اولادہ و اتباعہ
 و اجدادہ و اجدادہ
 و اجدادہ و اجدادہ

ان ابراہیم کان قانتا للصد حنیفا الایہ سی موافق قولہ ثم انی وجبت وجہی للذی ایشتر
 ولا ارض حنیفا وانا من المشرکین اور نیز ان ابراہیم کان امتہ قانتا للصد حنیفا ولحم
 یک من المشرکین معنی امتہ کی اس نسبت متبرکہ ہیں جامع کالات ہیں یعنی جو کالات کہ
 ایک جماعت میں ہوں وہ تنہا نفس نفیس حضرت ابراہیم میں ہے اور آوازہ الی لا
 احب الا فلین یک لخت بنیر اسی اور تیری سب سے اور سخ کنی شرک تبار پر
 حسنہ موجب کریمہ تالہ لالید ان الصا مکیم عبدان تولوا مدبرین اور شدید المناظرہ
 کمال مدبہ و مدد مدہ لیکر کا نہ پیش جا برہ اور الزام محبت با حسن تقریر یرتا شیر موجب
 کریمہ قال ان البیہی ویمیت قال انا حی وامت قال فان الصد یأتی بالشمس من المشرق
 فات بہا من المغرب فہبت الذی کفر کہ جس سے کافر نمرود مردود و مہیوت و مخبوط رگہ گیا
 اور نہاتوں کے طوطے اور رموز اور گئے پھوٹا رہ گیا اور نیز بنیکس قواعد دین سائنہ
 کمال صدق و تقیر کے اور اخلاص دعا اور توکل علی الصد موجب کریمہ واذکر فی الکتاب
 ابراہیم اندکان جد لقیا نبیا عبدنا رکعبہ الصد بلا استعانت غیر سو اسی فرزند و نند
 حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بموجب حکم الہی در بارہ شرکت بنا رکعبہ الصد موافق
 کریمہ ربنا لقبیل منا انک انت السبع العلیم جو دلالت رکھتا ہے اخلاص عمل پر کہ جبکا اثر
 وایمی پیدا ہوا۔ شہنوی حضرت مولانا روم قدس سرہ **س** کعبہ راہرم تجلی فی فرود
 کین ز اخلاصات ابراہیم بودیم اور انواع اقسام کے مضامین کی دعا و اخلاص بنا
 جامع جو شامل ہو کے اولاد اور اجناد اور اتباع کو کہ جس سے قرآن شریف میں
 اطلاع دی رہتا ہے بل من لدنک ذریۃ طیبہ اور رب اجبانی مقیم الصلوۃ و من
 ذریعتی اور زینا و لقبیل دعا ربنا اغفر لی ولوالد سی وللمومنین یوم یقوم الحساب
 اور روایت انا الیک خطا وقت ڈالنی کے آگ میں تمام ملائکہ صاف جواب دیا خصوصاً
 ملا را علی سنگان خطیرہ القدس کو اور کہا کہ جیسے من سوا الی علمہ بجالی وقت تعلیم ملائکہ طیب

دعا فی اخلاصات
 ابراہیم کا فی اخلاص
 اور زینا و لقبیل دعا

کمال عزت و وجاہت اور قرب جس سے حکایت کرتی ہے یہ آیت پر برکت و توفیق
 بخیا یعنی الیسا نزد کیا کہی ہوئی او کو کہ نسبت بر سر گوش ہوئی عرض کہ دکان غدا سر
 وجہا۔ اس قسم کے مراتب کی آثار اس عزیز میں بائی جادین اور علی ہذا القیاس تلو
 مرتبہ موسوئہ مرتبہ عیسوئہ ہی جو منظر ہے اس امر سی یعنی شفا مرضی اور زمینی اور خلیا
 سفر نکلیت محض بغرض آسائش خلایق جو ان کی خدمت میں بسبب غذا نہیں ہوئی سکتے ہیں
 ساتھ عجاز کے یعنی ابراہیمہ مادر زاد نابینا اور ابراہیمہ مرض سفید بدن والا اور
 احیاء اموات حکیم خالق الموت والیات جل جلالہ اور نرک و جہنم عدم اختیار نکاح و
 تعداد مرضی دور دراز کے قبل از نزول آسمان ہوا ہی و نکاح کے جو عہد خیر و برکت ہند
 حضرت ہمدی علیہ السلام میں ہو گا یعنی نکاح اور عدم تعیین مسکن اور عدم اختیار مرکب
 اور غالباً رکوب بہرکب حمار اور عبادت ساتھ کمال جمال کے جو خاصہ شریعت عیسویا
 تھا کہ اگر کوئی نالایق نامہوار از اوطیا پنج زنی رخسار مبارک پر ہو جائے تا دوسرا رخسار
 پیش کر دینا تا دوسرا طیا پنج ماری اور ترید اور تعبد اور اوجی ز قسم دیگر جو نافع خلایق
 ہے یعنی نزول نائیدہ دسترخوان عام فراخ و فراز کہ اکیلا رہا و سپر طعام تناول کرتی نہ رہا
 آدمی با پنج ہزار آدمی کہا نا کہا لے اور علم کتاب اور نیز عنایت کتاب بجا است
 صفر اور کلام وقت پیدائش کلام نفیوت و حکمت آمیز اور صلہ رحمی اور کثرت والدہ جہ
 اپنی کے علی ہذا القیاس وہ عزیز اس قسم کے فیض سے غالب اکثر اوصاف میں فیضیاب
 ہوا اور قدم تقدیم و انکی ہو لیکن احیاء اموات ہی مراد احیاء قلوب مردہ ہی یعنی جو
 مردہ دل میں وہ زندہ دل ہو جاوین یا مراد احیاء اموات ہی ہے حقیقتہ اگرچہ
 بقیت و ندرت ہو چسب کہ افراد اس امت سی نادراً ثاب ہو کہ تفضیل او سکی ختم تیر
 آتی ہے شرح آخر المراتب میں جو مرتبہ ہی حقیقت محمدیہ کا اور او سکی فیض کا جو مراد ہے
 فقرہ فیہ کہ حکم سے فقط اور آخر المراتب جو مشیر سے طرف حضرت حقیقت محمدیہ ہجرت

کمال عزت و وجاہت اور قربت جس کے حکایت کرتی ہے یہ آیت پر برکت و توفیق
 بخیا یعنی البیانزدیک کیا سمجھی او سکو کہ نوبت بے سرگوشی پہنچی عرض کہ دکان غنڈہ سر
 وجہا۔ اس قسم کے مراتب کی آثار اس عزیز میں باہمی جاوین اور علی بن القیاس نلو
 مرتبہ موسویہ مرتبہ عیسویہ ہی جو منظر ہے اس امر سی یعنی شفا و مرضی اور زمینی اور اعتبار
 سفر بکثرت محض بغرض آسائش خلائق جو انکی خدمت میں بسبب عذر نہیں پہنچ سکتے تھے
 ساتھ اعجاز کے یعنی ابراہیمہ مادر زاد نابینا اور ابراہیم مرض سفید بدن والا اور
 احیاء اموات حکیم خالق الموت و الحیات جل جلالہ اور نرک و بجزرہ عدم اختیار نکاح ^{سے} و
 تعداد مرضی دور دراز کے قبل از نزول آسمان ہوا سی و نکاح کے جو عہد خود برکت ہمد
 حضرت ہمدی علیہ السلام میں ہو گا یعنی نکاح اور عدم تعین ممکن اور عدم اختیار مرکب
 اور غالباً رکوب بمرکب چار اور عبادت ساتھ کمال جمال کے جو خاصہ شریعت عیسویہ
 تھا کہ اگر کوئی نالایق نامہوار از اوطیا پنچ زنی رخسار مبارک پر پہنچا تا وہ دوسرا رخسار
 پیش کر دینا تا دوسرا اٹپا پنچ ماری اور تزیں اور تعبد اور اعجاز قسم دیگر جو نافع خلائق
 تھے یعنی نزول نابذہ و شرف خوان عام فراخ و فراز کہ ایک بارہ او سپر طعام تناول کرتی تھیں
 آدمی با پنچ ہزار آدمی کہا نا کہا لے اور علم کتاب اور نیز عنایت کتاب بجا است
 صفو اور کلام وقت پیدائش کلام نصیحت و حکمت آمیز اور صلہ رحمی اور حمایت والدہ جہ
 اپنی کے علی بن القیاس وہ عزیز اس قسم کے فیض سے غالب اکثر اوصاف میں فیضیاب
 ہوا اور قدم لقدم انکی ہو لیکن احیاء اموات سی مراد احیاء قلوب مردہ ہی یعنی جو
 مردہ دل میں وہ زندہ دل ہو جاوین یا مراد احیاء اموات ہی ہے حقیقتہً اگرچہ
 اقبلت و ندرت ہو حبیب کہ افراد اس امت سی نادرا ثبات ہوا کہ تفضیل او سکی خیریت
 آتی ہے شرح آخر الامر تب میں جو مرتبہ ہی حقیقت محمدیہ کا اور او سکی فیض کا جو مراد ہے
 فقرہ فیہ محمدیہ کم سے فقط اور آخر الامر تب جو مشیر سے طرف حضرت حقیقت محمدیہ چہرہ

اور اپنی حبیب کو اسکی وجہ غفی پر اطلاع البہامی ایچائی ایسی وی کہ بالکل بالطنج منفور
الطنج کر دیا جہانچہ بنظر وصیت امتہ آپ بی دعا کی اللہم لا تجعل قبری قبری عیداً اور
نیز روایت اللہم لا تجعل قبری وثناً لعدوئنا کہ بعد وفات شریف ہی اسکا اثر محو اور
محو رہے حاجی غوری کہ کیا رتہ عالی پر معالی ہے اور بت حضرت آدم علیہ السلام
علم تعلیم اسماء انبیاء عطا ہوا کہ وہ لازمہ خلافت ہی اور نسبت حضرت خاتم النبیین
صلیہ وسلم اولین و آخرین علم بر تعلیم اسماء و ہم مسمیات و حقائق و آثار ہوا کہ حبیب علم
حضرت آدم ہی مثل شی سونگیا اور کہہ گیا۔ وعلماک ما لم تکن تعلم وکان فضلہ
علیک عظیماً جیسا کہ دینی رحمۃ اللہ علیہ مسند الفرووس میں البورافع رحمہ فی حدیث نقل
کی ہے کہ واسطی میری امت میری متمثل ہوئی پانی اور گل میں اور تعلیم اسماء ہوئی
سماتہ زیادتی علم ساتھ ذوات اور مسمیات کی عطا جانا چاہی کہ یہ علم مقصود بالذات
ہی بخلاف صرف علم اسماء کی مثلاً حجرہ کالات حضرت علیہ السلام میں ہی اسوۂ کسی یعنی
اسطرار اوسکا اور پیر ہاڑی کے تھا اور جریان اوسکا اور پانی کے وقت نزول
عذاب الہی جلشاندہ کی اور وقت نجات کی اوس سے موافق درخواست اور
دعا حضرت نوح علیہ السلام کے اور حضرت خاتم النبیین صلیہ وسلم کے کلمات میں
سے جریان بہتر ہی پانی پر کہ جسکی شان سے عذاب ہو جانا ہی بخلاف جو پ
نکے کہ اوسکی شان سے نیرنا ہی پس جریان بہتر اکمل و اعجب ہے اور افضل جہانچہ
حکمر بن ابی جہل ایک روز کینار آب بیٹھا تھا اوسنی خدمت بابرکت حضرت خاتم النبیین
صلیہ وسلم میں عرض کیا کہ اگر تم راست گو ہو اسی محمد صلیہ وسلم تو بہتر خود دوسری کنارہ پر ہی
پانی میں تیر کر اسطرف چلا آوسی اور غرق نہ ہو آپ پانی اشارہ کیا وہ بہتر تیر کر
اسطرف آکر پیش خدمت آنحضرت صلیہ وسلم آکھڑا ہوا اور شہادت رسالت آنحضرت
صلیہ وسلم ادا کی آپ پانی نہ مایا کہ تجا کو بس کرتی ہے اسی حکمر یہ خدا یعنی تیری

اور اپنی حبیب کو اسکی وجہ مخفی پر اطلاع الہامی ایجابی ایسی دی کہ بالکل بالطبع منصور
 الطبع کردیا چنانچہ منظر وصیت امتہ آپ فی یہ دعا کی اللہم لا تجعل قبری قبری عیداً اور
 نیز روایت اللہم لا تجعل قبری وثناً لیحدنا کہ بعد وفات شریف ہی اسکا اثر جو اور
 محقق رہے جامی غور ہی کہ کیا رتبہ عالی پر حالی ہے اور ایسا بت حضرت آدم علیہ السلام
 علیہم السلام اسرار انبیاء و عظامہ کو چونکہ لازمہ خلافت ہی اور نسبت حضرت خاتم النبیین
 صلیہم علیہم السلام و آخرین علیہم السلام اسرار و ہم سمیات و حقائق و معانی کہ حبیب علم
 حضرت آدم ہی متلاشی ہو گیا اور کسپ کیا۔ و عالمک ما لکم لکن تعلم و کان فضل الہ
 علیک عظیماً جیسا کہ ولیمی رحمۃ اللہ فی مسند الفردوس میں البورافع رحمہ فی حدیث نقل
 کی ہے کہ واسطی میری امت میری متمثل ہوئی بانی اور گل میں اور تعلیم اسما ہوئی
 بہا تہہ زیادتی علم ساتھ ذوات اور سمیات کی حفظ جانا چاہی کہ یہ علم مقصود بالذات
 ہی بخلاف صرف علم اسرار کی تلاطمہ کالات حضرت نوح علیہ السلام میں ہی اسوہ کسی یعنی
 اسطرار و اسکا اوپر بپاڑی کے تھا اور جریان او اسکا اوپر بانی کے وقت نزول
 عذاب الہی جلشائے کی اور وقت نجات کی اوس سے موافق درخواست اور
 دعا حضرت نوح علیہ السلام کے اور حضرت خاتم النبیین صلیہم علیہم السلام کے کلمات میں
 سے جریان پتہ ہی بانی پر کہ جسکی شان سے عرقاب ہو جائی ہی بخلاف جو پ
 کے کہ اوسکی شان سے تیرنا ہی پس جریان پتہ اکمل و اعجب ہے اور افضل چنانچہ
 حکمہ بن ابی جہل اکر و زبکنا رآب بیٹھا تھا اوسنی خدمت بابرکت حضرت خاتم النبیین
 صلیہم علیہم السلام عرض کیا کہ اگر تم راست گو ہو اسی محمد صلیہم علیہم السلام تو پتہ جو دوسری کنارہ ہی
 بانی میں تیر کر اسطرف چلا آوسی اور غرق نہ ہو آپ فی اشارہ کیا وہ پتہ تیر کر
 اسطرف آکر پیش خدمت آنحضرت صلیہم علیہم السلام ہوا اور شہادت رسالت آنحضرت
 صلیہم علیہم السلام ادا کی آپ فی فرمایا کہ تجا کو بس کہتی ہے اسی حکمہ یہ یہ خدا یعنی تیری

میں چہا رہی تھی کسایت ہی کمال قلت سی اور یہ ہی قوت رہا تیسرات دن تک
 یعنی وہ اور تک اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے پتھر ماری بدن مجروح کر دیا
 حضرت خاتم النبیین صلعم کے پتھر ماری بدن مبارک اپنی مجروح کر دیا اور نبتہ مبارک
 منجمد اندان شریف شہید کر دیا کفار نے روز احد کی اور باوجود موجودگی حضرت نوح
 عذاب الہی بزرگ طوفان عام آیا اور سوائی اہل کشتی کے کسی کو نجات نہ ہوئی اور
 بیدرخواست حضرت خاتم النبیین صلعم بپاسخا طر وجود مبارک اونکی یہ ارشاد ہوا کہ
 وہاں کا لہر لیڈیم و انت فہم الایۃ اور اگر حسب مقتضای وقت درخواست عذاب
 ہی ہوئی تو یہ ارشاد ہوا کہ لیس لکس من الامرشئ او ایڈیم او تیوب عیہم فایم لہم
 یعنی نادیدنا نظر بر شیعہ غالی کہ تو تو رحمتہ للعالمین ہے بوجہ کرمیہ و ما ارسلناک الا رحمۃ
 للعالمین تجکوزیا نہیں اس قسم کی دعا کرنی ملکہ اس قسم کی دعا زیا ہی جو باعث نجات
 اور رحمت ہو جیسا کہ گذار اب ابد قومی فایم لہم لایعلمون چنانچہ پہر واسطی بعض قبیل
 عرب کی بعد بد دعا کرنی کے اوپر بعض قبیل کے مانند رعل اور دو کو ان اور عصیتہ
 کے دعا نیک کری بدین الفاظ مرویہ بخاری شریف وغیرہ صحاح ستہ کی اللہم ابد
 دوشا و آتہم یعنی یا اللہ انکو بدایت کر اور اسلام کی طرف انکو لا مشلا عہ کمالا
 ابراہیمی علیہ السلام سی مرتبہ خلقت ہے تو آہکی واسطی درجہ حبیبیتہ چھوٹتی ہی لاشک یہ
 مرتبہ خلقت سی افضل کہ در اعلیٰ میں اور زیادہ قبولیت کی شان میں اور نیز قبولیت حضرت
 ابراہیم علیہ السلام پسندیت قبولیت حضرت خاتم النبیین صلعم خاص ہے اور وہ شامل
 اور حاوی اور عام ہے کیونکہ وہ رحمت للعالمین میں بالطبع اسکی طرف میلان
 کلی ہوتا ہی جسکی سبب سی راحت اور آرام اور امن و امان کلی اور عام یعنی رفاہ خاص
 و عام دینی و دنیاوی پہنچی کہ غایت درجہ اثر رحمت یہ سی ہے اور محفوظیت نارخورد
 سے ساتھ برد و سلام کی جو اثر خلقت ہوا تو اثر حبیبیت اور محبوبیت یہ ہوا کہ واسطی

میں چہاں ہی اتنی کنایت ہی کمال قلت ہی اور یہ ہی قوت رہائش رات دن تک
 یعنی ۲۴ گھنٹہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے پتہ راسی بدن مجروح کر دیا
 حضرت خاتم النبیین صلعم کے پتہ راسی بدن مبارک اپنی مجروح کر دیا اور نبتہ مبارک
 منجمہ دندان شریف شہید کر دیا کفار نے روز احد کی اور باوجود موجودگی حضرت نوح
 عذاب الہی بزرگ طوفان عام آیا اور سوائی اہل کشتی کے کسی کو نجات نہ ہوئی اور
 بیدارخواست حضرت خاتم النبیین صلعم بپا سناط وجود مبارک اونکی یہ ارشاد ہوا کہ
 دنیا کا ان لہو لہیز ہم و انت فہم الایۃ اور اگر حسب مقتضای وقت درخواست عذاب
 ہی ہوئی تو یہ ارشاد ہوا کہ لیس لکس من الامر شیء اولیٰ عذابم او تیوب علیہم فانہم
 یعنی نادیدنا نظر برتتہ حالی کہ تو رجعت للعالمین ہے ہو جب کریمہ و ارسلناک الاخرتہ
 للعالمین تجوز یہاں نہیں اس قسم کی دعا کرنی بلکہ اس قسم کی دعا زیبا ہی جو باعث نجات
 اور رجعت ہو جیسا کہ گذار بابر اہل قومی فانہم لا یعلمون چنانچہ پہر واسطی بعض قبائل
 عرب کی بعد بد دعا کرنی کے اوپر بعض قبائل کے مانند رعل اور د کو ان اور حصیۃ
 کے دعا نیک کری بدین الفاظ مرویہ بخاری شریف و غیرہ صحاح ستہ کی اللہم ابد
 دوسرا و انت ہم یعنی یا اللہ انکو ہدایت کر اور اسلام کی طرف انکو لا مثلاً عمدہ کلمات
 ابراہیم علیہ السلام ہی مرتبہ خلقت ہے تو انکی واسطی درجہ حبیبیتہ و حبیبیتہ ہی لاشک یہ
 مرتبہ خلقت ہی افضل اور اعلیٰ ہیں اور زیادہ قبولیت کی شان ہیں اور نیز قبولیت حضرت
 ابراہیم علیہ السلام پسندیت قبولیت حضرت خاتم النبیین صلعم خاص ہے اور وہ شامل
 اور حاوی اور عام ہے کیونکہ وہ تحت للعالمین ہیں بالطبع اوسکی طرف میلان
 کلی ہوتا ہی جسکی سبب ہی راحت اور آرام اور امن و امان کلی اور عام یعنی رفقاہ خاص
 و عام دینی و دنیاوی پہونچی کہ غایت ذبحہ اثر رجعت یہ ہی ہے اور محفوظیتہ نارمرد
 سے ساتھ برد و سلام کی جو اثر خلقت ہوا تو اثر حبیبیت اور محبوبیت یہ ہوا کہ واسطی

مثل عبد الرحمان المالحج وارد اسناد ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ داخل مع عبد و لا تناہوا
باللقاب انہیں پس اگر مثبتیں حج اقم ایسی مرد کہیں اس لقب خاتم سے توجہ ادا
مضالیقہ نہیں اگر جبہ نظر بالقباس مہوری بہتر تو نہیں مگر وہ صاحب تو معنی و معنی پر
جسم ربی ہیں جیسا کہ احوال لقب مشہور رجال اسناد احادیث میں صحاح ستہ وغیرہ میں
شالیح و الیہ ہے بلا فیکر جب حال صحابہ یہ ہو تو کیا کچھ دلالت ہی شرف رتبہ حضرت
خاتم النبیین صلعم اور آپ کی صلعم ایک عورت سی وعدہ کیا اوسنی عرض کیا کہ جو
میں آگاہ ہوں تو فرمایا کہ جو کچھ بناؤ سی تو حضرت ابو بکر کے پاس آیا آپ کا وعدہ تھا
ہو کیا کچھ بڑی فضیلت ہے کہ انہیں وعدہ میں شامل کیا اور نیز دلیل خلافت حضرت
ابو بکر ہے رضی اللہ عنہ جیسا کہ یہ روایت سنن ابی داؤد میں ہے اور مشکوٰۃ شریف
میں بھی ہے اور بخلاف کالات موسوی علیہ السلام سی عصا اور یہ بیضا سی سو حضرت
خاتم النبیین صلعم کی خدمت یا برکت سی وقت شب بعد نماز عشاء دو صحابہ نے قصد
اپنی اپنی گھر جانا کیا جب راستہ دو نو کا مشترک رہا تب تک عصا ایک صحابی کا مثل
شعل مشتعل ہا جب راہ متفرق ہو عصا دوسری صحابی کا بھی ویسا ہی روشن
ہو گیا نام ہر دو صحابی مذکور اسید بن جعفر اور عیاد بن بشر ہے چنانچہ یہ حدیث تفسیر
مشکوٰۃ شریف میں آئی ہے اور نیز بخاری وغیرہ میں علی بن القیاس روایت ہے کہ وہ بن
الانجان نام صحابی مشہور ہیں بعد نماز عشاء کی جو حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتھ گزری
تھی اور رات آبر و باران کی تھی حضرت صلعم نے ایک شاخ حزاماؤ کی ہاتھ میں لی
اور فرمایا کہ اسکی روشنی میں جو پس پیش من میں آگے ہوگی اپنی گھر جاوے جب تو گھر میں
انہی داخل ہوگا وہاں سانپ سیاہ ہوگا اس سے اوسکو مار ڈالنا اور بانیہ لگا کر
والدینا یہ روایت کی ہے ابو نعیم نے لفظ ہر ہر کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا
خود سانپ ہو جاتا تھا اور یہ عصا سانپ کش تھا کہ قدر دلالت ہی شرف رتبہ پر

مثل عبد الرحمان الماعرج دارو اسناد الی سریرہ رضو تو داخل عید و لاتنا بزوا
 باللقاب نہیں پس اگر مثبتین حج اتم ایسی مراد کہیں اس لقب خاتم سے توجہ ان
 مضالیف نہیں اگر جب نظر بالتباس صدوری بہتر تو نہیں کردہ صاحب تو معنی و صنفی پر
 جمع رہی ہیں جیسا کہ احوال لقب مشہور رجال اسناد احادیث میں صحاح ستہ وغیرہ میں
 شائع و تابع ہے بلکہ جب حال صحابہ یہ ہو تو کیا کچھ دلالت ہی شرف تہ حضرت
 خاتم النبیین صلیعہم اور آپ کی صلعم انکا عورت ہی وعدہ کیا اوسنی عرض کیا کہ جو
 میں آگاہی پاؤں تو فرمایا کہ جو حج و نیاوسی تو تو حضرت ابو بکر کے پاس آنا پس آپ کا وعدہ تھا
 ہوا کیا کچھ بڑی فضیلت ہے کہ اسے وعدہ میں شامل کیا اور نیز دلیل خلافت حضرت
 ابو بکر سے رضو خاتم جیسا کہ یہ روایت سنن الی داود میں ہے اور مشکوٰۃ شریف
 میں بھی ہے اور بخلاف کلمات موسوی علیہ السلام ہی عصا اور یہ بیضا ہی سو حضرت
 خاتم النبیین صلعم کی خدمت یا برکت ہی وقت شب بعد نماز عشاء دو صحابہ نے قصد
 اپنی اپنی گھر جانا کیا جب راستہ دو نو لگا مشترک رہا تب تک عصا ایک صحابی کا مثل
 مشعل مشتعل صاحب راہ متفرق ہوا عصا دوسری چھابی کا بھی ویسا ہی روشن
 ہو گیا نام ہندو صحابی مذکور اسید بن جعفر اور عیاد بن بشیر سے چنانچہ یہ حدیث تفسیر
 مشکوٰۃ شریف میں ہے اور نیز بخاری وغیرہ میں علی بن ابی القیس وایتہ قتادہ بن
 النعمان مہ صحابی مشہور ہیں بعد نماز عشاء کی جو حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتھ گئے
 تھے اور رات آدھ و باران کی تھی حضرت صلعم نے ایک شاخ حزن اوٹکی ہاتھ میں دی
 اور فرمایا کہ اسکی روشنی میں چوہیں پیش منڈن میں آگے ہوگی اپنی گھر جاؤ جب تو گھر میں
 اپنی داخل ہوگا وہاں سانپ سیاہ ہوگا اس سے اوسکو مار ڈالنا اور باہر نکال کر
 ڈال دینا یہ روایت کی ہے ابو نعیم نے لفظ ہر ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا
 خود سانپ ہو جاتا تھا اور یہ عصا سانپ کش تھا کہ در دلالت ہی شرف تہ

یہ کلمہ الہم ترقران مجید میں نسبت آنحضرت صلعم موجود و مشکوٰۃ ہے جانا چاہیے کہ اس میں جو
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے داغ کن ترانی کہا یا اور خاتم النبیین صلعم سی خود درج
 کی درخواست ارشاد سی اور بدایتی یعنی دیکھہ تو طرف رب اپنی کی اور فرق دینا
 ان دونوں امر کے یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حسب حوصلہ استعداد
 اپنی کے درخواست رویتہ الہی جلبا نہ اس دار دنیا میں جو محال ہے کی لی باکانہ
 مدہوشانہ اور آنحضرت صلعم نے جو حسب صلاہ استعداد وافر اپنی کے اس امر کو محال
 جانکر درخواست کی اور پاس لب رکھا اور مدہوشی ہوئی اور نہ بیباک ہوئی نہ
 حضرت موسیٰ کے ارشاد ہوا کہ کیا نہیں دیکھا تو ان طرف رب اپنی کے یعنی دیکھہ
 تو طرف نشانیوں قدرت اپنی رب کی اور طرف مظاہر صفات اپنی رب کی بخلاف
 حضرت موسیٰ کے کہ انکو ارشاد ہوا کہ توجہ در پی ہے ایک امر محال کے نسبت اس
 دار کی یعنی دار دنیا کی گوفی لغتہ وہ آخرت میں جائز ہے اس عبارت میں بطور
 مناظرہ کی بصورت الزام حجتہ استدلالی کے حوالہ طرف جبل طور سیناء کی ہوا فافتر
 فافہم کہ مقام اگرچہ معنی الہم ترکی اور روایات میں مانند الہم تران الفلک تجری
 فی الجبر
 الہم تعلم میں مگر اس تہ ظل میں یعنی الہم ترالی ربک
 کیف تدالظل میں بسبب صلاہ لفظ الی کے معنی الہم تعلم درست نہیں شہتی ہندانیہ
 توجہ جو مینی کی یہ ہے صحیح ہے یعنی دیکھہ اب جانا چاہیے کہ رتبہ عالی کو کونسا ہے
 اور ان استغفر مکانہ فسوف ترانی اس آیت میں رتوبی مذہب شیعہ رقصہ اور معتزلہ
 پر کہ وہ منکر ہیں رویت الہی کے مطلقاً دار دنیا اور دار آخری میں واسو اسطی کہ
 استغفر اجل ممکن تھا تو تعلیق بالمحال مطابق تھا نہ نسبت رویتہ کی معلوم ہوا رویتہ مطلقاً
 محال نہیں بلکہ محال ہے ساتھ قید اس دار دنیا کی اور حضرت موسیٰ کو بسبب قلت
 استعداد کے حکم درزش ہوا نسبت تجلی کے کسوت ناز تجری میں اور نہ اسوئی یا مگو

یہ کلمہ الم تر قرآن مجید میں نسبت آنحضرت صلعم موجود مشکوٰۃ ہے جانا چاہیے کہ اس حوالہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے داغ کن ترانی کہا یا اور خاتم النبیین صلعم سی خود درجہ کی درخواست ارشاد سی اور بدایتی یعنی دیکھہ تو طرف رب اپنی کی آوز قرق دینا ان دونوں امر کے یا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حسب حوصلہ استعداد اپنی کے درخواست رویتہ الہی جلشنا نہ اس درو نیاسین جو محال ہے کی لی باکانہ مدہوشانہ اور آنحضرت صلعم نے جو حسب حوصلہ استعداد وافر اپنی کے اس امر کو محال جانکر درخواست کی اور پاس لب رکھا اور مدہوشن موسیٰ اور نہ بیباک موسیٰ مانند حضرت موسیٰ کے ارشاد ہوا کہ کیا نہیں دیکھا تو ان طرف رب اپنی کے یعنی دیکھہ تو طرف نشانیوں قدرت اپنی رب کی اور طرف مظاہر صفات اپنی رب کی بخلاف حضرت موسیٰ کے کہ انکو ارشاد ہوا کہ توجہ در پی ہے ایک امر محال کے نسبت اس دار کی یعنی دار دنیا کی گوفی فتنہ وہ آخرت میں جانیر ہے اس عبارت میں بطور مناظرہ کی بصورت الزام حجتہ استدلالی کے حوالہ طرف جبل طور سینا کی ہوا افتادہ فافہم کتہ المقام اگر چہ معنی الم ترک اور روایات میں مانند الم تر ان الفلک تجری فی السجور الم تعلم میں مگر اس تہ خل میں یعنی الم ترالی ربک کیف تدانظر میں بسبب صلفظ الی کے معنی الم تعلم درست نہیں ٹہتی لہذا یہ تو جہیم جو مینی کی یہ ہے صحیح ہے یعنی دیکھہ اب جانا چاہیے کہ رتبہ عالی کو کونسا ہے اور ان استغفر مکانہ فسوف ترانی اس تہ میں رتہ ہی مذہب شیعہ رفضہ اور معتزلہ برکہ وہ منکر میں رویت الہی کے مطلقا دار دنیا اور دار آخری میں اس واسطی کہ استغفار جبل محکم بنا تو تعلیق بالمحال مطابقا نہ نسبت رویتہ کی مغلوم ہوا رویتہ مطلقا محال نہیں بلکہ محال ہے ساتھ قید اس دار دنیا کی اور حضرت موسیٰ کو بسبب قلت استعداد کے حکم درزش ہوا نسبت تجلی کے کسوت ناز شجری میں اور ندا موسیٰ یا موسیٰ

صحابی رضہ کا ہاتھ ابلیس شیطان کو جب وقت چوری کر کے لے چلا تو ہاتھ وغیرہ صدقات
 کو وقت یقیناً ابلیس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اوپر یعنی صدقات کے اور منت سماحت کر کے
 چوٹ بول کر کہہ پھرے اور لگا خلاصی پائی دورات بہتہ معاملہ رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اعجاز فرماتے رہے حکایت اس قصہ شہینہ کی بدین الفاظ کہ ما فعل شیرک الباریتہ یعنی
 کیا ہوا قیدی شیراکن کی رات کا یا کل کی شام کا اسی ابو ہریرہ اور فرماتی رہے
 کہ کلمہ وہ پہر آویگا اور تعلیم کر گیا اور کو آیت الکرسی اس فرار پر کہ چلو چڑھ دی پھر نہ آویگا
 لا یقر بک شیطان اسکی تا نیر یہ ہے کہ شیطان بہاگ جاتا ہے اس سے اور آنحضرت
 فرماتے رہے کہ وہ اگر چہ چوٹا ہے مگر اس تعلیم ایہ الکرسی میں اور اسکی تاثیر میں سچا ہوا
 غرض کہ کیا تصرف عظیم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ایک صحابی کا یہ تصرف ہوا اور اس حدیث
 سے یہ واضح ہوا کہ کبھی نفع دین کا مرد فاسق سے بھی ہو جاتا ہی اور اخذ امر مستروع
 کا فاسق سے جائز ہی بشرطیکہ اسکو عادل تصدیق اور تسلیم کر ہی جبنا چہ وارد حدیث
 شریف ہے ان اللہ یؤدب الدین بالرجل الفاسق فافهم اور بقا بلکہ اعجاز جلیبی تحت
 حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہوا ہر کل مسافت صبح و مسا و آمد رفت میں سے شام
 تک اور شام سے میں تک صبح و شام ہی براق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی براق کو ہوا سے
 کیا نسبت وارد حدیث شریفین صحاح ہے یضع حافر قدمہ عند انحراف طرف یعنی جہاں تک
 اسکی نظر جاتی تھی وہاں پہر قدم کا قدم پڑتا تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر
 جس جہاں نہ تھا آپ کا لشکر جن اور الرن اور ملائکہ بلکہ ہمراہ براق کے آمد رفت میں بطور سیات
 مرکب براق اور عمدہ نقابت و چوہداری طرقتوا طرقتوا اور الیک الیک گویا یعنی بٹو
 بڑھو ایک طرف ہو جاؤ الگ ہو جاؤ و کمال شاطری و حقیقی و چالما کی حضرت جبریل علیہ السلام
 حاضر رہے اور پہر اپنے مکان سے بسر موٹھا ورنکیا یعنی سدرۃ المنتہی سے۔ اور اعظم
 تصرفات اور آیات معجزات اسی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابراہیم کہ مادر زاد دانا بیٹا اور

صحابی رحمہ کا ہاتھ بلیس سلطان کو جو بوقت چوری کر کے لے چلا تھا غلہ وغیرہ صدقات کو وقت لینے والی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اوپر یعنی صدقات کے اور منت سماحت کر کے چھوٹ بول کر کہ پھر نہ آؤں گا خلاصی پائی دورات بہیم معاملہ رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اعجاز و نالے رہے حکایت اس قصہ غیبیہ کی بدین الفاظ کہ مفضل ابی سیرک الباری رحمہ اللہ یعنی کیا ہوا قیدی نیراکل کی رات کا یا کل کی شام کا اسی ابو ہریرہ اور فرمائی ہے کہ لکھو وہ پہر اولیٰ اور تعلیم کر گیا او کو آیت الکرسی اس قرار پر کہ کچھ چھوڑ دی پھر نہ آؤں گا لایق ربک شیطان اسکی تاثیر یہ ہے کہ شیطان بہاگ جاتا ہے اس سے اور آنحضرت فرماتے ہیں کہ وہ اگر چہ چھوٹا ہے مگر اس تعلیم آیت الکرسی میں اور اسکی تاثیر میں بچا ہوا غرض کہ کیا تصرف عظیم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ایک صحابی کا یہ تصرف ہوا اور اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ کبھی نفع دین کا مرد فاسق سے بھی ہو جاتا ہی اور اخذ امر مشروع کا فاسق سے جائز ہی بشرطیکہ اسکو عادل تصدیق اور تسلیم کر ہی چنانچہ وارد حدیث شریفین ہے ان المدیونہ الذین بالرجل الفاسق فانهم اور بقولہ اعجاز جلیبی تحت حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہوا پر کل مسافت صبا و مساء آمد رفت میں سے شام تک اور شام سے میں تک صبح و شام ہی براق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی براق کو ہوا سے کیا نسبت وار و حدیث شریفین صحاح ہے یضح حافر قدمہ عند اقصیٰ طرف یعنی جہاں تک اسکی نظر جاتی تھی وہاں پہر قدم بڑھاتا تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر جن النہاں آپ کا لشکر جن اور الین اور ملائکہ بلکہ سہراہ براق کے آمد رفت میں بطور سیات مرکب براق اور عمدہ نقابت و چوبدار سی طر قوا طرفوا اور الیک الیک لویان یعنی بڑھو ایک طرف ہو جاؤ الگ ہو جاؤ و کمال شاطری و جیتی و چالما کی حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہے اور پھر اپنے مکان سے بیرون ہو جاؤ و نکلیا یعنی سدرۃ المنتہی سے۔ اور اعظم تصرفات اور آیات معجزات ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے برابر کہ مادر زاد دانا بیٹا اور

مابین ظہر و عصر کے منہبہ کی بل گر کر مگر کئی انصار کی عورتان اور مرد اگر گریہ فوری
 کرنے لگی یہاں تک کہ درمیان مغرب اور عشاء کی اونسی آواز سنی کہ کہتی ہے
 محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لانی بعدہ وکان ذالک فی الکتاب الاول
 وصدق فی صدق ہذا رسول اللہ علیہ السلام علیہ السلام ویرکاتہ روایت
 کیا ہے اسکوا بن ابی الدنیا فی کتاب من عاش بعد الموت میں اور یہ روایت
 نہایت سیدھی ہماری دلائل کو اور اس قسم کی روایات و بارہ معجزات بہت کچھ
 مدارج النبوة مولفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ میں مروی ہیں یہ
 ہی کفایت کرتی ہیں اگر شبہہ کیا جاوی کہ یہ مردہ شاید مسکوت ہو گئی ہوں
 اور زندہ ہوں تو غلط ہی اس واسطی کہ حاضرین اور سوقت کی بے نتیجہ اس امر کی
 بالعبانہ کر لی تھی ایسا شبہہ قابل اعتبار نہیں کہ سکتہ امر حسی میں سے امتیاز
 درمیان سکتہ اور مردہ کے بس متعارف شایع ذالغ ہے اوقطع نظر اس سے
 احیاء و اموات امور ممکنات میں سے ہی نہ ممکنات ناموسی مجرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 اور انکی اتباع کا ثابت ہی ہرگز مستبعد نہیں اور نہ کوئی دلیل شرعی اسکی امتناع
 شرعی ہونے پر قایم ہوئی ہے اگرچہ متنع عقلی ہو کہ نونکہ تا وقتیکہ امتناع شرعی ہو
 سکا اور اسکی پیروی لازم نہیں ایسا محکم عقلی متنع شرعی میں مانند سحر کی یہ امر اس
 قبیل سے نہیں بلکہ ثابت الاصل میں عقلاً وہم شرعاً قایم اور یہ امر ایسی حصا اصل
 عیسوی میں سے شرعاً نہیں ثابت ہوا کہ اور انبیاء تک انبیاء پیشین اور انبیاء پسین
 تک یا انکی اتباع تک تجاوز نہ کری حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی منصوص قرآنی ہے
 قولہ واذ قال ابراہیم ربنا انی کیف نخی الموی قال اولم تو من قال بلوی لکن
 لیطعن قلبی قال فخذ ارجعتہ من الطیر فصرت الیک ثم اجعل علی کل جبل منہن جزاء ثم
 ادع من یرائیک سعیا واعلم ان السعیرین حکیم اور قصہ اذا رسلنا الیہم اثنتین فلکذبتا

تمام قرآن شریف کوئی کتاب پوری اور عبارت پوری بنا لاؤ و خواہ کوئی آئینہ
صورت جو خبر سے بلا تفصیل و بلا تعین بنا لاؤ و فافہم اور جاننا چاہی کہ خارج کرنا ملائکہ
کو اس آئینہ میں سے اور نہ شامل کرنا اور نہ اساتہ جن والنس کے باوجود ہونے کے
فرونی القول میں سے اس وجہ سے ہی کہ ملائکہ معہوم ہیں مدعی اور معاض اور متحدی
قرآن شریف کی نہ ہی اور معہذاض متاخذ ملائکہ ہی فی نفسہ لازم آیا اسلئے کہ ہر گاہ جن
والنس باوصف ہوں موجد النشار اور النشار آموز کی فاجر آدمی تو ملائکہ تو بطریق اولیٰ
عاجز ہیں اور سبب اگر وہ ملائکہ میں اعلم حضرت حبیب اللہ علیہ السلام حامل حق ہیں انکی نسبت خود
لفظ امین قرآن شریف میں نازل ہے اور مقابلہ میں ہے ایسی بابت کو جسکی عظمت کا
اعتراف ہو اور فوقیت کا اقرار قندبر اور یہ عرض جواب جانب ملائکہ سی کہ انجیل میں نہیں ہے
ولیسفک الدماء وخن السجج وک و تقدس لک بزوقت فرما ہی حق تبارک و تعالیٰ کے انی جاعل
فی الارض خلیفہ بطو مقابلہ اور متقاخر نہ تھا بلکہ بطور مباحث حسب لیاقت اور حوصلہ اپنے
کی تہا براہ بی علمی کے جسکا جواب یہ پایا قال انی اعلم ما لا تعلمون اور بطرز امتحان کی تہا
اور واسطی انجہا شرف رتبہ انسان کے فافہم اور نزول کتب سماوی اکثر زبان عبری ہی
اور قرآن شریف کا نزول عبارتہ عربی بے شک زبان عربی افصح اور ابلغ ہی سب
زبانوں سے اور فائق واردا حدیث متناہی ہی لسان اہل الجنتہ عربی اگر ص بطور
روایت قرطاسی کے بعض صحابی در مختار پر نظر سی گذرا کہ زبان اہل جنتہ کی درسی
ہے اور درسی زبان فارسی لغت بلخ ہے عطا اور اگر خطرہ محتو رکھو کہ او کتب منبرہ
اور فرقان حمید و نو کلام الہی میں جمیع تفاوت فصاحت بلاغت کیا بلکہ بیان ہو کر متفاو و فیضا و فیضان
کہ بعض کلام الہی بعض کے فائق فیضا و بلاغت میں زیادہ الہی اسطی انجہا شرف رتبہ کی مانند تفاوت و تہا ہر گز ہی صلہ اسلام
کے نہ تاکہ الرسل فضلنا لبعضہم علی بعضہا ایسا تفاوت جو متناہیہ اور مساوی ہو کلام
مخلوق کے جیسا کہ خیر نبی اور رسول مساوی نہیں نبی اور رسول کی کمزوری نہ مقتضای لفظ

تمام قرآن شریف کو کسی کتاب پوری اور عبادت پوری بنالاء و فساد کو کسی آئینہ کی صورت جو خبر سے بلا تفصیل و بلا تعین بنالاء و فافہم اور جاننا چاہی کہ خارج کرنا ملائکہ کو اس آئینہ میں سے اور نہ شامل کرنا اور لگا ساتھ جن والہ کے باوجود ہونے کے ذمہ الہی القبول میں سے اس وجہ سے ہی کہ ملائکہ معصوم ہیں بدعی اور معارض اور تہدی قرآن شریف کی نہ تھی اور یہ ہذا ضمتا لفظ ملائکہ بھی فی نفسہ لازم آیا اسلی کہ سرگاہ جن والہ باوصف ہوئی موجد النشار اور انشاء آموز کی عاجز آدمی تو ملائکہ تو بطریق اولیٰ عاجز ہیں اور شبہ اگر وہ ملائکہ میں اعلیٰ حضرت جبریل علیہ السلام حامل می ہیں انکی نسبت خود لفظ میں قرآن شریف میں نازل ہے اور مقابلہ بنا فی ہے ایسی بابت کو جسکی عظمت کا اعتراف ہو اور فوقیت کا اقرار قندبر اور یہ عرض جواب جانب ملائکہ کی کہ انجیل میں نصبتا و نسفا الدماء و نحن لننجیحک و نقدرک لک بروقت فرما لی حق تبارک و تعالیٰ کے انی جاعل فی الارض خلیفہ بطور مقابلہ اور مفاخرت نہ تھا بلکہ بطور رضا و محبت حسب لیاقت اور حوصلہ اپنے کی تھا براہ بی علمی کے جبکہ جواب یہ پایا قال انی اعلم ما لا تعلمون اور بطرز امتحان کی تھا اور واسطی اطہار شرف رتبہ انسان کے فافہم اور نزول کتب سماوی اکثر زبان عبری اور قرآن شریف کا نزول بجاہرہ عربی بلکہ شک زبان عربی اخص اور ابلغ ہی سب زبانوں سے اور فائق وارد احادیث مشاہیر ہی لسان اہل لجنہ عربی اگر صہ بطور روایت قرطاسی کے بعض معاشی و مختار پر نظر سی گذر کہ زبان اہل جنت کی درسی ہے اور درسی زبان فارسی لغت پنج ہے خط اور اگر خطرہ مخشور ہو کہ او کتب بنبرہ اور قرآن حمیدہ دونوں کلام الہی میں جہت تفاوت وضاحت بلاغت کیا علی بابہ گنگی و انصاف و انصاف و انصاف کہ بعض کلام الہی بعض کفایت فی مضامین بلاغت میں بارہ الہی اسطی اطہار شرف رتبہ کے فافہم و تفہیم کے لیے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم علی بعض السوا تفاوت جو مشاہیر اور مساوی نبوکلام مخلوق کے جیسا کہ مخیر نبی اور رسول مساوی نہیں نبی اور رسول کو کیونکہ ان کے متضامی لفظ

سے اور منشا پریشانی اس قسم کی امور کا فضلہ رکھنا اوقات مباحات مباحات ہی یا محبت
اوقات سو بہ بخلا سو تدریری ہے نہ اس قسم نقص فضل و کمال پس اس قسم کے بالکثری بنظر
مناصحت ہمار گری و مصالحت صحت نظری واجب الاطاع اور لازم الانبیاء ہی حکم حدیث
شریف اللہین النصیحة الخذر الخذر قسطاس سنی ششم و ہو کا ہو اس توجہ پر کہ
بالفرض اگر یہ کہا جاوی کہ فقہہ اجترہ اثر نہ کو یعنی فنیہ نبی کینکم سنی ظاہری کہ صرف
تشبیہ فی التسمیہ ہی مراد نہیں بلکہ تشبیہ فی المرتبہ و الوصف مراد ہی تا تامل کل فرعون موسیٰ
یعنی لکل مبطّل محقق عطا اصلی کہ اول توجہ نظر نہ کو صرف تشبیہ و صفی ہے کی لای محض
ہے بغیر لحاظ تسمیہ کی اور معہذا اگر از قبیل تشارک و صفی اور تشارک اسمی علی اختلاف
الروایات اثر نہ کو بن کہا جاوی تو مضائقہ نہیں کیونکہ روایت فیہ کچھ کچھ ہی ہے تاہم
اخر انبیاء علیہم السلام کی ناموں کے جیسا کہ او نہیں تشارک اسمی اور وصفی ہے اور
قطع نظر اس سے پہر ہی تو خاتمیتہ خواتم ستہ اس حجت ہی ثابت نہیں ہوتی بلکہ صرف مرتبہ
نبوت میں تشبیہ ثابت ہوتی کے سواء اور کیا ثابت ہوتا ہی سو وہ البتہ تشبیہ ہی بارہ
وصف ثابت اور مذاکرہ غیر حقیقی کے اور تذکرہ اور تعظیم کے موافق توجہ امام قسطاسی
اور امام رزقانی اور امام سیوطی وغیرہ کی وہ مسلم ہی جیسا کہ قسطاسیوں سابقہ میں
دلیل ہو چکا اور مستقبلہ میں ہوتا جدا آتا ہے اور اگر یہ کہا جاوی کہ مراد اس سے وہ مرتبہ
نبوت ہی جو ماخوذ ہے ساتھ وصف خاتمیتہ کی یعنی خاتمیتہ مطلقہ کی اول تو تشبیہ میں
جمع اوصاف ملحوظ نہیں ہوتی والا پھر خاتمیتہ مطلقہ حاتمہ تمامہ طبقات کیا بلکہ از عرش
ناقرش جو خاصہ شخصہ خاتم حقیقی ہے صلعم وہ واسطی خواتم ستہ کی ثابت ہوتا ہی نہ خاتمیتہ
اضافیہ مقیدہ اسلی کہ وصف خاتمیتہ مطلقہ اوصاف مخصوصہ خاتم حقیقی میں ہی ہے
صلعم یعنی یہ خواتم ستہ ہی خاتم مطلق میں تاہم حضرت محمد رسول اللہ خاتم مطلق کے نفس صلی
مذکور بالا اطلاق میں نہ خاتم اضافی میں و بخلاف الفروض اور اضافہ اور شی ہے

تسمیہ

سے اور منشائیں پیش آمد اس قسم کی امور کا فضلہ کو یا قلت مبالغہات ہوتا ہی یا محبت
اوقات سو یہ بوجہ سو تدبیری ہے نہ اس قسم نقص فضل و کمال میں اس قسم کے با کثرتی نظر
مناسبت ہمار گری و مصالحت صحت نظری واجب الاطلاع اور لازم الانبیاء ہی حکم حدیث
شریفہ الذین انصبتہ الخذرا الخذرا سہی ششم دہو کا ہوا اس توجہ یہ ہے کہ
بالفرض اگر یہ کہا جاوی کہ فقرہ اجزہ اثر مذکور یعنی فیہ نبی کینکم ہی ظاہری کہ صرف
تشبیہ فی التسمیہ ہی مراد نہیں بلکہ تشبیہ فی المرتبہ والوصف مراد ہی مانند لکل فرعون موسیٰ
یعنی لکل مبطل محقق عطا اسلمی کہ اول توجہ یہ نظر مذکور صرف تشبیہ وصفی ہے کی کسی مفسر
ہے بغیر لحاظ تسمیہ کی اور مجہذا اگر از قبل تشارک وصفی اور تشارک اسمی علی اختلاف
الروایات اثر مذکورین کہا جاوی تو مضائقہ نہیں کیونکہ روایت فیہ محمد کچھ کہہ ہی ہے مانند
الانبیاء علیہم السلام کی ناموں کے جیسا کہ او نہیں تشارک اسمی اور وصفی ہے اور
قطع نظر اس سے پہر ہی تو خاتمیتہ خواہم سہ اس محبت ہی ثابت نہیں ہوتی بلکہ صرف مرتبہ
نبوت میں تشبیہ ثابت ہوتی کے سوا اور کیا ثابت ہوتا ہی سو وہ البتہ تشبیہ ہی بارہ
وصف ہدایت اور مذاکرہ غیر حقیقی کے اور تذکیر اور تعظی کے موافق توجہ امام قسطلانی
اور امام زر قانی اور امام سیوطی وغیرہ کی وہ مسلم ہی جیسا کہ قسطلانی سابقہ میں
دلیل ہو چکا اور مستقبلہ میں ہوتا جدا آتا ہے اور اگر یہ کہا جاوی کہ مراد اس سے وہ مرتبہ
نبوت ہی جو ماخوذ ہے ساتھ وصف خاتمیتہ کی یعنی خاتمیتہ مطلقہ کی اول تو تشبیہ میں
جمع اوصاف ملحوظ نہیں ہوتی والا پھر خاتمیتہ مطلقہ عامہ شاملہ جمیع طبقات کیا بلکہ از غرض
نافرمان جو خاصہ محققہ خاتم حقیقی ہے صلحہ وہ واسطی خواہم سہ کی ثابت ہوتا ہی نہ خاتمیتہ
اضافہ مقیدہ اسلمی کہ وصف خاتمیتہ مطلقہ اوصاف مخصوصہ خاتم حقیقی میں سی ہے
صلحہ یعنی یہ خواہم سہ ہی خاتم مطلق ہیں مانند حضرت محمد رسول اللہ خاتم مطلق کے نظر فیہ
مذکور بالا اطلاق میں نہ خاتم اضافی ہیں و ہو خلاف الفروض اور اضافہ اورشی ہے

خاتم النبیین میں پس ائمہ بھی اونکی خاتم الاحم ہے لان محمد اصلہم خاتم النبیین قائمہ خلقت
 سائر الاحم من نفسہ المذاریک اسکو قرینہ شرعیہ کہتی ہیں اور منشا و منشاء کہونکہ وجود اہم
 خاتمیتہ ساتھ وصف خاتمیتہ کی ایسا ہی ہے جیسا کہ وجود خاتمیتہ نبوت حقیقتہ تحقیق
 الوجود ہے نہ کہ وصف اضافی اعتباری ہے اور خاتمیتہ ائمہ مرحومہ مذکورہ جا بجا
 بنصوص قطعیہ قرآنیہ اور اخبار نبویہ اور آثار صحبیہ بلکہ کتب منثرہ سابقہ مقررہ و احادیث
 ثابتہ ہی محض الاخرول السابقون و ایت حدیث شریفہ و اوصحاح و غیرہ کافی ہے
 انکار اس باب میں موجب اطالیہ ہی معلوم ہر کہ وہ ہی پس بہر حال بہر دو صورت
 مذکورہ یعنی صورت مجاز و حمل و صورت استعارہ اس تشبیہ ہی مطلب اہل مطلب
 ہرگز برآر نہیں با و قیاس کہ منشا تشبیہ شرعی ہو اور لفظ خاتم اثر مذکور میں تبصریح نہ ہو
 پس معلوم ہوا کہ مراد اثر مذکور میں لفظ نبی سے مادی غیر نبی مراد میں سمی با ساء
 مذکورہ الاثر مذکور اور تشبیہ امور محسوسہ میں ہو یا معنویہ میں ملاحظہ امر تحقیقی ہے بخلاف
 اضافہ کہ وہ ملاحظہ امر اعتباری ہے پس برین تقدیر لازم آتا ہی فقرہ اثر مذکور میں
 اجتماع وجود و عدم محل واحد میں پس ما نحن فیہ میں محل نزاع اضافہ نہیں ہو سکتا
 بلکہ محل نزاع تشبیہ ہی نفس نبوت میں حیثیت محل اثر مذکور ہے جبکہ کمال استلزام کہ
 فی النبوت ہی مبی قطع النظر عن الخاتمیتہ اور اگر اثبات تشبیہ منظور مشابہت اضافہ ہوتا تو جب
 قواعد عبرتہ ممکن تھا مگر اسکو لزوم شرکت فی النبوت مانع ہے اور بعض صورتیں یا
 نوار و شریعت یا تکرار شریعت یا تکلیف قبل ورود شرح جیسا کہ قساطیس البعین
 مفصل گذرا لا بطریق مجاز و استعارہ مراد مادی غیر نبی ای جاوین حسب اقتداء
 سلف صالح مانند قسطلانی و زرقانی و غیرہ تو بہر لاخبار کنندان ہے اور یا صورت
 مطلب برآری تبصریح بدین لفظ ہوتی فیہ خاتم کما حکم مگر یہ یہ ہی بصورت تشبیہ ہی
 نہ بصورت اضافہ بدلیل مذکور لا تجوزا بوجہ وجود منشا اضافت مگر یہی احتیاج

خاتم النبیین میں پس اثبتہ بھی اور انکی خاتم الامم ہے لان محمد اصلہم خاتم النبیین قائمہ خلقت
 سائر الامم من تشییر الہدایک اسکو قرینہ شرعیہ کہتی ہیں اور منشا و منشاء کیونکہ وجود امت
 خاتمیتہ ساتھ وصف خاتمیتہ کی ایسا ہی ہے جیسا کہ وجود خاتمیتہ نبوت حقیقیہ تحقیق
 الوجود ہے نہ کہ وصف اضافی اعتباری ہے اور خاتمیتہ امتہ مرحومہ مذکورہ جاہجا
 بمخصوص قطعیتہ قرآنیہ اور اخبار نبویہ اور آثار صحبیہ بلکہ کتب منثرہ سابقہ مقررہ و احکامات
 ثابتہ ہی محض لآخر و ان السابقون و ایت حدیث شریفہ و اورد صحاح وغیرہ کافی ہے
 اکثر اس باب میں موجب اطلالیہ ہی معلوم ہو کہ وہ ہی پس بہر حال بہر دو صورت
 مذکورہ یعنی صورت مجاز و حمل و صورت استعارہ اس تشبیہ میں مطلب اہل مطلب
 سرگز برآر نہیں یا وقتیکہ منشا تشبیہ شرعی ہو اور لفظ خاتم اثر مذکور میں تبصریح نہ ہو
 پس معلوم ہوا کہ مراد اثر مذکور میں لفظ نبی سے ماویٰ غیر نبی مراد میں سہمی با ساء
 مذکورہ الاثر لہذا کور اور تشبیہ امور مجسوسہ میں ہو یا معنویہ میں منجملہ امر تحقیقی ہے بخلاف
 اضافہ کہ وہ منجملہ امر اعتباری ہے پس برین تقدیر لازم آتا ہی فقرہ اثر مذکور میں
 اجتماع وجود اور عدم محل واحد میں پس ماخوذ فیہ میں محل نزاع اضافہ نہیں ہو سکتا
 بلکہ محل نزاع تشبیہ ہی نفس نبوت میں جسکو محل اثر مذکور ہے جبکہ کمال استلزام کہ
 فی النبوت ہی معنی قطع النظر عن الخاتمیتہ اور اگر اثبات تشبیہ منظور ہو تو نیز اضافہ ہوتا جو
 قواعد عشرتہ ممکن تھا مگر اسکو لزوم شرکت فی النبوت مانع ہے اور بعض صورتیں یا
 تو اورد شرحت یا نکرار شریعت یا تکلیف قبل ورود شرع جیسا کہ قساطیس یقین
 مفصل گذرا لا بطریق مجاز و استعارہ مراد ماویٰ غیر نبی لہی جاوین حسب اقتدار
 سلف صالح مانند قسطلانی و زرقانی وغیرہ تو بہر اخبار کنندان ہے اور یا صورت
 مطلب برآری تبصریح بدین لفظ ہوتی فیہ خاتم کما حکم مگر یہ یہ ہی بصورت تشبیہ ہوتی
 نہ بصورت اضافہ بدلیل مذکور بالا تجوزاً و وجہ وجود منشا اضافہ مگر یہ ہی احتیاج

سے بلکہ غلبہ ہی جیتہ علمی کو اور پر جہت وصفی اور مرتبی کے وہ روایت مزاحم حال ہے
 اس جہت وصفی اور مرتبی کو اوس روش پر جو کہ منشا ہی ثبوت خاتمیتہ اضافیتہ مروجہ
 کا پس معلوم ہوا کہ وہاں مادی غیر مبنی میں مسیحی یا سمارا نبیاء از دم دلوح یا مجسمہ صلوٰۃ اہل
 علی نبینا وعلیہم السلام جو منشا بہہ میں ساتھ ہر ایک نبی طبقہ علیا سہمی اپنی کے نفس دلیاتہ
 وغیرہ اوصاف جمیلہ اور ملکات فحیمہ اور اخلاق فاضلہ میں قدم مقدم اونکی تبلیغ میں
 فقط لا غیر الخذر الخذر والسر عظم علیہم قسط اس سہمی تفہیم اگر بیشبہہ کیا جاوے
 کہ ایسے انار کا انکار کرنا جیسے یہ اثر مذکور کہ جسکی صحت مع الشذوذ ہے اور ہر شذوذ قاطع
 صحتہ نہیں گو قطعی الثبوت نہیں جو مفید یقین ہوا اور تکلیف عجزہ اوسکی کی دیجاوے اوسکی
 منکر کی تکفیر کیا دی کیونکہ احتمال خطا باقی رہتا ہی کہ حد تو اترو کہ نہیں پہنچی البتہ حضرت
 ابن عباسؓ ہی مروی ہے بطور اثر کی اور اوسکی مضمون پر انصاف اجماع ہی نہیں ہوا
 جو باعث تکفیر منکران ہو گا خالی از تبدیع تو نہیں اسلی کہ ائمہ حدیث انی اوجد فی حکم
 شذوذ کا دیا جو ایسا شذوذ مطاعن حدیث سہمی نہیں خطا پس رفع شبہہ مذکور یہی کہ اولاً
 اسکا انکار اہل تحقیق نے سلفاً و خلفاً نہیں کیا بلکہ اسکی اصلاح بدینطور کی کہ جس سے اثر
 مذکور میں اور آیتہ خاتمیتہ میں تطبیق حاصل ہوئی چنانکہ اکثر قسما سوئیں مذکور ہو چکا کہ جسکی
 تسلیم سے اہل استنباط کو خلش پیدا ہوئی کہ ثبوت اوسکی بطول پہنچی اور قطع نظر اس سے
 حاصل اس شبہہ کا یہ ہی کہ ثابت اوسکا ہی ساتھ ثبوت ظنی کے اول اہل تحقیق سے
 کوئی اس اثر کا منکر نہیں ہوا اور بالفرض منکر ہوا تو منکر ظنی الثبوت پر کیا الزام ہے
 کیا نہیں معلوم ہی کہ منکر واجب جو کہ واسطہ ہی درمیان فرض کے اور سنت کی نزدیک
 حقیقہ کہ جسکا امام شافعیؒ انکار کر کے ملین متبع ہرگز نہیں بلکہ مشیوای اہل سنت و جماعت
 میں کیونکہ ثبوت اوسکا ہے ساتھ دلیل ظنی کے نہ ساتھ قطع کے اور بالفرض اگر متبع
 ہی ہوا تو ظنی ہوا اور ظاہر ہی کہ ظن کافی نہیں قولہ ان الظن ولا یغنی عن الحق شیدا

ملاحظہ فرمائیے
 اس کا منشا ہی

سے ملکہ غلبہ ہی جہتہ علمی کو اوپر تہمت وضعی اور مرتبی کے وہ روایت مزاحم حال ہے
 اس جہت وضعی اور مرتبی کو اوس دش پر جو کہ منشا ہی ثبوت خاتمیتہ اضافیتہ ضروری
 کا نہیں معلوم ہوا کہ وہ ان مادی غیر مبنی میں مسیحی یا سحرانہ یا راز دم و لوح یا کج صلوٰۃ الہ
 علی نبینا وعلیہم السلام جو مشابہہ میں ساتھ ہر ایک بائنی طبقہ علیا سخی اپنی کے نفس پرانیہ
 وغیرہ اوصاف جمیلہ اور ملکاتہ فحیمہ اور اخلاق فاضلہ میں قدم لقدم اونکی تبلیغ میں
 فقط لا غیر الحمد للہ راز الدار علم و علمہ تم قسط اس سے قطعہ کر بیٹہ کیا جاوے
 کہ ایسے انکار کا کرنا جیسے یہ اثر مذکور کہ جسکی صحت مع الشذوذ ہے اور ہر شذوذ قیاس
 صحتہ نہیں گو قطعی الثبوت نہیں جو مفید یقین ہو اور تکلیف عقیدہ اوسکی کی دیجاوے اوسکی
 منکر کی تکفیر کیجاوے کیونکہ احتمال خطا باقی رہتا ہے کہ حد تو اتر کر نہیں پہنچی البتہ حضرت
 ابن عباسؓ سے مروی ہے بطور اثر کی اور اوسکی مضمون پر اتحاد اجماع ہی نہیں ہوا
 جو باعث تکفیر منکران ہو مگر خالی از ابتداء تو نہیں اسلی کہ ائمہ حدیث نے لوجہ شیعہ کے حکم
 شذوذ کا دیا جو ایسا شذوذ و مطاعن حدیث سے نہیں قطعیس رفع شبہ مذکور یہی کہ اولاً
 اسکا انکار اہل تحقیق نے مسلفاً و خلفاً نہیں کیا بلکہ اسکی اصلاح بدینطور کی کہ جس سے اثر
 مذکور میں اور آیتہ خاتمیتہ میں تطبیق حاصل ہوئی چنانکہ اکثر قسطا سونے مذکور ہو چکا کہ جسکی
 تسلیم سے اہل اشتباہ کو فاضل بنیاد ہوئی کہ ثبوت اوسکی بطول پہنچی اور قطع نظر اس سے
 حاصل اس شبہ کا یہ ہی کہ ثابت اوسکا ہی ساتھ ثبوت ظنی کے اول اہل تحقیق سے
 کوئی اس اثر کا منکر نہیں ہوا اور بالفرض منکر ہوا تو منکر ظنی الثبوت پر کیا الزام ہے
 کیا نہیں معلوم ہی کہ منکر واجب جو کہ واسطہ ہی درمیان فرض کے اور سنت کی نزدیک
 حقیقہ کہ جسکا امام شافعیؒ انکار کر کے ملین متبوع ہو کر نہیں بلکہ شیوای اہل سنت و عبادت
 میں کیونکہ ثبوت اوسکا ہے ساتھ دلیل ظنی کے نہ ساتھ قطع کے اور بالفرض اگر متبوع
 ہی ہوا تو ظنی ہوا اور ظاہر ہی کہ ظن کافی نہیں قولہ ان الظن ولا یغنی عن الحجج شیعہ

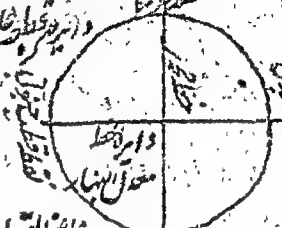
قسط اس سے قطعہ کر بیٹہ کیا جاوے

بالا جزا الحیثیۃ السبائیۃ الخاق اسی العین لا اعتبار لازم آتا ہے اور وہ باطل ہے قطعاً
 یہ شخص ایک بار عقلی ہے بلکہ در صورت اعتراف نفس نبوت انبیاء اگرچہ کچھ ضرر خاتمیہ حقیقی
 کو نہیں پہنچتا چنانکہ اور انبیاء علیہم السلام کا وجود منقرض نہیں ہوا کہ ظاہر ہی مگر بخلاف
 دعویٰ نبوت صرفہ ہی نسبت خاتمہ سہ جہت جہان صاحبون مدعیان نے کیا ہے حال
 شرکت فی النبوت نسبت نبوت خاتم النبیین صلعم کی اور اور استحالة الزام بالانزمام قبل ورود
 الشرع بموجب قولہم **لکم واکنا** جہدین حتی نبعث رسولاً و خلاف سنت الدوام و قول
 حق تعالیٰ **ولن یجد لسنۃ المتبدلین** یا تو ارد شریعت یا تکرار شریعت و غیرہ جو اکثر قساطر میں
 بین دلیل مفصل مذکور ہیں لازم آتی ہے اور در معجزہ اعز در کار ہی کہ خاتمیہ مطلقہ ایک معنی بسیط
 ہے کہ شیعہ او شیعوں اور سکا نسبت افراد کی اگرچہ فرد واحد ہی ہو یا افراد کثیرہ خواہ افراد
 شخصی ہوں یا حضض علی محمد علی بذالقیاس بسیط ہی خصوص وصف اطلاق کہ شرح حقیقتہ
 اور بیان عنوان او سکا ہی نہ از قبیل قیدی او سکو یعنی خاتمیہ مذکورہ کو کمی بیشی افراد
 سے کچھ آسیب ہرگز نہیں پہنچتا نہ او سکو نہ فارسی اور نہ المیاد اور انقضاء خواہ افراد
 ارض کثیرہ ہوں یا تخلیۃ متصلہ متنفرہ ہوں یا منفصلہ منفکہ اور یہ سب امور لاحقہ مرتبہ
 ثالث میں بین از قبیل اوصاف محل افراد نہ اوصاف افراد کہ اثر او سکا نسبت اوس
 معنی بسیط کی بواسطہ افراد ہی نہ بالذات مگر او سکی سائی و انتک کہان اور انکار اس
 امر ہی جو مستلزم معنی تخصیص کو اور باقی رہ جانی ایک حتمہ کو منجملہ سات حصوں کی غلط ہو جانا
 اثر مذکور کا ہرگز نہیں لازم آتا چنانچہ شرح بخارجی غیرہ ان بموجب تفسیر حضرت اعلیٰ علیہ السلام
 ساتھ حدیث قدسی مذکور کی اور بتجیت او کی اس حقیر نے بمالایزید شرح و بسط معنی کیا
 گئی کہ جس سے تطبیق بین الحنین یعنی معنی آیتہ خاتمیہ اور معنی اثر مذکور بین حاصل ہو ہی اور
 حال نہ انکار اثر مذکور اور تخلیط معنی مذکور دوم ایسی متغایر ہیں اور متوازی کہ سکی
 غلطی ہرگز مستلزم انکار اثر مذکور نہیں کیونکہ الحنین صلا قہ ملاقات منقطع ہی پسین ہم

بالاجزاء الحسبیتۃ السبائینۃ الخالق اسی العین لا غبار لازم آتا ہے اور وہ باطل ہے قطعاً
یہ شخص ایک بنا بر عقلی ہے بلکہ در صورت اعتراف نفس نبوت انبیاء اگرچہ کچھ ضرورتاً تسمیۃ حقیقی
کو نہیں پہنچتا چنانکہ اول انبیاء علیہم السلام کا وجود ضرورتاً نہیں ہو کہ ظاہر ہی مگر خلاف
دعوی نبوت صرفہ ہی نسبت خاتم سبب حیران صاحبون مدعیان نے کیا ہے حالہ
شکرت فی النبوت نسبت نبوت خاتم النبیین صلعم کی اور اور استحالة الزام بالانذار قبل ورود
الشرع بموجب قولہ **لَا تَحْمِلُوا کُنْزَ هَٰذِهِ الدِّینِ حَتّٰی یُخْرِجَ رَسُوْلًا** او خلاف سنت الہیہ و اجوبہ قول
حق تعالیٰ **وَمَنْ یَّجِدِ لِنَفْسِکَ الْمِیْرَاثَ فَلِیْہِ ذَٰلِکَ** یا تو ارد شریعت یا تکرار شریعت و خبر جو اکثر قساطیس
میں دلیل مفصل مذکور ہیں لازم آتی ہیں اور معہذا غور درکار ہے کہ خاتمیت مطلقہ ایک معنی بسیط
ہے کہ شیعہ اور شمول و سکا نسبت افراد کی اگرچہ فرد واحد ہی ہو یا افراد کثیرہ خواہ افراد
شخصی ہوں یا حضرات علی علیہم علی ہذا القیاس بسیط ہی مخصوص وصف اطلاق کہ شرح حقیقتہ
اور بیان عنوان او سکا ہے نہ از قبیل قیدی او سکو یعنی خاتمیت مذکورہ کو کمی بیشی افراد
سے کچھ آسیب پرگز نہیں پہنچتا نہ او سکو از فلاسی اور نہ انبیاء اور انقضاء خواہ افراد
ارض کثیرہ ہوں یا تنجلیات متصلہ یا متفرقہ ہوں یا منفصلہ منفکہ اور یہ سب امور لاحقہ مرتبہ
ثالث میں ہیں از قبیل اوصاف محل افراد نہ اوصاف افراد کہ اثر او سکا نسبت اوس
معنی بسیط کی بواسطہ افراد ہی نہ بالذات مگر او سکی رسائی و انتہا کہاں اور انکار اس
امر ہی جو مستلزم معنی مختص کر اور باقی رہ جانی ایک حصہ کو منجاسات حصول کی غلط ہو جانا
اثر مذکور کا ہرگز نہیں لازم آتا چنانچہ شرح بخاری غیر دانی بموجب تفسیر حضرت ابن عباس رضی
سائہ حدیث قدسی مذکور کی اور بیہجت او کی اس حقیر نے بالانذار شرح و بسط معنی کیا
کئی کہ جس سے تطبیق بین المعین یعنی معنی آیتہ خاتمیتہ اور معنی اثر مذکور میں حاصل ہو ہی اور
حالانکہ انکار اثر مذکور اور غلطی معنی مذکور و وہاں ایسی متغایر ہیں اور متوازی کہ اس
غلطی ہرگز مستلزم انکار اثر مذکور نہیں کیونکہ انہیں علاقہ ملاقات منقطع ہی پس چہ

لہذا یہ سب کو ایک اطلاق ہے۔ بہر کچھ ضرورت ہمیں طرف ایاہ کی گئی تھی۔ باقیہ منقسمہ حوالہ طبقہ
 اعلیٰ اور صورت آواز سی برقعہ قلمہ حکما ارض علی کی سبب زیادہ مساحت اس کی کے نسبت طبقات
 عالمہ ارضیہ سے زیادہ کی نسبت عینا فاقیم صورت ملکہ فقط

تس اب کچھ ضرورت ہمیں طرف ایجاد خواہم شدہ دربارہ حصول
 غرض مطلوب شریعت یعنی انکار افراد امتہ بلا سوئختہ دیگر توجہ
 اور معنی اثر لکھ رہی بر بارسی بقویہ توجہ ہر مسئلہ لک



کثیرا ارض اور سب لوازم ضروری بجای خود قائم رہتی ہیں مگر تحقیق تنزل امر نہیں ہے کی اس
 صورت میں جو موجب التباس ہے اس باب میں وہ مفصل مختصر یہ قسط اس آئیدہ میں مذکور ہوگا
 ہو کہ رافضیہات ہی کو طبقات ملقسمہ ہی ہوں تنزل امر نہیں ہے کچھ آسب ہمیں فقط۔

قسط اس سے ہی تم جاننا چاہی کہ ان تیان صیغہ واحد نسبت ارض کے قرآن شریف میں
 بوجہ نسبتیہ ہی جو موضوع ہی واسطی اطلاق کے اور واحد اور کثیر کے اور مراد ہی بیان
 اوس ہی کثیر اور وجود اختیار فقط واحد جہت التبعاق طبقات سب سے کہ اس علم میں کلام
 نہیں جیسا کہ بعض روایات اخبار صحیحین لفظ صحیح ارض میں ہی وارد ہی با جہت عدم اختلاف
 مائتہ طبقات کی کہ سب ایک ہی جنس ارض سی ہی ہیں بخلاف طبقات سموات کی کہ اجناس
 مختلفہ سی ہی ہیں جیسا کہ روایات اکثر تفاسیر میں جو جو ضلہ اہل شرع کو اختلاف اقد سبب سے ارض کی

ہی جنس ہیں طبقات میں بعض متکلمین اہل اسلام کی نزدیک طبقات سب سے ملقسمہ ہیں جو افق
 قول اہل حنیفہ کی مگر بطاہر مخالف ہی قول اللہ تعالیٰ کی۔ اولہم یرالذین کفروا ان السموات
 والارض کانتا رقا ففلقنا ہما یعنی کیا نہیں جانا کافروں نے کہ آسمان اور زمین تھی متصل
 ملی ہوئی پس کر دیا ہمنی جدا اون دونو کو فقط لیکن بنظر ظہور یہ معنی ہیں کہ یہ دونوں صنف
 سر جہت الجہوج با افراد کانت افراد کل واحد من غیر متعلقہ تھا نہیں ہوا و منفصلہ

کے اور یہ لفظ خاتم بہر مضاف ہی طرف جمع مستغرق الافراد کے جو لفظ التبيين ہے اور
اس ہی خاتمیہ ماضوہ اور بوصف ہو گیا مذکورہ میں بحث ہی پس گونہ مسلوب التاویل
ہی قطعاً و حالاً و مالاً تحقیقاً و تقدیراً و انبیاءاً پس خاتم کا کوئی کمال ہی نہیں ہے
نہ اضافہ نہ صرف خاص میں کسی طرح جو قایل الہی دین ہو کہ حق بوطرفہ متفقہ کی اسطیج کی علیٰ التامیل
باطرفہ کسی پیر تشخص کے باطرفہ تشہاد کی فاقہ فراغتاً کلاماً منقول الاقتراق والہر حکم بالصلوب
پس اس قسم کا فیاس سیر و ان زقیاس ہے قرآن شریف میں کیا کیا شئی نازل نہیں ہے
فی القرآن کو کیا دخل ہے استلزام تھا و مفاد مراد میں کہ اظہر ہی پس بحسب ان تحقیقات
کی محض اثر مذکور کے جو مسئلہ میں تطبیق بین الایۃ والاثر الذکورین کو جو مویدا و وحید ہیں
توجہ لفظ نبی کو معنی ہادی و اعظ مذکور غیر نبی موافق تحقیق شراح بخاری شریف وغیرہ
جو یہ توہ کیا بلکہ صریح وہ ہی محض ہیں جو خود صاحب اثر نبی رہنا ساتھ حدیث قدسی تفسیر کر دی
اور واسطی افادہ مزید مبالغہ کی ساتھ لفظ نبی کے متعیر فرمایا کہ مبالغات بغرض مصالح
استعمالات شارح میں ثابت ہیں کہ وہ کاشع میں خلاف واقع ہیں بلکہ بعض قسط اس میں
اسکی بخوبی شرح و بسط ہی وہ شبہ جوٹ بولنی کا عہد جو جانب حضرت عبد اللہ ابن عباس
امام المفسرین اعدل الصحابہ میں سے ہیں جسکو براہ امت جانب اہل حجۃ لفظ نبی کے منسوب
کرتی ہیں مگر خیال بعض فاضل مشہور خواجہ تہا نجایت الہی حبشہ زایل ہو گیا اور اگر
فقہ المعاریض سند و حجت کے کذب و افح بخاری شریف علاوہ برین ہے یعنی تشریحات اور
کنایات اور محازات اور تاویلات کو وسعت ہی متبرک ہیں کہ باری شریفاً مثلاً لفظ عدو شیعین
اور حسائے کا دربارہ ببال بعد مسافت فجا بین زمین و آسمان وارد احادیث ہی اور اسکی
سبب محمد بن نے توجہ یہی کی ہے کہ تحدید مسافت مراد نہیں بلکہ بطور قدر شتر کہ مطابق توجہ
کثیر مراد ہی علیٰ القیاس راجحہ بسیار وارد اخبار و آثار میں فادرک۔ اور یہ ہیں اہل
تحقیق اس نسبت رفض اور اعتزال اور خروج سی جو رنجہ فہم بعض فضلاء اسی محفوظ رہی الحمد للہ

وحی کو کنایتہ لفظ مشتق اپنی قوم سے کیا۔ یوحنا صرف نامہ واری قوم کے اور خوف از اس
 سے یا براہ تواضع اور مانند قول حق تعالیٰ و تبارک کی اولیس اسرا قباد علی ان یخلق مثلهم علی
 الخلاق العظیم بمعنی مخالفت فی المائتہ والادوصاف الخواص ہے یعنی قادر ہے اور پر پیدا
 کر کے مثل اس مخلوقات کی اور ایراد ضمیر فروعی العقل جو راجع ہی طرف جن والنس اور ملک کی
 جو عام ہیں سموات اور ارض کے شرافت ہے کہ افراد شریفہ مخلوقات ہی ہیں اسطی دلالت کرنی
 کے اور افراد باقیہ مخلوقات کی اگرچہ اجسام اور اجرام عظیمہ میں ہی ہوں اسلی کہ وہ باخل
 ہیں تحت قدرت حضرت حق مطلق جل شانہ کی اور مانند قول آنحضرت صلعم کے ایک مسلمانی الی
 ابیت عند ربی بطبعنی و سقیبنی یعنی نہیں ہے کوئی میرا مشابہہ میں شب گذاری کرتا ہوں وہ کیا
 اپنی رب کی وہ کہلاتا ہی مجکو اور بلاتا ہی مجکو اور ممکن ہے کہ یہ لفظ مثل وارد احادیث بعضی
 محامل بھی ہو کہ جسکو سبب کیا بطور استقہام انکاری یعنی انہیں کوئی میرا محامل اس وصف
 خاص میں پس چسپا کہ آیات مذکورہ بالا میں اثبات ہی تملیہ کا نفس مائتہ بشتہ میں اور
 خصوصیت ہی و صف و صیغہ میں ایسا ہی میں مخصوص ہوں اس وصف خاص مذکور کے ساتھ
 حدیث مذکور میں اور مثال مشابہہ وصفی کی یہ ہی فلاں مثل حاتم یعنی مشابہہ ہی وصف
 جو اور سخا میں نہ محامل ہے تاکہ لازم آوی مساوہ جمع اوصاف میں حالانکہ بہت اوصاف
 ہر گری میں مباح ہے پس معلوم ہوا کہ منشأ و صد و لفظ مثل اثر مذکور میں یہ ہی لفظ مثل
 ہے جو واقع ہی نظم قرآن میں اس آیت شریفہ میں ومن الارض مثلیں یعنی اوس اثر میں
 ہی اس ہی قسم کی تملیہ ہے یعنی فیہ مثل ہر اسم و لوح الخ مراد مشابہہ فی الوصف الخاص
 ہے اور وہ وصف تذکیر اور تعظیم اور باریت ہی یا صرف رسالت ہی بدیعنی کہ پیغمبر
 ہیں انکی جو پیغام رسان میں تجبات کو جانب انبیاء المرسی اور جہد اعلا وہ برین ہے
 کہ مشتی ہی میں ساتھ ان ہی اسماء مذکورہ کی اثر مذکور میں بطور تشارک اسی کے مانند تحقیق
 شراح بخاری وغیرہ کی جسکی تائید اور تشہید و تشریح تا آخر قساطیس میں ہوتی چلی آئی ہے

وحی کو کائنات بلفظ صفت اپنی قوم سے کیا یو جہ صرف نامہ واری قوم کے اور خوف از ارتقا
 سے یا براہ تواضع اور مانند قول اشتعالی و تبارک کی اولیس الہر بقادر علی ان یخلق مثلکم علی
 الخلاق العظیم یعنی محانت فی الہامیۃ والادوار الخواص سے یعنی قادر ہے اور پر پیدا
 کرنے مثل اس مخلوقات کی اور ابراہیم فریضی العقل جو ارجح ہی طرف جن والنس اور ملک کی
 جو عام ہیں ہموات اور ارض کے شرافت ہے کہ افراد شریفہ مخلوقات ہی ہیں اسطی دلائل کرنا
 کہ اوپر افراد باقیمہ مخلوقات کی اگر جدا اجسام اور اجرام عظیمہ میں ہی ہوں اسکی کہ وہ متباہل
 ہیں تحت قدرت حضرت حق مطلق جل شانہ کی اور مانند قول آنحضرت صلعم کے اکیم مثلی ان
 ایبت عند ربی لطیفی وسیقینی یعنی نہیں ہے کوئی میرا مشابہہ میں شب گذاری کرنا پیون کیا
 اپنی رب کی وہ کہلاتا ہی مجکو اور بلاتا ہی مجکو اور مجھ سے کہ یہ لفظ مثل وارد احادیث بعضی
 محال ہی ہو کہ جسکو سبب کیا بطور استفہام انکاری یعنی نہیں کوئی میرا محال اس وصف
 خاص میں پس جیسا کہ آیات مذکورہ بالا میں اثبات ہی مثلیۃ کالفسن ما یتنبہ لہستہ میں اور
 خصوصیتہ ہی وصف وحی میں سیاسی میں مخصوص ہوں اس وصف خاص کو کہ ساتھ
 حدیث مذکور میں اور مثال مشابہہ وصفی کی یہ ہی فلان مثل تم یعنی مشابہہ ہی وصف
 جو اور بخامین متماثل ہے تاکہ لازم آوی مسوات جمیع اوصاف میں حالانکہ بہت اوصاف
 جدا گری میں مباہل ہے پس معلوم ہوا کہ منشا وصف و لفظ مثل اثر مذکور میں یہ ہی لفظ مثل
 ہے جو واقع ہی نظم قرآن میں اس آیت شریفہ میں ومن الارض مثلیٰ یعنی اوس اثر میں
 ہی اس ہی تم کی مثلیۃ ہے یعنی نہ مثل الہامی و لوح الخ مراد مشابہہ فی الوصف الخاص
 ہے اور وہ وصف مذکور اور تعظیم اور بدایت ہی یا صرف رسالت ہی بدیعنی کہ یہ خاص
 ہیں اولیٰ جو پیغام رسان میں جنات کو جانب انبیاء المرسی اور محمد اعلا وہ برین سے
 کہ مشتمل ہی میں ساتھ ان ہی اسما مذکورہ کی اثر مذکور میں بطور تشارک اسی کے مانند تحقیق
 شراح بخاری وغیرہ کی جسکی تائید اور تہدید و تشبیہ تا آخر قساطیس میں ہوتی جلی آئی ہے

اس سے اوطاق مذکورہ ارض میں خلو ہو یا نہ ہو واسطہ ثبوت مطلب نزول وحی کے جو متعلق
 علیہ ہی وجود و خاتم مقرر و ضابطہ کا جو مقصدی اور مستلزم تھا خلو مذکور کو پس کچھ ضرورت نہ رہی خاتم سے
 کی اور نہ خلو طبقات سافلہ کی سبب کفایت کرنی جو طبقہ علیا ارض اور آسمان دنیا کی جو مشارک البدر
 صریح ہے آیات قرآنی میں باتفاق مفسرین اور اگر کہہ کہا جاوے کہ اور آیات نہیں کرتا۔
 اکثرہ جہان تشریف نازل ہوئی اور اس آیت متبرکہ میں کیوں تغیر اسلوب ہو ایسی ضخیم جمع مؤنث جو
 لفظ نہیں میں ہے تو جواب اوسکا یہ ہی تاکہ تغیر اسلوب دلالت کرے اور طبقات متجددہ
 کے ہی لفظ تشریف ہوں یا منفصلہ فقہ ہوں بہ امر آخری اور ہر گاہ نزول وحی ہو اور میان
 محمد یعنی سطح رومی زمین جسم تعلیمی طبقہ علیا کے اور درمیان مقعر بطور جسم تعلیمی آسمان دنیا کے
 جو عبارت ہی جو مذکور ہی تو بہر حال نزول ثابت ہی درمیان چودہ طبق کے باہر و اگر کہہ کہا
 جاوے کہ نظرا لقصاف معنی جہتی نزول وحی کے یہ میں کہ اوپر ہی نیچی کو جاوے یعنی بہر حال آسمان سے
 طبقہ علیا زمین پر آوے جو مقعر ہی اوسکا اس واسطی کہ حجر رسول الصلحہ خاتم حقیقی کا وجود یا جو اس
 ہی طبقہ پہنچے اور پھر بواسطہ اونکی نیچی کے طبقات کی انبیاء کو بطور احکام ملازمان بالادست ملازمان
 ماتحت کو پہنچتی ہیں پہنچی یعنی اول آئیکو وحی آوے اور پھر بواسطہ ملائکہ کی اونکو پہنچی۔ پس چاہتا تھا
 کہ یہ عبارت شبہہ مذکورہ جو فیصل سے اسلامی کہ ہر گاہ نزول وحی کا آسمان سے کسی جانب کو ہو کر
 کسی نقطہ طبقہ زمین ارض علیا پر جو مقعر ہی خاتم حقیقی کا صلحہ پہنچا تو وہ زمین منتہی ہوتا ہی اور ہر گاہ
 وہ منتہی پہنچا تو انقطاع نزول مذکورہ آ یا پہنچی کے طبقات کو پہنچتا طبقہ ارض علیا ہی پہنچتا
 آخری اوسکو وصول کرے تغیر کیا جاتا ہے نہ نزول اور یا میں وصول اور نزول فرق زمین و
 آسمان ہے اور منشأ رور و شبہہ کلام فضلا زمین یہ لفظ ہی کہ اول آئیکو وحی آئی اور پھر
 بواسطہ ملائکہ الی آخرہ یعنی اس سے بہرہ منہوم صریح ہے کہ بعد میں اور و نکو ہی وحی آئی اگر لفظ اول
 ہو بہ واسطہ مرقع ہے اس واسطی کہ نزول تو منقطع ہوا اور منتہی اپنی منزل پہنچی ہیں یعنی خاتم
 یہ صلحہ مگر بعد نزول وصول وحی مذکور یعنی حکام جو وحی میں یعنی علوم و معلوم میں وہ بطور متعارف

اس کے اوطاقیات مذکورہ ارض میں خلوت ہو یا نہ ہو واسطہ ثبوت مطلب نزول وحی کے جو موضوع
 علیہ ہی وجود خواہم مفروضہ کا جو مقتضی اور مستلزم تھا خلوت مذکور کو سپر کیم ضرورت نرسی خواہم سنہ
 کی اور خلوت طبقات سافلہ کی سبب کفایت کرنی جو طبقہ علویا ارض اور آسمان دنیا کی جو مثال البدر
 صریح ہے آیات قرآنی میں بانفاق مفسرین اور اگر یہ کہانیاں ہوں گی کہ اور آیات تیسرے
 اکثر جہان تیسرے نازل ہوئی اور اس آیت تیسرے میں کیوں تغیر اسلوب ہوا یعنی ضمیر جمع مثنوی جو
 لفظ نہیں میں ہے تو جواب اس کا یہ ہے تاکہ تغیر اسلوب دلالت کریں اور طبقات متعددہ
 کے بھی ملحقہ ترقیہ ہوں یا منقطعہ فقہ ہوں بہرہ امر آخری اور ہر گاہ نزول وحی ہوا درمیان
 محدب یعنی سطح روسی زمین جسم تعلیمی طبقہ علویا کے اور درمیان مقرر بطور جسم تعلیمی آسمان دنیا کے
 جو عبارت ہی جو مذکور سی تو بہر حال نزول ثابت شہی درمیان چودہ طبق کے مابعد اور اگر یہ کہانیاں
 جاوی کہ بنظر القواف معنی جہتی نزول وحی کے یہ ہیں کہ اوہ سی نیچی کو جاوی یعنی بہر حال آسمان سے
 طبقہ علویا زمین پر آوی جو مقرر ہی اس کا اس واسطی کہ چھر رسول اللہ صلعم خاتم حقیقی کا وجود یا جو اس
 ہی طبقہ پہنچے اور پھر بواسطہ اولیٰ نیچی کے طبقات کی انبیاء کو بطور احکام ملازمان بالادست ملازمان
 ماتحت کو پہنچتی ہیں پہنچتی یعنی اول آلیکو وحی آوے اور پھر بواسطہ ملائکہ کی اونکو پہنچی۔ پس جہان نیچا
 کہ یہ عبارت شبہہ مذکور جو فیصل ہے اسلی کہ ہر گاہ نزول وحی کا آسمان سے کسی جانب کو ہو کر
 کسی نقطہ طیفہ زمین ارض علویا پر جو مقرر ہی خاتم حقیقی کا صلعم پہنچا تو وہ دین منتہی ہوتا ہی اور ہر گاہ
 وہ منتہی ہو چکا تو انقطاع نزول کو لازم آیا پہنچی کے طبقات کو پہنچتا طبقہ ارض علویا سی بہرہ امر
 آخری اسکو وصول کرتے کیا جاتا ہے نہ نزول اور مابین وصول اور نزول فرق زمین و
 آسمان ہے اور منشأ و درود شبہہ کلام فضلاء زمین یہ لفظ ہی کہ اول آلیکو وحی آئی اور پھر
 بواسطہ ملائکہ الی آخرہ یعنی اس سے بہرہ غور صریح ہے کہ بعد میں اور ونکو ہی وحی آئی اگر لفظ اول
 نہ ہو بہ واسطہ ترفع ہے اس واسطی کہ نزول تو منقطع ہوا اور منتہی اپنی منزل پہنچتی ہیں یعنی خاتم ہر
 صلعم مگر بعد نزول وصول وحی مذکور یعنی حکام جو موئی میں یعنی علوم و معلوم میں وہ بطور متعارف

کے مہقات کے انبیاء کو بطور ملازمان بالادست ملازمان ماتحت کو پہنچنے قسط اس کے مطلب
 مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر لفظ انبیاء موسوم و اسمہ اور حجب تفسیر شک ہوتا ہے کہ تنگی اصلاح
 کی گئی جو رافع التباس ایہام ہے انشاء اللہ تعالیٰ پس اب معنی مذکور نسبت نزول کے کہ نزول
 اوپر سے نیچے اور ترنی کو کہتی ہیں واسطی ثبات نبوت خاتم ستہ کے مفید اندر اور معہذا تحقیق کیفیت
 معنی نزول کے بھی غمغیر آتی ہے اور واسطی تسہیل اس مطلب آیتہ تینزل الامریہ میں کے
 ایک تصور زیر تخریر کیجاتی ہے خوب بجا کثا چاہی۔ ہر گاہ زمین بشکل کریم ہے اور محوئی سالوں
 کی ہے کیونکہ وہ پہلی شکل کریم ہیں اور ہر جسم حاوی جسم محوئی کے بالضرور بلکہ بالبدائیہ مساحت
 جسمی میں کھان ہوتا ہے اور محوئی کو چمک تو اسکی واسطی ہر نقطہ جو منتہا ہے ہر ایک خطوط
 محتویہ از مرکز کا نہایت کار تا سطح ظاہر کرہ جو وہ بنا ہے نقاط متواصلہ سے جو جسم تعلیمی سطح کرہ
 ہے پہنچتی وہ جانب علوی ہے یہ نسبت لفظ محاذی جسم محوئی بننے کے اس واسطی کہ وہ جب
 علو کو منزل سے نازل کے کیونکہ وہ حاش ہے پس اب حیطرف کو جانب آسمان سے نازل
 ہو کر منتہی ہو گا وہ ہی نقطہ منزل ہو گا کیونکہ نزول منقطع ہو گا اور اس ہی نزول کو پہر حال ملوث
 تحقیق مشتبہ مذکور اوپر سے نیچے کو کہیں گے اور نسبت اور محویات کی وصول کہا جاوی گا کہ آخر
 سے فافہم بالہم الاتم باقی رہی تحقیق لفظ نہیں کی ہر حجاب ضرورت نہیں رہی مگر تاہم مشایخ
 نہیں یہ مطلب اہل مطلب بضر محال نظر بدلائل مذکورہ فی ہذا الباب اگر محققنا فی الفاظ
 عبارت کچھ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ نہیں کے لفظ فیہن نازل ہوتا اور پہر تقدیر عبارت
 فی کلین ہوتی یا لفظ فی ساتھ تقدیر لفظ کلین معنی علی ہوتا مانند قول لکم فی جودع النخل کے
 یا لفظ علی کلین ہے صریح نازل ہوتا مگر امین خدشہ استعلاء حقیقی اور حجازی کا بھی فی الجملہ
 مستر مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلین بلکہ صریح کلاواحد منہن ہی اگر نازل ہوتا
 تب بھی مطلب اہل مطلب حاصل ہوتا بلکہ محمول ہوتا اور یہ مطلب اس آیتہ کی کریمہ وحی فی
 کل صا امرہ جو وحی کہ متعلق بغیر انبیاء ہے یعنی ملائکہ مدبرات الامریہ میں جیسا کہ اہل تفسیر نے

کے طہات کے انبیا کو بطور ملازمان یا لادست ملازمان ماتحت کو پہنچنے قسط اس کے مطلب
 مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر لفظ انبیا و موسیٰ و اسماء اور وجوب انبیا شک ہوتا ہے کہ جنکی اصلاح
 کی گئی جو رافع التباس و الہام ہے انشاء اللہ تعالیٰ پس اب معنی مذکور نسبت نزول کے کہ نزول
 اوپر سے نیچی اور نیچی کو کہتی ہیں واسطی اثبات نبوت خاتم سہ کے مفید انبیاء و معجزات تحقیق
 معنی نزول کے یہی غرض ہے آتی ہے اور واسطی تسہیل اس مطلب آیت بمنزل الامم نہیں کے
 ایک تصویر نہایت پرکھاتی ہے خوب چھاننا چاہی۔ ہر گاہ زمین بھل کر رہی ہے اور محو سی کاٹو
 کی ہے کیونکہ وہ پہلی بھل کر رہی ہیں اور ہر جسم حادی جسم محوی سے بالضرور بلکہ بالبدائیہ مساحت
 جسمی میں کھان ہوتا ہے اور محوی کو چاک تو اسکی واسطی ہر نقطہ جو مشہا ہے ہر ایک خطوط
 متحرک از مرکز کا نہایت کارنا سطح ظاہر کرہ جو وہ بنا ہے نقاط متواصلہ سے جو جسم تعلیمی سطح کرہ
 ہے پہنچی وہ جانب علوی ہے یہ نسبت نقطہ محادی جسم محوی بننے کے اس واسطی کہ وہ جانب
 علوی کو بمنزل ہے نازل کے کیونکہ وہ ماس ہے پس اب حسب طرف کو جانب آسمان سے نازل
 ہو کر مشہا ہو گا وہ ہی نقطہ منزل ہو گا کیونکہ نزول منقطع ہو گا اور اس ہی نزول کو پہر حال ساقی
 تحقیق مشہا مذکور اوپر سے نیچی کو کہیں گے اور نسبت اوچکویات کی وصول کہا جاوی گا کہ آخر
 سے فافہم بالغہم الاتم باقی رہی تحقیق لفظ نہیں کی ہر چند اب ضرورت نہیں رہی مگر تاہم مشاہدہ
 نہیں یہ مطلب اہل مطلب بضرر محال نظر بدلائل مذکورہ فی مذال باب اگر مضمنا می الفاظ
 عبارت کچھ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ نہیں کے لفظ فیہ نازل ہوتا اور ہر تقدیر عبارت
 فی کلین ہوتی یا لفظ فی ساتھ تقدیر لفظ کلین معنی علی ہوتا مانند قول لعم فی جذوع النخل کے
 یا لفظ علی کلین ہے صریح نازل ہوتا مگر اس میں خدشہ استدلال حقیقی اور مجازی کا بھی فی الجملہ
 مفسر مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلین بلکہ صریح کا واحد منہن ہی اگر نازل ہوتا
 تب بھی مطلب اہل مطلب اصل ہوتا بلکہ محمول ہوتا اور مطلب اس آیت کی کریمہ اوجی فی
 کل عمار امر جاو جی کہ متعلق بغیر انبیا رہے یعنی ملائکہ بدورات الامم میں جیسا کہ اہل تفسیر نے

کے طبقات کے انبیاء کو بطور ملازمان بالادستہ ملازمان ماتحت کو پہنچنے قسط اس کے مطلب
 مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر لفظ انبیاء موسوم و اسمہ اور موجب لفظی تشکیک ہوتا ہے کہ حکمی اصلاح
 کی گئی جو رافع التباس و ایہام ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ پس اس میں مذکور نسبت نزول کے کہ نزول
 اوپر سے نیچی اور نیچی کو کہتی ہیں واسطی اثبات نبوت و اتہم سہ کے مفید نہیں بلکہ یہ محض ایک کیفیت
 معنی نزول کے ہی غمغیر آتی ہے اور واسطی تسہیل اس مطلب آیتہ تبینزل الامریہ میں کے
 ایک تصویر نہایت پیر تفسیر کیجاتی ہے خوف ہیجان کا جاسی۔ ہر گاہ زمین بشکل کروی ہے اور محوئی سکاٹو
 کی ہے کیونکہ وہ بالکل کروی ہیں اور ہر جسم خارجی جسم محوئی کے بالضرور بلکہ بالبدائیہ مساحت
 جسمی میں کھلا ہوتا ہے اور محوئی کو چاک تو اس کی واسطی ہر نقطہ جو منہا ہے ہر ایک خطوط
 محتویہ از مرکز کا نہایت کا رتا سطح ظاہر کرہ جو وہ بنا ہے نقاط متواصلہ سے جو جسم تعالیٰ سطح کرہ
 ہے پہنچتی وہ جانب علوی ہے یہ نسبت نقطہ محاذی جسم محوئی اپنے کے اس واسطی کہ وہ جانب
 علویہ کو منزل سے نازل کے کیونکہ وہ محتاس ہے بسبب حیاط کف کو جانب آسمان سے نازل
 ہو کر منہا ہو گا وہ ہی نقطہ منزل ہو گا کیونکہ نزول منقطع ہو گا اور اس ہی نزول کو ہر حال میں
 تحقیق مشتبہہ مذکور اوپر سے نیچی کو کہیں گے اور نسبت اور محوئی کی وصول کہا جاویں گا کہ آخر
 سے فافہم بالعلم الاتحہ باقی رہی تحقیق لفظ نہیں کی ہر حید اب ضرورت نہیں رہی مگر تاہم مشایخ
 نہیں یہ مطلب اہل مطلب بفرض محال نظر بدلائل مذکورہ فی مذہب الباب اگر محض نامی الفاظ
 عبارت کچھ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ نہیں کے لفظ نہیں نازل ہوتا اور ہر لفظ عبارت
 فی کلین ہوتی یا لفظ فی ساتھ تقدیر لفظ کلین یعنی علی ہوتا مانند قولہ لعم فی جذوع النخل کے
 یا لفظ علی کلین ہے صریح نازل ہوتا مگر اس میں خدشہ استعلا حقیقی اور مجازی کا بھی فی الجملہ
 مستتر مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلین بلکہ صریح کلاو احد نہیں بھی اگر نازل ہوتا
 تب بھی مطلب اہل مطلب اصل ہوتا بلکہ محمول ہوتا اوپر مطلب اس آیتہ کی کریمہ اوصی فی
 کل امر یا جو وحی کہ متعلق بغیر انبیاء ہے یعنی ملائکہ مدبرات الامر میں جیسا کہ اہل تفسیر نے

کے طہقات کے انبیاء کو بطور ملا زمان بالادستہ ملا زمان ماتحت کو بیونچی نقطہ اس کے مطلب
 مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر لفظ انبیاء موسوم و اسمہ اور موجب التبع شک ہوتا ہے کہ حکمی اصلاح
 کی گئی جو رافع التباس الیہام ہے انتشار اللہ تعالیٰ پس اس میں مذکور نسبت نزول کے کہ نزول
 اوپر سے نیچی اور تنزیل کو کہتی ہیں واسطی ثبات نبوت و اتھم سہ کے مفید اندیشہ و معجزہ تحقیق
 معنی نزول کے بھی غصیب آتی ہے اور واسطی تسہیل اس مطلب آیتہ تینزل الہامیہ میں کے
 ایک تصویر زیر تجرید کیجاتی ہے خوب چھانچا جائی۔ ہر گاہ زمین شکل کر رہی ہے اور محوئی سحاب
 کی ہے کیونکہ وہ بالہی شکل کر رہی ہیں اور ہر جسم حادی جسم محوئی کے بالضرور بلکہ بالبدایت مساحت
 جسمی میں کھان ہوتا ہے اور محوئی کو چک تو اس کی واسطی ہر نقطہ جو منتہا ہے ہر ایک خطوط
 محضہ از مرکز کا نہایت کارنامہ سطح ظاہر کرہ جوہ بنا ہے نقاط متوالہ سے جو جسم تعالیٰ سطح کرہ
 ہے بیونچی وہ جانب علوی ہے یہ نسبت لفظ محادی جسم محوئی اپنے کے اس واسطی کہ وہ جانب
 علویہ کو تنزل سے نازل کے کیونکہ وہ حماس ہے پس اب حسیطرف کو جانب آسمان سے نازل
 ہو کر منتہی ہو گا وہ ہی نقطہ تنزل ہو گا کیونکہ نزول منقطع ہو گا اور اس ہی نزول کو بہر حال نزول
 تحقیق مشتبہہ مذکور اوپر سے نیچی کو کہیں گے اور نسبت اور محویات کی وصول کہا جاوی گا کہ آخر
 سے فافہم بالغہم الاتجم باقی رہی تحقیق لفظ نہیں کی ہر حید اب ضرورت نہیں رہی بلکہ تاہم مشایفہ
 نہیں یہ مطلب اہل مطلب بضر محال نظر بدلائل مذکورہ فی ہذا الباب اگر مقصود نامی الفاظ
 عبارت کچھ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ نہیں کے لفظ فیہن نازل ہوتا اور یہ تقدیر عبارت
 فی کلہن ہوتی یا لفظ فی ساتھ تقدیر لفظ کلہن معنی علی ہوتا مانند قولہ لقم فی جذوع النخل کے
 یا لفظ علی کلہن ہے صریح نازل ہوتا مگر اس میں خدشہ استعلاء حقیقی اور مجازی کا بھی فی الجملہ
 مفسر مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلہن بلکہ صریح کلاو احد نہیں بھی اگر نازل ہوتا
 تب بھی مطلب اہل مطلب اصل ہوتا بلکہ محمول ہوتا اور مطلب اس آیتہ کی کریمہ وحی فی
 کل سائر امور جو وحی کہ متعلق بغیر انبیاء ہے یعنی ملائکہ و ملائکات الامرین جیسا کہ اہل تفسیر نے

[illegible]

اور ان کا فرق محل حکم منہ بنوۃ طبقات سے سادہ میں اور بعد فوات شریفہ کہ زمان انقضائے نبوۃ و جہانگیر علیہ السلام
 نہ اساتہ تہی تہی سید کو رائے انداز و شکی نہیں ہو گیا کہ واضح فی کل سما و ارض نسبت میں طبقات ازین سے
 کی و نہ بشرطہ علی کی قیاس میں محاذاتق نہیں فافہم فرقہ البیرونی جو اس شخص کے وہ اندازہ غلط فہمی جو نہ شد
 عبارتہ واقع الواسع اور عبارت حاشیہ علی فارسی کی جو بالذات کیا ہی نہیں سند اس عبارت عالم ہنر
 امام بخاری کی ہینر لا بینہ بلوچ علی سما و ارض البیرونی لا رسول علی ذلک کیا ہی نہیں ہی تفسیر علامہ فارسی کی
 شیخ ہی غامیہ من غیر انہیں ہی غرہ الارض احباب اللہ علی الارض سما و ارض البیرونی ہے اعدا اور اس تفسیر
 وہ تفسیر فقیر جو بین السما و الارض البیرونی ہی اہل علم و کچھ نہیں کہ یہ کہ اس کی عبارت میں کہ
 ظاہر ہی خطہ تحقیق لفظ نہیں کی اور نیز اس واسطے کہ کل سموات گویا منہ نزول و جی میں بوجہ عدم نہ
 اپنی کی واسطی و جی کی بوجہ تخصیص نہ لکھ کر وہ کی ساتھ ارض علیا کی کو خصوصیتہ خاصیتہ مطلقہ کی اور
 طبقات شد کی بوجہ عدم خصوصیتہ طبقات ارض علیا کی قبل لغتہ خاصیتہ مطلقہ کی جیسا کہ عنقریب تحقیق ہو جا
 یں جاننا چاہیے معنی اس نہ ہینر لا بینہ بلوچ کے یہ ہو جی کہ جو جی متعلق کلمات امر جی غیر بنیاد و ان کی ہینر
 اس کی نہ لکھ آسمان ہی جہاں کا مدبری اور وہ زمین ہی جہاں اس کا مدبری علی نہ لکھ اس حال جی
 اور جو جی کہ متعلق انبیا و اس کی نہ لکھ وہ ہی جہاں وہ نبی ہی لکھ کر وہ نبوت عقیدہ کہ تا ہی نزول
 اور وصول اور نہ لکھ اور وصل عقیدہ ہی اگر مطلق ہے تو یہ سب امور مطلق لہذا لفظ امر جس کا مفہوم
 عام نہ لکھ میں ہاں نہ لکھ و جی کا اگرچہ یہ لفظ ہی باعتبار انبی انواع و اقسام کی فی الحقیقت
 کہتا ہے نہ مانند لفظ انہ کی کہ وہ اس سے بالاتر ہے مجموعیتہ میں کہ ائمہ العوام اور اشعل الشواہل اور
 احوی الحوایا میں سے ہے فافہم ولا توہم جانا چاہی کہ روایات تفاسیر میں ہر قسم کی موافق میں
 اور عبارت مگر مغیرہ ہی ہوتی میں جو ہر تحقیق ہوتی میں اور مخالفت اصواع میں نہ ہو خواہ
 باب عقاید تخت ترنا کہ ہی اس علم علامہ اسبغ و حکم لکھ اس تفسیر و تحقیق سے ہر گاہ سب
 شبہات جو اہل اشتباہ عموماً و خصوصاً ہی اجابت الہی جل شانہ زایل ہو گئے ہر خصوصیتہ ہر
 از قبیل شبہہ افاضل نو کیا عوام کو ہی تشاید طور ہو اور اگر نہ بشرط خطرات ہو تو جانی گئی

ہر کلام اہل دعویٰ میں مدعا ماہیا ہے اور اولیٰ لایق نایافت ہی خصوص عیان صاحبان نے
 ہی اسکی تصریح نہیں کی اگر اشارۃً بین موافق قاعدہ عقلیہ اور صاحبوں کی کہ ہذا میں اطلاق
 خواہم لاکیا القاب و خطاب منور ہی نگاہ نظر ہر لایقہ کا کوئی خاتم نہیں بسبب عدم شہرت نقیص
 کے اسباب میں کہ پیدا نہیں لایقہ اور وضع مراتب اونکی ترتیب بہ ترتیب زمانی سی باذاتی بخلاف ان
 خواہم کے کہ ذاتی ہے لہذا اونکو یہ خطاب نہ ملا حالانکہ اس امر خاص میں ملا لایقہ اور اناسی متحد
 حکم ہوئی جاہلین ہی مانند افراد نوع واحد کے جیسا کہ مذکور ہو ایسے گاہ حکم متعارف ہوئی تو مطلب
 تشبیہ ہی ہاتھ ہی چھوٹ گیا تب یہ قول لغو ہوا ورنہ جس فسادنی بہانہ انکی کیا تو وہ سی فساد
 افراد اناسی تک ہی سرایت کر لگا پس اسصوت میں افراد ہر دو گروہ کے منصب خاتمیت ہاتھ نہ آیا
 اب کیا کیا جادے خاموش ہونا چاہیے فقط والہ اعلم علم اتم و فوق کل فی علم علم

اور اگر یہ تشبیہ کیا جاوی کہ بواسطی ملا لایقہ ہو چنا و حکی طبقات سافلہ میں نہ ہی مجرّد حصول
 صحیح علوم کافی ہے فقط اول تو اب ہی تحقیق وصول حکی کی ان طبقات میں ہو چکی اور تحقیق
 شہادتانی کی بیشتر قسطاں ششم میں ہے بدین طور کہ دربارہ آگاہی پور سی شریعتی سی علم ہی
 والعمل خصوص جو متعلق ہیں لوجی احکامی مجرّد حصول جمیع علوم کافی نہیں اسلئے کہ بہ طریق مساوی
 اونکی نہیں خلاف سنت الہی چنانہ ہی قول لعم و لن تجد لسنّت الدّین بلا اور قطع نظر
 اس سے حصول جمیع علوم نسبت آنحضرت صلعم کے مخالف عقاید اسلام سے یہ خاصہ الہیہ کریمہ

عالم الغیب فلا ینظر علی علیہ احد الا من اراد من رسول اور کریمہ لو کنت اعلم الغیب لا استکفرت
 من الخیر و ما منشی السور الایۃ کریمہ ما کنت بدو عا من الرسل و ما اولیٰ ما یفعل لی و لا یکلم ان یتج
 الا ما یوحی الی ان لا انا نذیر مبین اور مجرّد اعلا وہ طرفہ یہ ہے کہ صریح فحوی کلام نسبت حصول
 جمیع علوم ہے طرف خاتم الاولین و آخرین کے بدلیل مضمون علمت علیم الاولین و آخرین نہ کہ طرف
 اور انبیاء کے اور جب ترتیب ہے کہ ترتیب نام نہیں اسلئے کہ فقرہ علمت الی اخرہ لیتیدا اضافت ہی
 خاص ہے اور فقرہ حصول جمیع علوم عام ہے مگر جو یہ قید مراد ہو کہ جمیع علوم اولین و آخرین گذر ہر

ہر کلام اہل دعویٰ میں مدعا مایہا ہے اور اولکایہ لقب نایافت ہی خصوصاً عیان صاحبان لئے
 بھی اسکی تصریح نہیں کی اگر اشارۃً بین موافق قاعدہ عقلیہ و ن صاحبوں کی کہ لہذا میں اطلاق
 خواہم کیا القاب و خطاب ضروری نہ لکھتا ہر ملائکہ کا کوئی خاتم نہیں پس جب عدم شہرت نفوس
 کے اسباب میں کہ پیدا نہیں لکھتا اور وضع مراتب اونکی مرتب بہ ترتیب زمانی سی یا ذاتی بخلاف ان
 خواہم کے کہ ذاتی ہے لہذا اونکو یہ خطاب نہ ملا حالانکہ اس امر خاص میں ملائکہ اور اناسی متحد
 حکم ہوئی جائیں تھی مانند افراد نوع واحد کے جیسا کہ مذکور ہو ایں ہر گاہ حکم متعارف ہوئی تو مطلب
 تشبیہ ہی ہاتھ ہی چھوٹ گیا تب یہ قول لغو ہوا اور نہ جس فسادنی یہاں لکھیا تو وہ سی فساد
 افراد اناسی تک ہی سرایت کر لیا پس اسصوت میں افراد ہر دو گروہ کے منصب خاتمیت ہاتھ نہ آیا
 اب کیا کیا جادے خاموش ہونا چاہیے فقط واللہ اعلم علم اتم و فوق کل دمی علم علیم۔

اور اگر یہ تشبیہ کیا جاوے کہ بواسطی ملائکہ ہونچا و جی کا طبقات سافلیہ میں نہ ہی تجدد حصول
 صحیح علوم کافی ہے فقط اول جواب ہی تحقیق وصول دمی کی ان طبقات میں ہو چکی اور تحقیق
 شہادتانی کی بیشتر قسطاں ششم میں ہے بدین طور کہ دربارہ آگاہی یورپی شہر لغویہ میں جی
 والعمل خصوصاً جو متعلق ہیں لوجی احکامی تجدد حصول جمیع علوم کافی نہیں اسلئے کہ بہ طریق مساوی
 اور نامانی نہیں خلاف سنت الہی چنانچہ ہی قولہم ولن تجد لست الہ تبدلہ اور قطع نظر
 اس سے حصول جمیع علوم نسبت آنحضرت صلعم کے مخالف عقاید اسلام ہے یہ خاصۃً الہیہ کرمہ

عالم الغیب فلا یظہر علی علیہ ابدالاً من الرضی من رسول اور کرمہ کو کنت اعلم الغیب لا شکرت
 من الخیر و ما مشنی السور الایۃ کرمہ ما کنت بدعاً من الرسل و ما اولی ما یقتل لی ولا یکرم ان شیخ
 الا ما یوحی الی ان لا انا نذیر مبین اور مجہذا علاوہ طرفہ یہ ہے کہ صریح فحشی کلام نسبت حصول
 جمیع علوم ہے طرف خاتم الاولین و الاخرین کے بدلیل مضمون حکمت علیم الاولین و الاخرین نہ کہ طرف
 اور انبیاء کے اور عجب تر یہ ہے کہ لغویہ نام نہیں اسلامی کہ فقرہ حکمت الی اخرہ یقتید اصافیت ہی
 خاص ہے اور فقرہ حصول جمیع علوم عام ہے مگر جو یہ قید مراد ہو کہ جمیع علوم اولین و آخرین یکساں

اور یہ امر دیکھ رہی کہ اگر منزل مطلق ہی اور عام تو جتنے ہی ایسی ہی اور جو مفید ہو
 خاتمہ تم اجنبیہ ہی علی بن ابی القیاس فافہم اور روایات اور اقوال سکت جو بطریق متعدد و بار
 اس اثر کو کہ کتب معتبرہ معتد بہا سی و ستیاب پہلے میں اونکو ایک قسط میں ضمین
 لفظو خانہ کتابہ معہ توضیحات ضروری کی تحریر کر دیا سی و عطر و المر علم با بصواب اور غرض
 لہذا کہ صریح قول کہ نعم قد نری تعلقہ جبکہ فی السماء الایۃ ہی بانتظار روحی جانب کا بیان
 حالت نازین بیچ فائدہ دینی معنی نزول کے اوپر کی جانب سی یعنی کی طرف کو اسانی کہ
 تعلقہ مراد ہی بانتظار نزول جبریل علیہ السلام جو ایک امر حسی تھا دی تھا نسبت جس
 شریف آنحضرت صلعم کی یہ نسبت نزول حسی کے جو وہ ایک امر معنوی اور غیبی ہے اور لفظی معنی
 الیہ الی القامی جو بقی ہو تا تھا اور غیر تکلف بکوائف جس سے وہ غیر تکلف باسوجیہ مثل انتظار و اصد
 پیا منبرہ و در ضمن انتظار بیجا م محبوب شد امانات سے خوشتر آن باشد کہ سیر لیسر
 گفتہ آید در حدیث دیگران اور معجزہ ہر گاہ علافہ اس نزول کا تھا ساتھ شکل کمری و وار
 کے اگرچہ نزول جبریل سے مراد جو نبیہ ہر نزول جو جانب سی ہو علوی ہو مذکور ہی ہے
 اور سیر سار یعنی علوی ہی ہے اور ہر جانب شکل مذکور میں علوی ہے جیسا کہ گذرا و الیہ
 توضیحات مذکورہ کافی ہیں فافہم الخ الخذرا و لفظ تعلم و اذاع آیتہ مذکورہ جو غایتہ ہی منزل امر
 کا اور خلق سلج سموات و ارض کے محض اسطی فائدہ عایدہ نہا ہی سی کی ہی ترجمہ آیتہ
 شریفہ السورہ ذات پاک ہی جنبی پیدا کیا سات آسمانوں کو اور زمینوں کو مانند اونکی
 یا زمینان میں مانند اونکی او تر تا ہی امر یعنی وحی و میان اونکی تاکہ تم جملہ لویہ کہ تحقیق السورہ
 پر چہرہ کے قدرت رکھنی والا ہی اور جبکہ تحقیق السورہ بیشک گہیر لیا ہی ہر چہرہ کو اپنی علم سے
 و البعد اعلم بالعلم الحیط الخ الخذرا و قسطا میں حمل و دو حکم ہر گاہ تحریر بعض فقہار شیعہ اعتبار
 میں یہ صفحہ ۱۵۵ میں واقع ہوئی ہو کہ بوجہ عدم ثبوت قطعی خواہم تہہ کسکو تکلیف عتیدہ نہیں
 دلیسکتی اور نہ منکر کی تکفیر سکتی میں اسو اسطی کہ احتمال خطا باقی ہی کہیہ تا ایسی تصریح کو ہی نہیں

و البعد اعلم بالعلم الحیط الخ الخذرا و قسطا میں حمل و دو حکم ہر گاہ تحریر بعض فقہار شیعہ اعتبار

اور یہ امر دیگر یہی کہ اگر منزل مطلق ہی اور عام تو جتنے ہی ایسی شے ہی اور جو مقید ہو
 خاصہ تم اجنبیہ ہی علیٰ ہذا القیاس فافہم اور روایات اور اقوال سلف جو بطریق متعدد و زیادہ
 اس اثر کو کہ کتب معتبرہ معتد بہا سی و دستیاب پہوں میں اونکو ایک قسطا بن خیرین
 بقوہ خاتمہ کتابہ معہ توضیحات ضروری کی تحریر کر دیا سی و عطا اللہ علیہم ما یصلوہا و ادعوا
 ہوا کہ صریح قولہ تم قدری قلبہ جہا فی السماء الایہ ہی بانتظار روح جانبہ کا بیان
 حالتہ نازین بیچ فایدہ دینی معنی نزول کے اوپہ کی جانب سی بھی کی طرف کو اسالی کیہ
 قلبہ مراد ہی بانتظار نزول جبریل علیہ السلام جو ایک امر حسی تھا دی تھا نسبت حسی
 شریفہ آنحضرت صلعم کی بہ نسبت نزول حسی کے جو وہ ایک امر معنوی و غیبی ہے اور لفظی معنوی
 الیہ الی القامی جو باقی ہوتا تھا اور غیر مکلف کیو الف محسوسہ اور غیر مکلف باو حسیہ مثل انتظار و امید
 پر مبنیہ و ضمنی انتظار پر محسوسہ مثل اصوات و خوشتران باشند کہ تیر و لیلان
 گفتہ آید در حدیث دیگران اور چونکہ اس گاہ علاقہ اس نزول کا تھا ساتھ شکل کبریٰ و دار
 کے اگرچہ نزول جبریل سے مراد ہوتا ہے ہی ہ نزول جس جانب سی ہو علوی یا مذکور ہی ہے
 اور نیز سماء یعنی علوی ہی ہے اور ہر جانب شکل مذکور میں علوی ہی ہے جیسا کہ گذر والا ہے
 توضیحات مذکورہ کافی ہیں فافہم الخذر الخذر اور لفظ لعلوا واقع آیتہ مذکورہ جو غایتہ ہی منزل امر
 کی اور خلق سبع سموات و ارض کے محض اسطی فایدہ عایدہ تنہائی ہی کی ہی ترجمہ آیتہ
 شریفہ السورہ ذات پاک ہی جنبی پیدا کیا سات آسمانوں کو اور زمینوں کو مانند اونکی
 یا زمینان میں مانند اونکی اور تر تری امر یعنی وحی و ربیان اونکی تاکہ تم حالو یہ کہ تحقیق السورہ
 پر خیر کے قدرت رکھنی و الہی اور یہ کہ تحقیق السورہ بیشک گہیر لیا ہی ہر جنبہ کو اپنی علم سے
 و الباء علم با علم المحيط الخذر قسطا میں حمل و دو حکم ہر گاہ تحریر بعض فقہاء و متکلمین اعتقاد
 صریح صوفیہ میں واقع ہوئی ہو کہ اوجہ عدم ثبوت قطعی خواہ تم سہ سیکو تکلیف عقیدہ ہنیز
 و بسکتی اور نہ منکر کی تکفیر سکتی میں اسو اسطی کہ احتمال خطا باقی ہی کیو تاکہ ایسی تصریح کو ہی بیچ

سہارن پور
 ۱۵۵
 ۱۵۵

ہوا کہ جو بنی قطعی الثبوت نہیں مانتے خود اتم سے وہ لائق تکلیف ہی تھیں اور سنکر افسوس کا کافر
 بنی نہیں اس واسطی کہ محال خطر باقی ہے قابل بحث نہیں کیونکہ وہ حقیقت بنی ہی نہیں ہر
 خاتم تو کسی ہو سکتی غیر بنی خاتم نہیں ہو سکتا نہ حقیقی نہ اضافی اسلی کہ لحاظ جانب
 حقیقت و اضافہ نسبت خاتمہ تھا پہلے لحاظ محض بحقیقت ہے واسطی بحث فضا یا فرضیہ مقدار
 کے اور موضوعات فرضیہ مقدار کیا تھوڑی ہیں پس حل ناچاہی کہ بموجب اضافہ اہل استنباء
 خود استنباء بر طرف ہو گیا اللہ شہادہ افراد سے مقدارہ الحاقیہ نہ خاتم حقیقی ہیں نہ خاتم اضافی
 بلکہ افراد اتمہ احم سابقہ سی ہوں یا افراد امت محمدیہ میں سے ہیں بصورت ضرورت ہدایت لفظ
 وجود مکلفین طبقات سافلہ یعنی مادی غیر بنی جنکو براہ مبالغہ بنی کر تعبیر کیا جو یہ اصل خلاصہ اثر
 حضرت ابن عباس سلف صالح نے سمجھا اگر اس فقرہ فیہ بنی کینکم کو مجاز مرسل کہا جاوے
 کہ حسین جلا قہ غیر تشبیہ ہو یا ہی اور از قسم مجاز لغوی ہے مانگہ لکھی نعمت میں تو یہاں درست
 ہی نہیں ہو سکتا کہ ظاہر ہے پس یہ از قبیل مجاز لغوی استعارہ ہے بنی سے واسطی
 مادی کے لفظ بلایت میں براہ کمال مبالغہ الحجاز اللغوی الکانت العلاقتہ فی غیر المشابہتہ کالبد
 فی النکتہ فہو مجاز مرسل مبالغہ اسفہ استعارہ کافی کتب فن البلاغۃ اور حالانکہ یہ فقرہ مندرجہ
 قول اعتذار مذکور کہ اسپر اجماع منعقد نہیں ہوا یہ قول فضول ہے اسلی کہ ثبوت نبوت میں دخل
 ابتدائی قرآن حدیث ہے نہ اجماع یون انجام کار اجماع اوسکو لازم آتا ہے الحاصل علتہ
 مؤثرہ صرفہ نہیں بلکہ مؤید ہے فقط فافہم اور اوسکی طرف یہ امر بھی متوجہ ہو سکتا ہے کہ قطعاً
 اس سے بصورت پذیرائی از ال تعطل اور سدائیتہ مذکورہ تکفل شریعت آدم حقیقی استحالہ دیگر
 لازم آتا ہے تو بدینطور نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ بصورت تسلیم یہ تکفل مذکور کا عزل ناروا
 جو غیر ثابت الاصل فی الدین ہے لازم آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بروقت ظہور تیار سی سلسلہ
 ہر طبقہ سافلہ بالفرد ظہور مبداء اول مذکور یعنی آدم اضافی ہر طبقہ لازم ہے تو عزل تکفل
 حضرت آدم طبقہ ارض علیا ہی لازم آتا ہے نسبت طبقات سافلہ اور اجماع عزرا و نصیب

ہوا کہ جو نبی قطعی الثبوت نہیں ہوتا خود اتم سے وہ لایق تکلیف ہی تھی نہ نہیں اور سنا کہ اگر
 نبی نہیں اس واسطی کہ احتمال خطر باقی ہے قابل بحث نہیں کیونکہ وہ حقیقت نبی ہی نہیں ہر
 خاتم تو کسی ہو سکتی غیر نبی خاتم النبیین نہیں ہو سکتا نہ حقیقی نہ اضافی اسلی کہ لحاظ جانب
 حقیقت و اضافہ بہ نسبت خاتمیتہ تھا یہ لحاظ محض بحقیقت ہے واسطی بحث فضا یا فرقہ مقدسہ
 کے اور موضوعات فرقہ مقدسہ کیا تھوڑی سی ہیں پس چنانچہ اسلی کہ بموجب انصاف اہل استنباط
 خود استنباط ہر طرف ہو گیا الحمد للہ وہ افراد سے مقدسہ الخاتمیتہ نہ خاتم حقیقی ہیں نہ خاتم اضافی
 بلکہ افراد ائمہ اہم سابقہ سی ہوں یا افراد امت محمدیہ میں سے ہیں بصورت ضرورت ہاں یہ خبر
 وجود مکلفین طبقات سافلہ یعنی ہادی غیر نبی جنکو براہ سبالتہ نبی کہ تعبیر کیا جو یہ اصل خلاصہ اثر
 حضرت ابن عباس سلف صالح نے سمجھا اگر اس فقرہ فیہ نبی کہ نکیم کو حجاز مرسل کہا جاوے
 کہ جس میں علاقہ غیر تشبیہ ہوتا ہی اور از قسم حجاز لغوی ہے مانگتگی نعمت میں تو یہاں درست
 ہی نہیں ہو سکتا کہ ظاہر ہے پس یہ از قبیل حجاز لغوی استعارہ ہے نبی سے واسطی
 ہادی کے لفظ بلایت میں براہ کمال مبالغہ الحجاز لغوی الکانت العلاقتہ فیہ غیر المشابہتہ کالید
 فی النعمتہ ہو حجاز مرسل و بالعکس ہو استعارہ کافی کتب فرق البداعتہ اور حالانکہ یہ فقرہ مندرجہ
 قول اعتذار مذکور کہ اسیر اجماع منعقد نہیں ہوا یہ قول فنون ہے اسلی کہ نبوت نبوت میں دخل
 ابتدائی قرآن حدیث ہے نہ اجماع یوں انجام کار اجماع اسکو لازم آتا ہے الحاصل غلٹ
 موثرہ صرفہ نہیں بلکہ مؤید ہے فقط فافہم اور اسکی طرف یہ امر ہی متوجہ ہو سکتا ہے کہ قطع نظر
 اس سے بصورت پذیرائی از ال تعطل اور سدائیتہ مذکورہ تکفل شریعت آدم حقیقی استعارہ دیگر
 لازم آتا ہے تو بدین طریقہ نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ بصورت تسلیم ہر تکفل مذکور کا عزل و ناروا
 جو غیر ثابت الاصل فی الدین ہے لازم آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر وقت ظہور تیار ہی سلسلہ
 ہر طبقہ سافلہ بالضرور ظہور مبادی اول مذکور یعنی آدم اضافی ہر طبقہ لازم ہے تو عزل تکفل
 حضرت آدم طبقہ ارض علیا ہی لازم آتا ہے نسبت طبقات سافلہ اور اجماع عزل و نفی

پیشتر کوئی بیشتر جو نہیں ہوا اور نبی میں نبی جیسا کہ عقیدہ اسلام کہ اول الانبیاء آدم علیہ السلام جیسا کہ
 مقابل میں خاتم ہے یعنی خاتم الانبیاء رسول اسل عبارت ہے اولیۃ نبوت اور آخرتۃ نبوت
 سے یعنی اول حقیقی زمرہ انبیاء میں من حیث وصف النبوة اور آخر حقیقی من حیث الوصف الذکر
 اگرچہ حسب اتفاق ہر اول اولیۃ اس صف کی اولیۃ نوع انسانی ہی وابستہ ہوئی ساتھ ختم کریم
 کے بخلاف آخرتۃ وصف دوسری کے یعنی وصف خاتمیت کی آخرتۃ نوع انسانی نہ وابستہ
 ہوئی چنانکہ بعد خاتم النبیین صلعم کے کچھ اور افراد نوع انسانی کی پیداوار ہوئی ہیں واضح ہوا
 کہ اولیۃ حقیقی اور اضافی اور آخرتۃ حقیقی اور اضافی یہاں باعتبار وصف مذکور ہے خاتم
 ولا تو ہم تحقیق چنانکہ کسی اور قسط اس میں بھی مندرج ہے پس واضح نہ کہ مراد آدم حقیقی
 سے اول حقیقی نبوت و خلافتہ انسانیت میں اور مراد خاتم حقیقی سے آخر حقیقی ہے نبوتہ نہ خلافتہ فہم
 اور بالفرض اگر تکفل شریعت آدم حقیقی مذکور ہر بارہ وقت نصب ہر آدم اضافی بقید
 حیات آدم حقیقی تصور کیا جاویں تو یہ امر مستحیج ہے بقا حیات آدم حقیقی کو تا انتقام
 نقاطتہ نبوت نبوت الی آخرہ اور نہ محاورہ کہ عمر آدم حقیقی کب ختم ہوئی آیا پیشتر نبوت
 اس تیار ہی ہر سلسلہ سافلہ شینا و یہی ختم ہوئی اور تکفل مذکور باطل ہوا تو پھر تکفل مذکور
 لازم آئی بروقت تیار ہی ہر سلسلہ اسل اور اگر بلا قید حیات آدم حقیقی ہے تو غزل نصب
 مذکور نسبت شریعت یا مذکورہ یعنی شریعت آدم حقیقی اور شریعت اوادم اضافی بجلتہ مذکور
 لازم آیا اور قطع نظر اس سے ہر گاہ تسلیم تکفل شریعت آدم حقیقہ ارض علیا نسبت طبقات
 سافلہ ثابت ہوا علیٰ ہذا القیاس یہ تکفل ساری اور جاری ہو سکتا ہے نسبت اوادم
 طبقات سافلہ ہی نظر بہ عنوان سلسلہ اور خاتم حقیقی تو اس باب میں استقلالاً لا انعرش
 تاؤش مسلم طرفین اہل نظر میں ایہ ہی تکفل مذکور کا فی تھا پھر کیا ضرورت ہوئی واسطی ایجاد
 خاتم سافلہ کی کیا بلکہ واسطی جمیع انبیاء و سلسلہ طبقات سافلہ از اوائل تا اوخر اور بطور
 یہی مساعی عنوان عمل راغلا سلسلہ طبقات ارض علیا کی ہی جو کہ مقرر خاتم حقیقی ہے صلعم

پیشتر کوئی بشر جو نہیں ہوا اور نبی نہیں ہوا جیسا کہ عقیدہ اسلام ہے کہ اول الانبیاء آدم علیہ السلام جیسا کہ
 مقابل میں خاتم ہے بمعنی خاتم الانبیاء پس اس عبارت سے اولیۃ نبوت اور آخریۃ نبوت
 سے یعنی اول حقیقی زمرہ انبیاء میں سے حیث و صفۃ النبوة اور آخر حقیقی میں حیث و الصفۃ الذکر
 اگرچہ حسب اتفاق ہمہ ادا اولیۃ اس صفہ کی اولیۃ نوع انسانی ہی وابستہ ہوئی ساتھ ہضم کلام
 کے بخلاف آخریۃ وصف دوسری کے یعنی وصف خاتمیت کی آخریۃ نوع انسانی نہ وابستہ
 ہوئی چنانکہ بعد خاتم النبیین صلعم کے کہو کہ ہا افراد نوع انسانی کی کئی بدائش ہوئی پس واضح ہوا
 کہ اولیۃ حقیقی اور اضافی اور آخریۃ حقیقی اور اضافی یہاں باعتبار وصف مذکور سے خاتم
 ولا تو ہم یہ تحقیق چنانکہ کسی اور قسط اس میں بھی مستخرج ہے پس واضح ہو کہ مراد آدم حقیقی
 سے اول حقیقی نبوت و خلاۃ انسانیت میں اور مراد خاتم حقیقی سے آخر حقیقی ہے نبوت نہ خلقتہ فلم
 اور بالقرن اگر تکفل شریعت آدم حقیقی مذکور ہر بارہ وقت نصب ہر آدم اضافی بقید
 حیات آدم حقیقی تصور کیا جاویں تو یہ امر مستحیج ہے بقا حیات آدم حقیقی کو تا ختم
 نقاط سے نبوت نبوت الی آخرہ اور نہ محاورہ کہ عمر آدم حقیقی کب ختم ہوئی آیا پیشتر نبوت
 اس تیسری ہر سلسلہ سافہ شینا دیہی ختم ہوئی اور تکفل مذکور باطل ہوا تو یہ نظر نکلوں
 لازم آئی ہر وقت تیسری اسے سلسلہ اور اگر بلا قید حیات آدم حقیقی ہے تو غزل و شب
 مذکور نسبت شریعت یا مذکورہ یعنی شریعت آدم حقیقی اور شریعت او آدم اضافی بجلد مذکور
 لازم آیا اور قطع نظر اس سے ہر گاہ تسلیم تکفل شریعت آدم طبقہ ارض علیا نسبت طبقات
 سافہ ثابت ہوا علیٰ ہذا القیاس یہہ تکفل تیسری اور چارنی ہو سکتا ہے نسبت او اسط
 طبقات سافہ ہی نظر یہ عنوان سلسلہ اور خاتم حقیقی تو اس باب میں استقلالاً لا اعرض
 تا فرس مسلم طرفین اہل نظر میں ایہہ ہی تکفل مذکور کا فی تھا پہر کیا ضرورت ہوئی واسطی ایجاد
 خاتم سافہ کی کیا بلکہ واسطی جمیع انبیاء و سلسلہ طبقات سافہ از اوایل تا اواخر اور بطور
 یہی ساعد ہے عنوان عمل مراد سلسلہ طبقہ ارض علیا کی ہی جو کہ مقرر خاتم حقیقی ہے مسلم

اخذ حضرت ہارون ابن رہ بین باوجود چہ لاکہ نبی اسیرئیل کے یہ ہی ہیں تہا شکر ت مذکورہ
 کا اور فرعون اب رال فرعون ابنی التباع فرعون جو مرسل الہیم تہی تھا تہی اور شکر تہی ابی ایک
 ہی تہی اور طبقہ ابی بطو ر ضلع ہندی اور علاقہ ہندی کے ایک ہی تہا کہ علاقہ جدا گانہ نہ تہا گو
 حضرت موسیٰ افضل تہی مرتبہ میں ابہد امر آخر ہی لیس حضرت ہارون علیہ السلام دخل دیتی
 تو گنجائش تہی اسلامی کہ شریک تہی اس منصب میں بالخصوص جتہہ مذکورہ لیکن افکی فعل کو
 انہا ہی فعل سمجھتی تہی علی ہذا القیاس لعلہ حضرت ابرہیم و حضرت لوط اور نیز حضرت شعیب
 و حضرت موسیٰ ساتھ تہمت ابتدائی کی تہی کہ فی الجملہ مال کا راکیا قسم کی شکر تہی ہے
 بدیعنی کہ تصرف و استقلال خالص تہا تہی ہر ایک فرد اپنی اپنی علاقہ جدا گانہ سی ایک زمان
 میں تعلق رکھتی تہی مائتد ضلع موقوفات علاقہ حضرت لوط علیہ السلام زمان حضرت ابرہیم علیہ السلام
 جو بابل اور اردن و فلسطین وغیرہ ملک شام سے تعلق رکھتی تہی علی ہذا القیاس شہین اور ایک علاقہ
 حضرت شعیب علیہ السلام علیہ علاقہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام سی کہ تعلق بمصر
 و توالج اوسکی تہا مجامع زمان حضرت شعیب علیہ السلام تہی اور شریک ابی جدا گانہ تہین
 غالباً پس معلوم ہوا کہ لعلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خالص محض مشرک دبا استقلال ہے نہ شکر ت
 پذیر ہی نہ قسمت گیر مانند لعلہ اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ ظاہری کلام
 بلکہ خبا صحت مستقلہ سی خود حال تعیان نبوت کذا یون یلمنون جو دار احادیث صحیحہ ماقیام قیامت
 جو موعود ہیں کہ منجملہ اونکی مسیلمہ کذاب ہی خود دفعیہ داعیہ شکر ت فی النبوت واضح ہے کہ کذاب
 مذکور کا ہر گاہ ایچی خدمت بابرکت آنحضرت صلعم میں بادست مبارک میں ایک شاخ حنا تہی
 فرمایا میں استقدر ابی شکر ت روا نہیں رکھتا جبکہ درخواست تقسیم ملک بالمناصفہ تو درکنار
 جسکا تو ہی خواستگار فرمایا ان الارض للربوبہا من لیسنا پس صاف معلوم ہوا کہ اس نبوت
 میں اصلاً شکر ت نہیں ہیں وجہ کہ وہ کافر تہا جو الیسی درخواست کی اور داعی نبوت ہوا
 لہذا کوئی مسلمان کہی داعی نبوت نہیں ہو سکتا لہذا واقعاً باقی نہ اپنی واسطی اور نہ واسطی

اخذ حضرت ہارون اس بنی رہ بین باوجود چہ لاکہ بنی اسرائیل کے یہ یہی ہے یہاں شکر نہ کرے
 کا اور فرعون اور آل فرعون اپنی اتباع فرعون جو مرسل الیہم تہی تھا تہی اور شکر نہ کرتے یہی ایک
 ہی تہی اور طبقہ ہی بطور ضلع ہندی اور علاقہ ہندی کے ایک ہی تہا کہ علاقہ جداگانہ نہ تہا گو
 حضرت موسیٰ افضل تہے مرتبہ بین یہہ امر آخری پس حضرت ہارون علیہ السلام داخل تہی
 لوگ نیش تہی اسلامی کہ شریک تہی اس منصب بین بالخصوص صیہ الحکومتہ لیکن اوکی فعل کو
 اپنا ہی فعل سمجھتی تہی علی بن القیاس ثبوت حضرت ابراہیم و حضرت لوط اور نیز ثبوت حضرت حبیب
 و حضرت موسیٰ سنا نہ قسمت ابتدائی کی تہی کہ فی الجملہ آل کار ایک قسم کی شکر تہی ہے
 بدینہی کہ تفسر و استقلال خالص تہا یعنی ہر ایک فرد اپنی اپنی علاقہ جداگانہ ہی ایک زمان
 میں تعلق رکھتی تہی تا نہ ضلع موقوفات علاقہ حضرت لوط علیہ السلام زمان حضرت ابراہیم علیہ السلام
 جو بابل اور اردن و فلسطین وغیرہ ملک شام سے تعلق رکھتی تہی علی بن القیاس ثبوت اور ایک علاقہ
 حضرت شعیب علیہ السلام علیہ علاقہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام ہی کہ تعلق بمصر
 و توالج اوسکی تہا حجاز مع زمان حضرت شعیب علیہ السلام تہی اور شریح ہی جداگانہ تہین
 غالباً پس معلوم ہوا کہ ثبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خالص محض متفرد بالاستقلال ہے نہ شکر
 پذیر ہی نہ قسمت گیر مانند ثبوت اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ ظاہر ہی کلام
 بلکہ اخبار صحیحہ مستقلہ ہی خود حال اعیان نبوت کذا یون ثبوت جو دار احادیث صحیحہ یا قیام قیامت
 جو موعود ہیں کہ منجملہ اوکی سیدہ کذاب ہی خود دفعیہ و اہمہ شکر فی النبوت واضح ہے کہ کذاب
 مذکور کا ہر گاہ ایچی خدمت بابرکت آنحضرت صلعم میں آدیت مبارک میں ایک شاخ حرا تہی
 قریباً بین استعدا ہی شکر روا نہیں رکھتا جبکہ درخواست تقسیم ملک بالمناصفہ تو درکنار
 جسکا تو ہی خواستگار فرمایا ان الارض للذین ہا من لہا پس صاف معلوم ہوا کہ اس نوعیت
 میں اصلاً شکر نہیں بہن وجہ کہ وہ کافر تہا جو ایسی درخواست کی اور دعویٰ نبوت ہوا
 لہذا کوئی مسلمان کہی مدعی نبوت نہیں ہو سکتا لہذا و تقدیراً یعنی نہ اپنی واسطی اور نہ واسطی

اور نیز تو ایضا تمام حقیقی جامع ہوئی بوجہ مساومت طرفین بلکہ بقدر تصدق ہونی غلط
 امر ہو گیا نہ کوئی فرد خاتم حقیقی ہے دستیاب نہ فرد خاتم انسانی علیٰ ہذا القیاس حال
 اوایل اضافی جو اوادم اضافی ہیں اور نیز اوہ سلسلہ مذکورہ بلکہ نیز تحقیق تمام افراد
 خاتم طبقات سیدہ خاتم حقیقی ہیں کیونکہ یہ اضافہ دراصل اضافہ ہی نہیں بلکہ حقیقت
 ہی ہے اسواسی کہ اضافت بالنسبت الی متسین ہوتی ہے اور تعاریر اعتباری کا الیستقام
 میں کچھ اعتبار نہیں ہر اسکی سچی و طرنا بلا ضرورت بیفائدہ ہے اور ناجائز ہے کہ تعدد او
 تکثر اول حقیقی نوع واحد یعنی مبدی حقیقی اور نیز تکثر و تعدد آخر حقیقی یعنی ختم و خاتم حقیقی نوع
 واحد لایتناسلہ ترتیبی زمانی بن بیلای الی بطلان ہے پس اگر اوادم سے جو اول اوادم
 طبقہ ارض علیا سے ہیں تو اول حقیقی ہونا اولکا وجود باطل ہے اور نیز باطل ہے حقیقی
 ہونا اولکا وصف جو مراد ہی وصف نبوت سی طیار سی سلسلہ نبوت میں جو مراد ہی ان
 دونوں وصف سی آدمیتہ مانحن فیہ بین علیٰ ہذا القیاس خاتم حقیقی مگر اس قدر فرق ہے
 درمیان اس اول حقیقی اور آخر حقیقی کے کہ اسکی خاتمیتہ آخرتہ یعنی ہونا اس ختم کا
 مقطع سلسلہ مذکورہ صرف و صفا ہے نہ وجود اسواسطی کہ مالعہ اسکی اور افراد آتی
 ہی وجود ہیں نہ صفا اور سراسر اس مرفاق اور فیصل میں یہ ہے کہ اسکا وصف مستمر
 ہے بالذوام الی یوم الفناء بخلاف وصف اول حقیقی یعنی مبدی مذکور الی البشر آدم طبقہ
 ارض علیا کہ وصف اسکا مستمر نہیں بلکہ اسکو انہما ہی نظر بنیج شریعت مانند اور
 واسطی کی یعنی دیگر رسل و انبیاء کے نہ عزل منصب نبوت والایمینی اوادم سے اگر اول
 سے اور کسی آدم کی میں بقول مشہور السنہ عوام کہ اگر کا با و اوادم ہی نہ لایا ہے یا منتقل
 بن آبی آدمیتہ میں وجود اور وصف مثل آدم طبقہ ارض علیا مشہودہ بالقرآن و الحدیث
 والایجماع مصداق آیتہ ولقد کرّمنا بنی آدم اول الالباب و اوادم و آخر ہم بنینا
 محمد علیہ و علیہم السلام و حدیث المحشر انت الالبشر در بارہ شفاعت پس بعد نبوت اس

اور نیز نہ یہ خاتم حقیقی جامع ہوئی اور نہ ہی متعارف طر فین بلکہ بقادر انفسد اق سوئی خط
 اس ہو گیا نہ کوئی فرد خاتم حقیقی ہے دستیاب تیار فرد خاتم اضافی علی غدا التیاس حال
 اوایل اضافی جو اوادم اضافی ہیں اور نیز اوادم سلسلہ مذکورہ بلکہ نیز تحقیق تمام افراد
 خاتم جملہ طبقات سید خاتم حقیقی ہیں کیونکہ یہ اضافہ دراصل اضافہ ہی نہیں بلکہ حقیقت
 ہی ہے اسواسی کہ اضافہ بالنسبت الی منتسبین ہوئی ہے اور لغیر اعتباری کا استغناء
 میں کیا یہ اعتبار نہیں پراسکی بھی و طرنا بلا ضرورت بیجا نہ ہے اور جانا چاہی کہ خدا اور
 تکثر اول حقیقی نوع واحد یعنی مبدی حقیقی اور نیز تکثر و تعدد آخر حقیقی یعنی ختم و خاتم حقیقی نوع
 واحد استیسا سلسلہ ترتیبی زمانی میں بدیہی البطلان ہے پس اگر اوادم سہ جو اول اوادم
 طبقہ ارض علیا سے ہیں تو اول حقیقی ہونا اول کا وجود باطل ہے اور نیز باطل ہے حقیقی
 ہونا اول کا وصف جو مراد ہی وصف نبوت سی طیار سی سلسلہ نبوت میں جو مراد ہی ان
 دونوں وصف سی آدمیتہ مانحن فیہ میں علی ملا القیاس خاتم حقیقی مگر اس قدر فرق ہے
 در میان اس اول حقیقی اور آخر حقیقی کے کہ اسکی خاتمیتہ آخرتہ یعنی ہونا اس فرد کا
 مقطع سلسلہ مذکورہ صرف و سفا ہے نہ وجود اسواسطی کہ مابعد اسکی اور افراد بنی
 ہی وجود میں نہ وصفا اور ستر اس مرفارق اور فیصل میں یہ ہے کہ اسکا وصف مستمر
 ہے بالعدم الی یوم الفنا بخلاف وصف اول حقیقی یعنی مبدی مذکور الی البشر آدم طبقہ
 ارض علیا کہ وصف اسکا مستمر نہیں بلکہ اسکو انہا ہی نفسہ بنیخ شریعت مانند اور
 واسطی کی یعنی دیگر رسل و انبیاء کے نہ عزل منصب نبوت والا یعنی اوادم سہ اگر اول
 سے اور کسی آدم کی ہیں بقول مشہور السنہ عوام کہ الکا با و اوادم ہی نہ الہیہ مستقل
 میں اپنی آدمیتہ میں وجود اور وصفا مثل آدم طبقہ ارض علیا مشہودہ بالقران و الحدیث
 والاجماع مصداق آیتہ و لقد کرنا بنی آدم الایۃ و اول الانبیاء اوادم و آخر ہم بنیسا
 محمد علیہ و علیہم السلام و حدیثہ المحشر انت الی البشر در بارہ شفاعت پس بعد نبوت اس

اور حال او ایل یعنی او ادم ہی ایسا ہی جانا چاہئے کہ سہراہ اول حقیقی یعنی آدم حقیقی کے
 ہوں جو عبارت ہی مرسل اول سے اور نیز پیشتر اوس سے ہوں پس او نکل طبقہ
 کی سنو طریقہ ایسی نہیں ہوئی کہ ظاہر ہے بوجہ کو چاہے ہونے ہر طبقہ کے طبقات بہت فاصلہ
 سے یہ نسبت اپنی اپنی طبقہ عالیہ کے اور نیز متاخر الوجود ہونے اپنی کے باعتبار ترتیب
 زمانی یہ نسبت طبقہ عالیہ کے مسطح اس جہل و تخم ہر گاہ وحی مطلقہ جولا ذرہ ات
 ہے رسالت خاتمیت مطلقہ کا شامل ہوا جمیع طبقات ارض کو بدلیل قول لنصلی قول اوحی
نہا القرآن انذرکم یہ ومن یبلغ۔ تو خبر کٹ گئی بعین الہی جلشائے عقیدہ فاسدہ مندرجہ
 رسالہ نصیر المؤمنین فی رد قول الجاہلین کے جو صریح خلاف ہے قول دافع الوساوس
 وغیرہ اقوال میں جس کے ہی کیا بلکہ تمام اہل اسلام اتنے کی اور وہ عقیدہ فاسدہ اور
 خصوصیت خاتمیت حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتھ اس ہی طبقہ ارض علیا کے کیونکہ
 ظاہر ہے کہ مبلغ اس قرآن مجید کا قاصر نہیں ساتھ کسی ہی دلیل کے جو مسلم اہل اسلام
 ہو بلکہ عموم ائمہ آنحضرت صلعم پر جو ثابت انصوص القطعیہ ہے اجماع امت ہے پس
 شامل ہے تمامہ مکلفین کو خواہ بطور امتہ اجابت خواہ بطور امتہ دعوت جمیع طبقات
 میں باعتبار عقیدہ و عمل از روز لغتہ تا قیام قیامتہ اور باعتبار عقیدہ تو جمیع اہم سالفہ و
 اور اثر اسکا تو جو عبارت ہی قبول سے ہر مخلوق پر حسب حیثیتہ اوسکی ہو حانیت کے
 تو ظاہر یہ ہے اور کیفیت اوسکی ستر مکتوم ہے جو مخزون ہے خزانہ علم عالم الغیوب
 میں بدلیل خبر لولاک لما ادرت الہدویۃ اسلئے کہ یہ آوازہ ہر کوش موجودات میں ہو چکا
 ہوا ہے اور دراصل بیانات یوں نہیں جیسا کہ عبارت نصیر المؤمنین فی رد قول الجاہلین
 کو شبہہ الحادی ہوا بوجہ استدلال ساتھ استعراق قاصر کے الف لامع العالمین ہے آیتہ
 متسیرہ یا مریم انی اصطفتک علی النساء العالمین او یہ العالمین آیتہ متیرہ لیکون للعالمین
 نذیر اور وارسلاک الارحمۃ للعالمین کے اور نحو شہادت اوسکی سے یہ ہے کہ ہم

اور حال او ایل نبی او ادم ہی الیسا ہی جانا چاہئے کہ سہراہ اول حقیقی یعنی ادم حقیقی کے
 انہوں جو عبارت ہی رسول اول سے اور نیز پیشتر اوس سے انہوں پس اولیٰ طبقات
 کی سنو رطیا رہی انہیں سو ہی کہ ظاہر ہے بوجہ کو چاہے ہونے ہر طبقہ کے طبقات ستہ فل
 سے یہ نسبت اپنی اپنی طبقہ عالیہ کے اور نیز متآخر اوجود ہوئے اپنی کے باعتبار تریبہ
 زمانی بہ نسبت طبقہ عالیہ کے **سطح اس چل** و **تخم** ہر گاہہ وحی مطلق ہو لا ذلہ ان
 ہے رسالت خاتمیتہ مطالعہ کا شامل ہوا جمیع طبقات ارض کو بدلیل قول **لحم قل وحی**
نہا القم ان مذکور کہ ہم ومن یبلغ - تو چڑھ کر گئی لعنات الہی حلیشانہ عقیدہ فاسدہ منہ جہ
 رسالہ نصیر المؤمنین فی رد قول الجاہلین کے جو صریح خلاف ہے قول دافع الوساوس
 وغیرہ اقوال من جہ کے ہی کیا بلکہ تمام اہل اسلام امتہ کی اور وہ عقیدہ فاسدہ اور
 خصوصیتہ خاتمیتہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتھ اس ہی طبقہ ارض علیا کے کیونکہ
 ظاہر ہے کہ مبلغ اس قرآن مجید کا قاصر نہیں ساتھ کسی ہی دلیل کے جو مسلم اہل اسلام
 ہو بلکہ عموم حبشہ آنحضرت صلعم پر جو نایت انصوص القطعہ ہے اجماع امتہ ہے پس
 شامل ہے تمامہ منافقین کو خواہ بطور امتہ اجابت خواہ بطور امتہ دعوت جمیع طبقات
 میں باعتبار عقیدہ و عمل از روز القبتہ تا قیام قیامتہ اور باعتبار عقیدہ تو جمیع اہم سالفہ
 اور اثر اسکا تو جو عبارت ہی قبول سے ہر مخلوق پر حسب حیثیتہ اوسکی روحانیت کے
 تو ظاہر رہا ہے اور کیفیت اوسکی ستر مکتوم ہے جو مخزون ہے خزانہ علم علام الغیوب
 میں بدلیل خبر لولاک لما اظہرت الہدوی بقرۃ سلکے کہ یہ آوازہ ہر گوش موجودات میں پہنچا
 ہوا ہے اور دراصل یہ بات یوں نہیں جیسا کہ عبارت **لحم المؤمنین** فی رد قول الجاہلین
 کو شہدہ الحادوی ہوا بوجہ استدلال ساتھ اسخراق قاصر کے **الف لام العالمین** سے آیتہ
متبرکہ یا مریم انی اصطفتک علی النساء العالمین اور **العالمین** آیتہ متبرکہ لیکن للعالمین
 نذیر اور وارسلناک **الارحمۃ للعالمین** کے اور **عمر شہادت** اوسکی سے کہ یہ ہے کرام

وہی
 جیسا
 کہ

ماویات فاضلہ توتھی اور رخصتہ مطلقہ کی تو قایل تھی اگرچہ دوبارہ اثبات خاتمیت
 انسانیہ غناوہ تھا بخلاف اس عبارت کی کہ کوئی درجہ باقی ہے نہ کہ خاتمیت کو
 ایسا سمجھتا ہے کہ دنیا و کونیا چاہا کہ نفسی الثبوت عموم اور اطلاق کو اس سی طبقہ میں
 علیا میں بند کرنا چاہا ذرہ بھر بھی خیال نہ ہوا کہ کڑا ہوتا ہے اور کو کچھ گراں
 نہیں آتی قشعریرہ بھی نہیں ہوتا حالانکہ یہ خاتمیت مطلقہ اور رخصتہ عامہ اس سی
 قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جسکی شان میں یہ آیت نازل ہے کہ یہ لو انزلنا نزلنا
 القرآن علی جبل لراۃ خاشعاً متصدعاً من خشیتہ اللہ الایۃ مگر اس سی قرآن مجید
 میں یہ بھی نازل ہے قاتل الذین فی قلوبہم زلیغ فیتعول بالشاہدہ منہ ابتغاء البقۃ
 وابتغاء تاء وید الایۃ الیۃ یہاں پر تسلی بخش ہے یہی استرجاع چارہ نہیں سپرد بخدا
 کر یہ کل حزب بالایہم فرعون الہم انالغوزیک من الفتن ماطرہ منہا و مالطون اور
 اعجاب کل ذی راسے یہاں یہ وارد احادیث صحیحہ ہے اور اس عبارت نصراً لمنہن
 کو کیا بلا رد لیری ہے کہ نسبت قاتل ان رخصتہ عامہ مطلقہ صاحب خاتمیت مطلقہ حضرت
 خاتم النبیین صلعم کے تمام علماء و فضلاء و بل تمام امت محمدیہ کو داعی کر دیا کیسکو چاہل
 کا خطاب اور کیسکو کافر کا دیا اور نیز فتویٰ عدم جواز نماز خلف اس عقیدہ والی کے دیا
 پس معلوم ہوا کہ تمام امت اگر ایسی سی ہوئی خدا نخواستہ تو اپنے شخص سے اپنی حیل و ابتغای
 کے اکیلی ہشتون نہیں کیا کہ گنا گنا کر بیان مارنے پر نیکی ہشتان تو انکی حق
 میں مثل بن بیشہ ہو جاوینگے آخر جی کہہ او گناہ پر طرف جماعت کلان کی جمع کرنا پڑے
 پس اب سی تفصیل مسافت کریں تو کیا خوب بات ہے معلوم ہوا کہ ان لو نہیں فضل
 کمال اور تقویٰ و طہارت و جاہ و جلال اور دیانت اور فصاحت بذراعت ہما پون کے
 سفیدی پر سیاہی ڈالنی کا اور جہنم لگا دیتی کا ہر کس کا کس کا نام ہی صادق آتا
 ہے قول حضرت خیر صادق صلعم کا اتخذ الناس دوساً جہلاً اغتوا بغیر علم و اولوا

تاویلات فاضلانہ تو تھی اور رخصتہ مطلقہ کی تو قایل تھی اگرچہ دوبارہ انبیاء خاتمیتہ
انسانیہ غشاوہ تھا بخلاف اس عبارت کی کہ کوئی وجہ باقی ہے نہ رکھا خاتمیتہ کو
ایسا سست بنیا دکر ناجائز کہ نصی الثبوت عموم اور اطلاق کو اس ہی طبقہ ضمن
علیائین بند کرنا چاہا ذرہ بہرہی خیال نہ ہارو مٹا کڑا ہوتا ہے اوٹکو کچھ گرازیگی
ہنیں آتی قشعریرہ بھی نہیں ہوتا حالانکہ یہ خاتمیتہ مطلقہ اور رخصتہ عامہ اوس ہی
قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جسکی نشان میں یہ آیت نازل ہے کہ یہ لو انزلنا نذرا
القرآن علی جبل لراۃ خاشعۃ مستصدحاً من خشیتہ اللہ الایۃ مگر اس ہی قرآن مجید

میں یہ بھی نازل ہے فاتھا الذین فی قلوبہم ریغ فیتسعون بالکتابہ منہ ابتغا والفتنہ
وابتغا وناوید الایۃ الیتہ پہرہ مرستلی بخش ہے بجز استرجاع چارہ نہیں سپرد بخدا
کہ یہ کل حربہ بجا لیکر فرجوں اللہم انما لخذ ذلک من العنق ماطرہ منہا وما یطعن اور
اعجاب کل ذی دلی ہے پہرہ وارد احادیث صحیحہ ہے اور اس عبارت نصراً لومنین
کو کیا بلا دلیری ہے کہ نسبت فاتھا ان رخصتہ عامہ مطلقہ صاحب خاتمیتہ مطلقہ حضرت
خاتم النبیین صلح کے تمام علماء اور فضلاء بل تمام امت محمدیہ کو داعی کر دیا کسیکو چاہل
کا خطاب اور کسیکو کافر کا دیا اور نیز فتویٰ عدم جواز نماز خلف اس عقیدہ والی کے دیا
سین معلوم ہوا اگر کام امت اگر ایسی ہی ہوئی خدا نخواستہ تو ایہ شخص جسے اپنی حیلہ اتباع
کے کیلی بہشتونین کیا کہ یہ گنا گنا کر بیان مارنے پر نیکی بہشتان تو اونکی حق
میں مثل بن بیشہ ہو جاوینگی آخری کہہ دیگا پہر طرف جماعت کلان کی جو جمع کرنا پڑے
سین اب ہی تحلیل مسافت کریں تو کیا خوب بات ہے معلوم ہوا کہ اندونین فضل و
کمال اور تقویٰ و طہارت و جاہ و جلال اور دیانت اور نصیحت بذریعہ جاپون کے
سفیدی سپاہی ڈالنی کا اور جہین لگا دیتی کا ہر کسوں کا کس کا نام ہی صادق آتا
ہے قول حضرت مخیر صادق صلح کا اتخذ الناس رؤسا جہالاً اغنوا بغیر علمکوا واصلوا

لہذا آپ کے کتاب و حکمتہ ثم جابرکم رسول مصدق لما حکمتموہ منہن بہ و لتقصرنہ قال زاورتم
 واخذتم علی ذالکم علی الصریح الاتیہ اور بعض کی نسبت کیفیت عمل ہی اضافہ ہوئی ہوتی
 حاضرین زمان برکت نشان حضرت بنی آخر الزمان جہلم حقیقتہ ہاں صحابہ کرام رض اور
 حاضرین حکما تا نفاذ زمان پھر عام ہے اس سے کہ اُمتہ اجابتہ ہو یا اُمتہ دعوہ اور اس
 حکما میں بنی سابق النبوة مغزول الشریعہ باقی النبوة ہوا ہاں حضرت علی علیہ السلام اور
 حضرت الیاس علیہ السلام کے داخل ہیں اور نداء مذکور با پیٹور ہے کہ الی رسول اللہ الیکم -
 علی بذالقیاس خطاب الیکم طرف عموم ناس کے حسب حیثیتہ تصور کرنا چاہئے اور چھبصر
 ناس عنقریب گزر چکی اور پھر ناکید فرمائی ساتھ لفظ جمیع کے ناکہ کوئی فرد اس میں سے
 فائست ہو جو جان کہیں ہو اور کسی گروہ سے کسی طبقہ میں کسی زمان میں ہو کیونکہ سیاق
 کلام الذی لہ مالک السموات والارض لائتہ کرتا ہے اور اس مطلب کے کہ صیبا و ہالک
 ہے سموات اور ارض کا ویسی ہی عموم رسالت اس رسول مقبول کی ہے نسبت شری
 کے حسب حیثیتہ و یاقوت اس کی اور ذکر ناس میں آتیہ میں بطریق ذکر افراد عظیمہ ہے اور لکھتا
 او پر افراد باقیہ کے اور سایہ انبیاء اور رسل انقسم ناس میں پس معلوم ہوا کہ رسول انبیاء
 اور رسل ہی میں پس واضح ہوا کہ جانب خالق جل شانہ سے جو مبارکیاں ہیں تمام
 مخلوقات واسطی اس فیض بخت عامہ کی فیض سی میں سب شامل ہیں تاکہ مبارکیاں
 کی جانب سے کمی نہ رہے۔ مگر یہ امر آخر ہے کہ کوئی غفہ بخت اذیت و ازون بے بہرہ رہا
 بموجب اس حدیث شریفہ کے فمن احصا من ذالک النور اتندی ومن اخطا ذالک النور
 ضل اور علی بذالقیاس کہ یہ قل یا ایہا الناس انتم الفقراء الى العمد الاتیہ اگر ایسا نہ ہو تو
 حیدری جو اس طبقہ ارض علیہا کے ہیں اور فقیر الے العمد ہوں حالانکہ بوجہ عموم الحمد تمام
 مخلوق موالیہ ثلثہ اور اور جو جو مخلوق علم الہی جل شانہ میں ہیں فقیر الے العمد ہوں اور
 علی بذالقیاس کہ یہ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الاتیہ میں صرف آدمی ہی مدعا ہے اور ہر

لایا تینکیم سن کتاب و حکمتہ ثم جابرکم رسول مصدق لما حکمتمو ومنہ بہ و لتفسرنہ فالانوار
 و اخذتم علی ذالک علی الصری الایۃ اور بعض کی نسبت کیفیت عمل ہی اضافہ ہوئی ہوتی
 حاضرین زمان برکت نشان حضرت بنی آخر الزمان صلوات اللہ علیہم حقیقتہ مانند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
 حاضرین حکما تانفاذ زمان پیر عالم ہے اس سے کہ ائمہ اجابتہ ہو یا ائمہ دعوۃ اور اس
 حکما میں بنی سابق النبوة مغزول الشریعۃ باقی النبوة ہو مانند حضرت عیسیٰ علیہ السلام و
 حضرت الیاس علیہ السلام کے داخل ہونے اور نذر و نیکو یا نیلو رہے کہ الی رسول اللہ الیکم۔
 علی بذالقیاس خطاب الیکم طرف عموم ناس کے حسب حیثیتہ تصور کرنا چاہئے اور جو شخص
 ناس عنقریب گزر چکی اور پہنچنا کید فرمائی ساتھ لفظ جمیع کے تاکہ کوئی فرد انسان اس سے
 فائت نہ ہو چنان کہ میں ہوا کسی اگر وہ کسی طبقہ میں کسی زمان میں ہو کیونکہ سیاق
 کلام الذی لہ مالک السموات والارض لالتہ کرتا ہے اور اس مطلب کے کہ حبیباً وہ مالک
 ہے سموات اور ارض و ایسی ہی عموم رسالت اس رسول مقبول کی ہے نسبت ہر
 کے حسب حیثیتہ و یاقوت اسکی اور ذکر ناس میں آیتہ میں بطریق ذکر افراد و عظیمہ ہے اور
 اوپر افراد باقیہ کے اور سایر انبیاء اور رسول انقسم ناس میں پس معلوم ہوا کہ رسول انبیاء
 اور رسول الہی میں پس واضح ہوا کہ جہاں خالق جلشانہ سے جو مبارکیاں ہیں وہ تمام
 مخلوقات واسطی اس فیض بعثتہ عامہ کی فیض میں سب شامل ہیں تاکہ مبارکیاں
 کی جانب سے کمی نہ رہے۔ مگر یہ امر آخر ہے کہ کوئی خفہ بخت نصیب و اثر و نفع بہرہ رنج و
 بموجب اس حدیث شریفہ کے فمن احصا من ذالک النور اتدی ومن اخطا ذالک النور
 ضل اور علی بذالقیاس کہ یہ قیل یا ایہا الناس اتکم الفقراء الی الدار الایۃ اگر ایسا نہ ہو
 جندی جو اس طبقہ ارض علیہ کے ہیں اور فقیر الے المرنون حالانکہ جو یہ عموم المرنون
 مخلوق موانی ثلثہ اور اور جو جو مخلوق علم الہی جلشانہ میں ہیں فقیر الے المرنون اور
 علی بذالقیاس کہ یہ یا ایہا الناس عباد الیکم الایۃ میں صرف آدمی ہی مدعا ہے یا وہ

ہوگا یا منسوخ اور معسوف ہوگا پس متشابہ شرعی میں اگر وہ ناشی امر صریح اور مفصل منسوخ
 ہے تو قیام فی التفسیر نہیں اور اگر امر ضمنی محمل منسوخ ہے تو قابل تفسیر و توضیح ہے اور اگر بالکل
 منسوخ ہے مانند حروف مقطعات قرآنی تو درحقیقت قابل تفسیر نہیں اگرچہ بعض اہل تفسیر
 نے یہ کہہ کر کہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اہم کی تفسیر میں سوای اللہ اعظم
 مبرادہ سے کہہ کر کہا اگرچہ اس تفسیر میں لطیفہ ہے گو تفسیر بنام نہاد ہو گئی کہ مراد الف سے
 السدی اور لام سی اعظم ہے اور ہم سے مبرادہ کا لفظ مراد ہے لیکن تاہم از حنفی نگاہ
 یا قریب قریب اعجاز و ابہام ہے مانند متشابہات کی پس ہر گاہ یہ مقدمہ جہت ہو
 تو بدلیل صرف قرینہ عقلی لفظ فیہ نبی کنیکم سے بلا انفساح کیا علیک استقلال و استبداد
 دلیل نقلی شرعی کے بطور انصراف ناشی بوجہ منشأ و پر اثبات خاتمیت کی خواہ اضافی
 ہو یا حقیقی صرف بقوت دلیل عقلی یا قرینہ عقلیہ جو مقتضای سلسلہ ترتیبی ہے وجود
 مبداء و وجود و قطع جو در بارہ متشرع عقلی کے جوہر ۲۱ واقع ہے ہرگز استدلال صحیح نہیں
 خصوصاً اس مقام میں کہ مزاج عقیدہ اسلام ہو تو زیادہ تر واجب الاحتراس ہی جیسا کہ
 مزاج مذکور زوم شرکت و قسمت ابتدائی وغیرہ مذکور اکثر قساطیس ہے فافہم بالفہم الاہم
 ورنہ تفسیر بالرایسی اسی کا نام ہے اگرچہ اصالتہ عقلی فی نفسہ یا نبی جاتی ہو مگر ادن شرعی
 انہو تو ابھی اخلاق نامہ اسے قطع نظر زوم عقیدہ فاسدہ سے کہ اور یہی امر اسخ
 ہے اولاً لا یتلا طلاق الشرعی من الاذن الشرعی چنانچہ یہی مطلب ہی اس حدیث
 شریفہ کا من قال فی القرآن برائہ و اصاب فقہا خطا یعنی اگرچہ تفسیر قرآن مجید
 مطابق صرف عقل صائب کی جاوی بدون لگاؤ ملکہ راسخہ مستحصلہ یا ماد تعلیم اساتذہ
 جہوہ بالقرآن جو قابل الطینان ہے کہ جبکا لگاؤ تو بعد شرعی سے ہو جو حسب اتفاق
 مطلب شرعی کو پہنچ ہی جاوی تب بھی خطائی اور اگر نہ پہنچا تو صرف صائب عقلی
 کے حسب ہی طریق اولی خطا ہے بطور اینچی کہ غالباً آئندہ کو اکثر خطا صادر ہوگی انہا

ہوگا یا منسوخ اور مصروف ہوگا پس منشا شرعی میں اگر وہ ناشی امر صریح اور مفصل منسوخ
 ہے تو قایل تفسیر نہیں اور اگر امر حتمی محمل منسوخ ہے تو قابل تفسیر و توضیح ہے اور اگر بالکل
 منسوخ ہے مانند حروف مقطعات قرآنی تو درحقیقت قابل تفسیر نہیں اگرچہ بعض اہل تفسیر
 نے یہ کہہ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں سواہی اللہ عنہما
 میرادہ کی ہے کہ اگرچہ اس تفسیر میں لطیفہ ہے گو تفسیر بنام نہاد ہو گئی کہ مراد انصاف سے
 السدی اور لام سی اعلم ہے اور ہم سے میرادہ کا لفظ مراد ہے لیکن تاہم از حنفی نگاہ
 یا قریب قریب اعجاز و ابہام ہے مانند منشا بہات کی پس ہر گاہ یہ مقدمہ جہت نہاد
 تو بدلیل صرف قرینہ عقلی لفظ فیہ نبی کنیکم سے بلا انضمام کیا ملکہ استقلال و استبداد
 دلیل نقلی شرعی کے بطور انشراح ناشی ہو جو منشا و اوپر اثبات خاتمیت کی خواہ اضافی
 ہو یا حتمی صرف بقویت دلیل عقلی یا قرینہ عقلیہ جو مقتضای سلسلہ ترتیبی ہے وجود
 مبداء اور وجود مطلق جو بارہ متفرع عقلی کے جوہر ۱۰ واقع ہے ہرگز استدلال صحیح نہیں
 خصوصاً اس مقام میں کہ مزاج عقیدہ اسلام ہو تو زیادہ تر واجب الاحتراز ہی جیسا کہ
 مزاج مذکور لزوم شرکت و قسمت ابتدائی و غیرہ مذکور اکثر قساطیس سے فافہم بالفہم لازم
 ورنہ تفسیر بالرای اسی کا نام ہے اگرچہ اصالتہ عقلی فی نفسہ یا نبی جاتی ہو مگر ادن تفسیر
 ہو تو ابھی اطلاق نامداد ہے قطع نظر لزوم عقیدہ فاسدہ سے کہ اور یہی امر اسبق
 ہے اذ لا بد لا اطلاق الشرعی من الاذن الشرعی چنانچہ یہی مطلب ہی اس حدیث
 شریفہ کا من قال فی القرآن برائہ و اصلہ نقد اخطار یعنی اگرچہ تفسیر قرآن مجید
 مطابق صرف عقل صاحب کی جاوی بدون لگاؤ ملکہ راسخہ مستحصلہ یا ارادہ تعلیم اسمائہ
 جہوہ بالقرآن جو قابل الطینان ہے کہ جبکہ لگاؤ و تعدد شرعی سے ہو و حسب اتفاق
 مطلب شرعی کو پہنچ ہی جاوی تب بھی خطائی اور اگر نہ پہنچا یا و صفا صاحب عقل
 کے تب بھی طریق اولی خطا ہے نظر یا نبی کہ غالباً آئندہ کو اکثر خطا صادر ہوگی لہذا

تفسیر صاحب قول کو یعنی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو جو کہ روایت ہے اونسے بطور سند
 قدسی کے یہودی عن اللہ تبارک و تعالیٰ اھم یا نبیین لجلت لربنا کیوں اپنے نبیائے
 یہ حدیث شریفہ صریح منشاء شرعی ہے اطلاق لقب خاتم النبیین کا اوپر خاتم طبقہ اصنام
 علیہا کے فقط لا غیر قطع نظر اس سے لقب مذکور متلو نقص قرآنی ہے آیتہ خاتمیت میں یعنی
 اگر نزول آیتہ خاتمیتہ بالضرر نہ ہوتا تو یہ سی حدیث قدسی کافی ہوتی واسطی اثبات طلب
 خاتمیتہ کے صریح لیں قرینہ عقلیہ کسی قرینہ شرعیہ کے ساتھ منظم کیا جادی واسطی اطلاق
 لقب مذکور کے نسبت خاتم اضافیہ نہ مذکورہ کے تب اپنی وہ مقابلہ صراحت حدیث
 قدسی مذکور تفسیر بالترائے کیا بلکہ ان قبیل تحریف متعور ہے جب کہ خود آیتہ خاتمیتہ اس
 بارہ میں بالاستقلال نازل ہے ثواب تو تحریف قرآنی ہی ہے اور حالانکہ یہ آیتہ خاتمیتہ
 باتفاق علماء مفسرین محدثین و فقہا و متکلمین وغیرہ کسی اختلاف نہیں اس میں کہ تفسیر
 گنجائش ہو کسیکو کسی طرح کی تاویل کی چنانچہ قاص عیاض ج لے شفا میں لکھا اجماع الائمہ
 علی حملہ الکلام علی ظاہرہ و ان مفہوم المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک
 فی کفر سولہ الطوائف کلہا قطعاً اجماعاً و سمعاً اور اس ہی شفا میں مذکور ہے و کذا لک
 من ادعی نبوت احدیہم نبینا صلعم و جہدہ بالعبسوتہ من الیہود و القائلین بتخصیص رسالت
 صلعم الی العرب و کالتحریر یمتہ القائلین بتواتر الرسل یعنی بعد خاتم النبیین کے صلعم کہ
 مزاحم خاتمیتہ خاتم النبیین کے ہے و اکثر الفضل القائلین بمشاکتہ علی رضی اللہ عنہ
 البی صلعم و جہدہ یعنی بعد وفات صلعم کے و کذا لک اکل امام عند مولانا و الرضیہ یقوم مقام
 فی النبوتہ و الحجۃ و کالنبی لعیثہ و البیانیتہ و من ادعی النبوتہ لنفسہ و جہوز التسابہا و البلیغ
 بصفاۃ الغالب الی مرتبہا کالفلان سفہ و خذاتہ المتصوفیہ و کذا لک من ادعی نہم انہ یوحی الی
 و لم یرد علی النبوتہ فہو لا رکلتہم کذبون لنبی صلعم لہ اجر ائمہ خاتم النبیین لا بنی لہ و اجبر علی
 اللہ لہ انہ خاتم النبیین و انہ رسل کافۃ للناس اور انہ اسکی شرح مواقف میں مرقوم ہے

تفسیر صاحب قول کو یعنی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو چونکہ روایت ہے اونسے بطور حدیث
 قدسی کے یہودی عن اللہ تبارک و تعالیٰ کو ہم خاتم النبیین کی حلیت لایا گیا کہ ان کے بعد نہ نبیاً لایا
 یہ حدیث شریف صریح منشاء شرعی ہے اطلاق لقب خاتم النبیین کا اور چنانچہ خاتم طیبہ رضی اللہ
 علیہ کے فقط لا غیر قطع نظر اس سے لقب مذکور متلو نظر فرمائی ہے آیتہ خاتمیت میں یعنی
 اگر نزول آیتہ خاتمیت بالفرض نہ ہوتا تو یہی حدیث قدسی کافی ہوتی واسطی اثبات طلب
 خاتمیت کے صریح لہجہ قرنیہ عقلیہ کسی قرنیہ شرعیہ کے ساتھ منظم کیا جادوی واسطہ اطلاق
 لقب مذکور کے نسبت خاتم اضافیہ نہ مذکورہ کے تب ہی وہ بمقابلہ صراحت حدیث
 قدسی مذکور تفسیر بالترائے کیا مالکہ از قبیل تحریف مقصور ہے جبکہ خود آیتہ خاتمیت اس
 بارہ میں بالاستقلال نازل ہے نواب تو تحریف قرانی ہی ہے اور حالانکہ یہ آیتہ خاتمیت
 باتفاق علماء مفسرین و محدثین و فقہا و متکلمین وغیرہ کسی اختلاف نہیں اسمین کہ اسمین
 گنجائش ہو سکیو کسی طرح کی تاویل کی چنانچہ قاص عیاض نے شفا میں لکھا اجماعاً لا یمکن
 علی حمل ہذا الکلام علی ظاہرہ و ان معنوم المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک
 فی کفر مولیٰ الطوائف کلمہ قطعاً اجماعاً و سمعنا اور اس ہی شفا میں مذکور ہے و کذا لک
 من ادعی نبوت احدی مع نبینا صلعم و بعدہ کالعیسویۃ من الیہود و القائلین بتجسّص رسالت
 صلعم الی العرب و کالخروج مئیدہ القائلین بتواتر الرسل یعنی بغض خاتم النبیین کے صلعم کہ
 مزاحم خاتمیت خاتم النبیین کے ہے و اکثر الفضلہ القائلین بمشاکرۃ علی رضی اللہ عنہ فی رسالتہ
 الیہی صلعم و بعدہ یعنی بعد وفات صلعم کے و کذا لک کل امام عند مولانا و الفضلہ یقوم مقام
 فی النبوة و الحجۃ و کالبشریۃ و البیانیتہ و من ادعی النبوة لنفسہ و یؤثر التسابیہ و البلیغ
 اصحاب القلب الی مرتبہا کالفلان سفہ و خلاۃ المتصوفیۃ و کذا لک من ادعی نہم انہ لوی الی
 و لم یدعی النبوت فہو لا کلام کمذکور ان لہی صلعم لہ اجراء خاتم النبیین لا بنی بعدہ و اجبر عن
 اللہ لہم انہ خاتم النبیین و انہ رسل کافہ للناس اور انہ اسکی شرح مواقف میں مرقوم ہے

کے جو اسکے افراد ہیں کہ وہ انبیاء علیہم السلام میں زمانی ہیں کیونکہ ترتیب اس سلسلہ کی
 زمانی ہے پس گاہیکل انبیاء اپنی اپنی زمانہ میں نبی ہوئی تو بدوں نزول وحی کے نبی ہیں
 نبوی بالضرور نزول وحی متقدم ہے ساتھ تقدم زمانی کے اور نبوت ہر ایک نبی کے تو
 زمان واحد ہونا بدوحی کا اور بد نبوت کا بالضرور ایسا ہی لازم ہے کہ جبکہ انفرادی
 محتاج ذاتی ہے پس یہ کہنا البتہ باطل ہے کہ نبوت اور انبیاء کی جو بطور سلسلہ زمانی کے
 متقدم ہے نبوت حضرت خاتم النبیین صلیع سے منتظر رہے اپنی وحی کے اور نبوت آنحضرت
 صلیع کا حال انہیں معلوم ہوتا کہ ابادہ ہی اس ہی طور پر ہے یا نہیں اگر ہے تو قلب وضع
 شرعی و عہد عقلی و عرفی لازم آیا بہ نسبت جمیع افراد کے ورنہ اختلاف خاصہ لازم آتی
 بین الافراد لازم آیا کیا معنی کہ کل افراد انبیاء علیہم السلام آپ سے پیشتر نبی ہو کر
 گزر چکی حساً یا حکماً نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضرت ادریس کے ساتھ نبوت بلا وحی
 کے اور حال نبوت آنحضرت صلیع دو حال کے خالی انہیں یا بد نبوت بلا وحی ہوا مانند اور
 انبیاء کے تا حال نہ گذرنی اپنی کے اور بعد گزرنے کے ہوا قطع نظر استیلاہ سابقہ سے
 تو بھی صاف باطل ہے خلاف لخصوص ہے اسلی کہ اوہلی وفات شریف کے بعد وحی کا
 انقطاع قطعی ہو چکا کیونکہ لگاؤ نزول وحی ہی نہیں رہا یا بد نبوت او کا بلا وحی ہوا تو خلاف
 ہے کیونکہ اختلاف افراد نوع واحد خاصہ لازمہ دانیہ میں لازم آتا ہے وہ باطل ہے خلاف
 مفروض لازم آتا ہے اسلئے کہ افراد سے نبوت کا بدوں وحی کے پہرہ نہیں معلوم ہوتا
 کہ اجتماع نبوت اوہلی کا اور بینہ دل وحی کا اگر بطور بعد بیتہ ذاتی ہے تو وہ مستلزم ہے
 معتقہ کو تو وہ خلاف قرارداد ہے بالطور بعد بیتہ زمانی ہے یا تو بحال حیات شریف
 ہے یا بعد وفات شریف ہے ہر صورت وہی استحالہ مذکورہ لازم آتے ہیں پس ایسی
 شان و عظمت کا تجویز کرنا بہ نسبت حضرت خاتم النبیین کے خود موجب کسر شان ہے
 مگر جو مراد لفظ واسطہ سے برکت ہو تو ہاں البتہ امتحان لجات مذکورہ سے سلامتی ہے فی الجملہ

کے جو اسکی افراد میں کوفہ انبیاء علیہم السلام میں زمانی میں کیونکہ ترتیب اس سلسلہ کی
زمانی ہے پس یہ گاہیکل انبیاء اپنی اپنی زمانہ میں نبی ہوئی تو بدولت نزول وحی کے نبی میں
نبی بالضرورت نزول وحی متقدم ہے ساتھ تقدم زمانی کے اور نبوت ہر ایک نبی کے تو
زمان واحد ہونا بدروسی کا اور بد نبوت کا بالضرورت سیاسی لازم ہے کہ حسیک انفسک
ممتنع ذاتی ہے پس یہ کہنا البتہ باطل ہے کہ نبوت اور انبیاء کی جو بطور سلسلہ زمانی کے
متقدم ہے نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم سے منظر رہے اپنی وحی کے اور نبوت آنحضرت
صلعم کا حال میں معلوم ہوتا کہ ابادہ ہی اس ہی طور پر ہے یا نہیں اگر ہے تو قلب وضع
شرعی و عظم عقلی و عرفی لازم آیا یہ نسبت جمیع افراد کے ورنہ اختلاف خاصہ لازمہ انتہ
میں افراد لازم آیا کیا معنی کہ کل افراد انبیاء علیہم السلام آپ سے پیشتر نبی ہو کر
گذر چکی حسا یا حکما مانند حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضرت ادریس کے ساتھ نبوت بلا وحی
کے اور حال نبوت آنحضرت صلعم دو حال سے خالی نہیں یا بد نبوت بلا وحی ہوا مانند اور
انبیاء کے تا حال نہ گذرئی اپنی کے اور بعد گذرنے کے ہوا قطع نظر امتیالہ سابقہ سے
تو بھی صاف باطل ہے خلاف لفظ ص ہے اسلی کہ اوکلی وفات شریف کے بعد وحی کا
انقطاع قطعی ہو چکا کیونکہ لگاؤ نزول وحی ہی نہیں ہا یا بد نبوت او کا با وحی ہوا تو خلاف
ہے کیونکہ اختلاف افراد نوع واحد خاصہ لازمہ دانیہ میں لازم آتا ہے وہ باطل ہے خلاف
مفروض لازم آتا ہے اسلی کہ اگر ہے نبوت کا بدولت وحی کے پہلے نہیں معلوم ہوتا
کہ اجتماع نبوت اوکلی کا اور بینہ دل وحی کا اگر بطور بعدیتہ ذاتی ہے تو وہ مستلزم ہے
مستتہ کہ تو وہ خلاف قرارداد ہے یا بطور بعدیتہ زمانی ہے یا تو بحالت حیات شریف
ہے یا بعد وفات شریف ہے ہر صورت وہ ہی امتیالہ مذکورہ لازم آتے ہیں پس ایسی
اشان و عظمت کا جو بزرگ نابہ نسبت حضرت خاتم النبیین کے خود موجب کسرتشان ہے
مگر جو مراد لفظ واسطہ سے برکت ہو تو ہاں البتہ امتیالہ مذکورہ سے مستلزم ہے فی الجملہ

حساب میں واسطہ عددیہ کہ معروف ہے مثلاً عدد چار کا جو نصف ہے مجموع اپنی دونوں
 حاسبوں کا ایک حاشیہ اور سکا عدد تین کا ہے اور دوسرا حاشیہ عدد پانچ کا ہے تین اور
 پانچ کو اگر جمع کیا جاوے تو عدد آٹھ کا حاصل ہوتا ہے کہ اس کا نصف چار کا عدد ہی یعنی
 ان دونوں عددوں کی جمع کا نصف حاصل ہوا تو واسطہ عدد چار کہ حاصل ہوا یعنی اس کی خصوصاً اس سبب سے کہ عدد
 ہی آٹھ وار پہلے غلطہ اور معلول ایک ہی اور جمع عدد چار کا ہے اور یہ اس واسطی کہ نصف اور
 شے ہے جو معدود ہے اور چار اور تین ہے جو معدود ہے از قبیل فرق صادق و مطلق
 فافترقا فافهم اور عرف اہل حقول ہی بچند وجہ ہے واسطہ ہر قسمی واسطہ فی التصدیق
 بھی ہے جو مقبول ہے ساتھ لفظ لائے کے برائے الی میں مانند العالم حادث لائے تغیر
 لا قترانہ بالتغیر ہوا واسطہ لقال لہ الحمد الاوسط یعنی جو منشاء و احتیاج استدلال
 ہوتا ہے اور ہر گاہ کہ وہ لفظ لائے مذکور مرتفع ہے تو کچھ احتیاج دلیل کی نہیں ہوتی
 ہے اسلئے کہ حصول مطلب جو ثبوت کسی امر کا ہے واسطی کسی امر کے جیسا کہ گذرا جو معدود
 روشن ہے پہر کیا ضرورت ہے اور واسطہ فی الثبوت اور وہ عبارت ہے پہلی کسی
 شے کے سے غلطہ واسطی کسی شے دوسری کے نفس الامر میں اور وہ دو قسم ہے ایک
 یہ کہ نہ ثابت ہو وہ وصف جو عارض ہوتا ہے معروف عن کو واسطہ اوس واسطہ کے یعنی
 علت کی اصلاً و قطعاً یعنی وہ غلطہ جو باعث ہے منصف ہونے شے دوسری کی خود
 اوس وصف میں شریک نہ ہو بلکہ غلطہ محض ہو پس ایسے محل میں ایک ہی عارض ہو گا بالذات
 اور بالاعتبار ہی مانند نقطہ کے جو عارض ہے خط کو بواسطہ تناہی کے یعنی علت عروض
 نقطہ کے خط کو وصف تناہی ہے اور حالانکہ وصف تناسی منصف نہیں ساتھ وصف نقطیتیہ
 کے بخلاف خط کے کہ منصف ہے ساتھ نقطیتیہ کے اور مانند رنگ کے کہ وہ غلطہ ہے
 منصف ہونے کی طرح کے ساتھ وصف رنگ کے کہ رنگین ہے بخلاف رنگ کے کہ رنگ
 وہ شریک نہیں وصف رنگین میں نہ بالذات نہ بالاعتبار اور میں کہتا ہوں کہ میری دیکھا

حساب میں واسطہ عدد یہ کہ معروف ہے مثلاً عدد چار کا جو نصف ہے مجموع اپنی دونوں
 حاسبوں کا ایک حاشیہ اور سکا عدد تین کا ہے اور دوسرا حاشیہ عدد پانچ کا ہے تین اور
 پانچ کو اگر جمع کیا جاویں تو عدد آٹھ کا حاصل ہوتا ہے کہ اس کا نصف چار کا عدد ہی یعنی
 ان دونوں کو جمع کر کے نصف حاصل ہوتا تو بواسطہ عدد چار کے حاصل ہوا یعنی اس کی حصول کا سبب علت عدد کو
 یہی ہے ورنہ کہ علت اور محال ایک ہی امر جمع ہوا کہ کوئی اور یہ امر باطل ہے اس واسطی کہ نصف اور
 شے ہے جو محدود ہے اور چار اور تین شے ہے جو عدد ہے از قبیل فرق صادق و مضیق
 فافترقا فافہم اور عرف اہل عقل ہی بخند وجہ ہے واسطہ ہر قسمی بواسطہ فی القدر لوق
 یہی ہے جو مقبول ہے ساتھ لفظ لائے کے برائے ان اشیاء میں مانند العالم حادث لائے تغیر
 لا قترانہ بالتغیر ہوا واسطہ لقیال لہ الحمد الا واسطہ یعنی جو منشاء احتیاج استدلال
 ہوتا ہے اور ہر گاہ کہ وہ لفظ لائے مذکور مرتفع ہے تو کچھ احتیاج دلیل کی نہیں ہوتی
 ہے اسلئے کہ حصول مطلب جو ثبوت کسی امر کا ہے واسطی کسی امر کے جیسا کہ گذرا جو
 روشن ہے پہلے کیا ضرورت ہے اور واسطہ فی الثبوت اور وہ عبارت ہے ہوتی کسی
 شے کے سے علت واسطی کسی شے دوسری کے نفس الامر میں اور وہ دو قسم ہے ایک
 یہ کہ نہ ثابت ہو وہ وصف جو عارض ہوتا ہے معروض کو واسطہ اوس واسطہ کے یعنی
 علت کی اصلاً و قطعاً یعنی وہ علت جو باعث ہے متصف ہونے شے دوسری کی خود
 اوس وصف میں شریک نہ ہو بلکہ علت محض ہو پس ایسے محل میں ایک ہی عارض ہو گا بالذات
 اور بالا اعتبار ہی مانند نقطہ کے جو عارض ہے خط کو بواسطہ تناسلی کے یعنی علت عروض
 نقطہ کے خط کو وصف تناسلی ہے اور حالانکہ وصف تناسلی متصف نہیں ساتھ وصف نقطیت
 کے بخلاف خط کے کہ متصف ہے ساتھ نقطیت کے اور مانند رنگ نیر کے کہ وہ علت ہے
 متصف ہونے کپڑے کے ساتھ وصف رنگ کے کہ رنگین ہے بخلاف رنگ نیر کے کیونکہ
 وہ شریک نہیں وصف رنگین میں نہ بالذات نہ بالا اعتبار اور میں کہتا ہوں کہ میری دیک

بذلك صفت دلوں میں ہے یہ صفت ذلک الشئ الاخریہ لہذا ان ہاں انصافین
 حقیقین لا متسلح قیام الوصف الواحد بوصفین حقیقتہ بل انصاف بالحقائق لا
 وقبضتہا ان ذلک الشئ الآخر لا محذور فی جوازہ لہذا الشئ بالاعتبار و ہذا القسَم
 واسطۃ فی العروض تفسیرا لہا عن القسم الاول و ہذا فی الحکمتہ العرضیۃ مکرکب السفینۃ فان
 الحکمتہ بالذات للسفینۃ وتبعیتہا للراکب ہذا استیفاء من شرح المواقف فی بحث الخاضع
 ومن حواشیہ فی بحث الموضوع لہذا من کتاب اصطلاحات الفنون للشیخ الحدادی بیدی
 القاضی محمد علی الفاروقی التہانوی قدس سیرہ کما ذکرہ الملاحقہ بحالہا سفینۃ توں
 فانہا الملاحقہ للسفینۃ حقیقتہ ولہذا سہا بواسطہا بالعرض لا فی الواقع لانه ساکن فیہا لا تحرك
 من حواشی القاضی الفاروقی التہانوی محمد بن علی الزاید علیہ علی الجلالۃ ۱۲ -
 قسطا سر پہنچا ہم پہنچا نا چاہئے کہ قرار دے اذات اقدس حضرت خاتم النبیین
 صلعم علیہ وسلم لیکر ذکرہ مقصد اق واسطہ فی العروض نسبت سائر انبیاء علیہم
 و علیہم الصلوۃ والسلام محض خیال خاتم ہے بسبب انور مباحثت اسباب سوس
 فہمی کے اسلمی کہ بصورت ہذا تمام انبیاء علیہم السلام و حقیقت ہرگز نبی نہیں ہو سکتی
 اور نہ ادنیٰ روحی نازل ہوئی کیونکہ و حقیقت وصف نبوت بالامثالہ اولیٰ تک
 نہیں ہو چکا مگر نتیجہ واسطہ کے یعنی علت کی مانند حرکت کشتی کے اور حرکت جالس
 کشتی کے کیا معنی کہ نتیجہ ہی ایک امر خیالی ہے کہ جبکہ پایہ پایہ اعتبار کو نہیں ہو چکا
 اس واسطے کہ امر موجود ہے کہ حاسن کو رکھ کر وصف تحریک لہذا عمیق ہرگز حاصل نہیں
 اور اگر بالاعتبار والاضافہ خواہ مخواہ سچا جاویں تو راسخہ امر عدمی دیتا ہے اور لہذا
 حق تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے انا اوصینا الیک اوصینا الی نوح و انبیین من بعدہ اور
 مذکرہ وحی کا حضرت نوح علیہ السلام تک جو بوجہ اولوالخزمی کے ہے امر تحقق الوجود
 شیء النبوت ہے اور یہ تشبیہ صرف نہیں لطریق مثال بل مذکور کہ تم مثل نوح کہ مشکوۃ

حواشیہ فی بحث الخاضع
 حواشیہ فی بحث الموضوع

بذلك صحت ولو سلمت بما يصف ذلك الشيء الا حربه لا ان هناك الصافين
 حقيقين لا متساويين قياهم الوصف الواحد بوضوح حقيقة بل القاص بالحققة لا واسطه
 وتبين ان ذلك الشيء الآخر لا يجوز في جوارحه في الشيء بالا اعتبارا وبنظر التبيين
 واسطه في العروص تبيينها عن القسم الاول في الحركة العروصية كركب السفينة فان
 الحركة بالذات للسفينة وتبينتها للراكب بهذا الاستيفاد من شرح المواقف في بحث الخاقصة
 ومن حواشيه في بحث الموضوع نظرا من كثرة اصطلاحات الفنون للسجود الحاقق بندي
 القاضي محمد اعلى الفاروق في التبيان في قدس سيرة كالحركة اللائقة بحال السفينة لو سلمت
 فانها اللائقة للسفينة حقيقة ولها السبب واسطه بالعرض لا في الواقع لانه ساكن فيها لا تحركا
 من حواش الفاضل السنين مولوي محمد حسين الكهنوتي على الزمانيه على الجلاله ١٢ -
 قسم طاسر بن حاشم بن خاندان جابيه كه فراروا وذات اقدس حضرت خاتم النبیین
 صلعم من اجله وسايطه كونه مقصدا في العروص نسبتا سائر انبياء وعلیه
 وعلیهم الصلوٰۃ والسلام محض خیال خاتم ہے بسبب انور مباشرت اسباب سور
 فہمی کے اسلمی کہ بصورت ہذا تمام انبیاء علیہم السلام وحقیقت ہرگز نبی نہیں ہو سکتی
 اور نہ ادنیٰ روحی نازل ہوئی کیونکہ وحقیقت وصف نبوت بالاصالتہ اولیٰ تک
 نہیں ہو چکا مگر بتجربہ واسطہ کے یعنی علت کی مانند حرکت کشتی کے اور حرکت جالس
 کشتی کے کیا معنی کہ بتجربہ ہی ایک امر خیالی ہے کہ جبکا پایہ پایہ اعتبار کو نہیں ہو چکا
 اس واسطی کہ امر موجود ہے کہ جالس کو کور کو وصف تحرک لجزو عمیق ہرگز حاصل نہیں
 اور اگر بالا اعتبار والا ضافہ خواہ مخواہ سمجھا جاویں تو رائحہ امر عدمی دیتا ہے اور لاکہ
 حق تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح وانبیین من بعدہ اور
 مذکرہ وحی کا حضرت نوح علیہ السلام تک جو پوجہ اولوالعزمی کے ہے امر تحقق الوجود
 شیخ النبوت ہے اور یہ تشبیہ صرف نہیں لطریق مثال بل مذکورہ تمثیل نورہ مشکوٰۃ

وسمی اسامی کثیرہ فسطح العروص

حقیقی اسکی عنقریب آتی ہے پس صدق مضمون واسطہ فی العروض مصطلح اہل محقول او پر
حضرت رسول مقبول خاتم النبیین صلعم غیر مقبول ہے اور محض فضول تفسیر بیضاوی
میں تحت قولہ لکم انا اوحینا الیک الایۃ مذکور ہے جواب لای ال کتاب عن فترہم ان

انہم نزل علیہم کتابا من السماء و احتجاج باق امرہ فی اوجی کسائر الانبیاء یعنی کفار کے بتخاتم
طلب کیا آنحضرت صلی علیہ وسلم کہ انا راؤ کتاب ہمیر سماں سے اور یہ کتاب یہ آیتہ جواب ہے
اور حجتہ ہے اور نیز بیطور کہ نشان اس سول کی دربارہ وحی کی مانند تمامہ انبیاء کے
برابر ہے نفس استقلال نبوت میں پس نیز مضمون واسطہ فی العروض کہاں سخت مؤید
ہے بلکہ از حد زبون اور جانا چاہئے کہ حاجی قرآن مجید میں واسطہ تمامہ انبیاء کے
ایسا ہی نازل ہے جیسا کہ نازل ہے واسطہ آنحضرت خاتم النبیین صلعم کے
اثبات بشریۃ مستقلہ میں جو بمنزلہ جنس کے ہے جو شامل ہے تمام افراد انسان
کو بلا تفصیل نبی اور غیر نبی کہ جسکی فصل اور تمیز ہی مستقل شامل ہے جمیع افراد انبیاء
کو بلا استقلال بلا تفصیل یعنی وحی جو اصل منتہا ہے نبوت کا اور یہ ہر دو امر مذکور
بالاتفاق ذاتیات میں سے ہیں پس بشریۃ بنسبت جمیع افراد بشر کے جنس ہے اور وحی
بنسبت جمیع افراد خصوصہ مشتملہ انبیاء علیہم السلام کے بالتحیین التخصیص جداگانہ فصل
ہے جنس مذکور سے جو یہ ہر دو امر قوام نبوت ہیں کہ جسکی اجتماع اور استخراج سے
نوع جو وہ کلی ذاتی ہے مقصود عوہی یعنی نوع نبوت حاصل ہوئی پس ظاہر ہے کہ نفس
نوع میں بالضرورت تمام افراد انبیاء علیہم السلام تحت حقیقتہ واحدہ متحدہ الحقیقتہ متماثلہ شخصیتہ
شریک متساوی بالاستقلال ہیں امر اولیۃ و اولیۃ افراد مضمر اور محمل نہیں ان

دونوں مطلب کی دلیل یہ دونوں آیتیں ہیں کہ یہ قل انما انما بشر مثکم لوی الی انما الکلم
اللہ واحد الایۃ کریمہ تاک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الایۃ پس سبغور دریا سے ہے
کہ ذات متقدس حضرت خاتم النبیین صلعم مصداق واسطہ فی العروض کیسے ہو سکتی ہے

تحقیق اسکی غنیمت یہ آتی ہے پس صدق مضمون واسطہ فی العروض مصطلح اہل مقول اوپر
 حضرت رسول مقبول خاتم النبیین صلعم غیر مقبول ہے اور محض فضول لغتیں بیجاوی
 میں تحت قولہ لکم آنا او حدیث الیک الایۃ مذکور ہے جواب لا اہل الکتاب عن امیر اہم ان
 بنیتر علیہم کتابا من السماء و احتجاج بان امرہ فی الوحی کسائر الانبیاء یعنی کفار کے متحاکم
 طلب کیا آنحضرت صلیعم کہ آنا لا و کتاب ہمیر سماں سے او سبکا یہ آیت جواب ہے
 اور حقیقہ ہے او نہ پر بیطور کہ نشان اس سول کی دربارہ وحی کی مانند تمامہ انبیاء کے
 برابر ہے نفس استقلال نبوت میں پس اثر مضمون واسطہ فی العروض کہاں سخت ناخواند
 ہے ملکہ از حد زبون اور جانا چاہئے کہ حاجی قرآن مجید میں واسطہ تمامہ انبیاء کے
 ایسا ہی نازل ہے جیسا کہ نازل ہے واسطہ آنحضرت خاتم النبیین صلعم کے
 اثبات بشریتہ مستقلہ میں جو بمنزلہ جنس کے ہے جو شامل ہے تمام افراد انسان
 کو بلا تفصیل نبی او غیر نبی کہ جسکی فصل اور تمیز ہی مستقل شامل ہے جمیع افراد انبیاء
 کو بلا استقلال بلا تفصیل یعنی وحی جو اصل منشتا ہے نبوت کا اور یہ ہر دو امر مذکور
 بالاتفاق ذاتیات میں سے ہیں پس بشریتہ بپسندت جمیع افراد بشر کے جنس ہے اور وحی
 بپسندت جمیع افراد خصوصہ مستحکمہ انبیاء علیہم السلام کے بالتحیین التخصیص جدا گانہ فصل
 ہے جنس مذکور سے جو یہ ہر دو امر قواسم نبوت ہیں کہ جسکی اجتماع اور امتزاج سے
 نوع جو وہ کلی ذاتی ہے بمقوم ہوئی یعنی نوع نبوت حاصل ہوئی پس ظاہر ہے کہ نفس
 نوع میں بالضرورت تمام افراد انبیاء علیہم السلام تحت حقیقہ واحدہ متحدہ الحقیقہ تمامہ بشریتہ
 شریک متساوی بالا استقلال میں امر اولیۃ و اولیۃ افراد مضمر او محض نہیں ان
 دونوں مطلب کی دلیل یہ دونوں آیتیں ہیں کہ یہ قل انما نبشیرکم بحی الی انما انکم
 اللہ و احد الایۃ کریمہ ملک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الایۃ پس سبغور درکار ہے
 کہ ذات متقدہ حضرت خاتم النبیین صلعم مصداق واسطہ فی العروض کیسے ہو سکتی ہے

کسی روز واقع ہونے سے کبھی نہیں باعتبار مذکور پس اگر صرف لفظ حج بولاجاوی یا لفظ
 حج اکبر بولاجاوی مزاج ہوگا نہ کہ شہرہ کچھ تخصیص فرمادیند یا فرمایا کہ لوگوں کے لئے کہ لوگوں کے لئے
 حج کا جوہر فرمادیند ہو مجباً روایات احادیث تفسیر الاصول وغیرہ پچاس حج کا یا شریعت حج کا
 پیش بروی روایات مختلفہ اندرین باب ہوتا ہے سمعتم شیخ و اوستاوی مولانا محمد احسان
 محدث قدس سرہ او بخلاف لفظ عتمہ کی نسبت نماز عشا کی اسمیں روایات مختلفہ ہیں درباب
 کہ عتمہ اطلاق او پر نماز عشا کی جو مخصوص قرآنی ہے قوله من بعد صلوٰۃ العشا جیسا
 کہ فرمایا آنحضرت صلعم لے لا یغلبکم الاعراب علی اسم صلوٰۃ تکم الغریب الحدیث رواہ البخاری
 وغیرہ یعنی نماز مغرب کو عشا کی اولیٰ کہ تعبیر کرتے تھے اور نماز عشا کو عتمہ کہ تعبیر کرتے
 تھے اس واسطیٰ کہ آنحضرت صلعم نے خود لفظ عتمہ نسبت نماز عشا پر ہی فرمایا جیسا کہ بخاری
 میں مروی ہے حسبہ نام بخاری نے کہا کہ جائز ہے مگر اختیار وہ ہے ہے کہ مت کہو
 اگرچہ جواب اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے واسطیٰ بھیجے اعاب کے لفظ عتمہ فرمایا یا بطور
 حکایتہ فرمایا کہ آل ابن ہرودہ کو یہ کہا کہ یہ ہے لیکن آخر کسی طبع پر اطلاق اسکا شرعی تو
 پایا گیا لہذا امام بخاری نے صریح لفظ من بعد صلوٰۃ العشا مذکور پر خیال نہ کیا جائز رکھا اور
 اختیار صلوٰۃ العشا کو کیا اور شریعت بخاری میں اور اسکی حواشی میں اختلاف رہا میں
 کہتا ہوں چنانکہ فیما بین ان اقوال مختلفہ کے یہ ہے کہ راستہ اطلاق لفظ عتمہ اوچتر ہے کہ عتمہ ہی ہے
 کہ مرجع اسکا خلاف اولیٰ ہے بخلاف لقب حج اکبر مذکور کہ نسبت اسکی کوئی حدیث
 مزاجہم حال نہیں ہوئی لہذا یہ لقب شرعی نہیں رہا اوپر عام حج کے بل تخصیص و ترجیح کے
 تا وقتیکہ کوئی عموم نص مزیل اسباب میں نہ پائی جاوی جتنا کہ اسق عہدہ شرعی کی
 تصریح تو رشتہ سے عینی شایع بخاری کی قال التوریشی المعنی لا یطلقوا الذ اسم علی ما ہو
 مستند اول بہنیم مطلب مصطلح علی الاسم الذی شرعہ لکم اور یہ امر آخر ہے کہ کوئی نص مزاجہم بخاری
 جیسا کہ اطلاق عتمہ میں مزاجہم ہوئے فاختم علی ذلک القیاس حال لقب خاتم بہ نسبت اقل

کوئی ایک قسم مجملہ و لون قسم واسطہ فی الثبوت کی ہے پس نظیر واسطہ فی العروض مانند حرکت
کشتی اور راکب کشتی اسطی کہ اس میں وصف حرکت در حقیقت واسطی کشتی کے ہے نہ واسطی
راکب کے اگرچہ تخیل ہے متحرک اسکا کہ وہ محض ہوگا ہے پس موصوف بالذات اوقتی
علت ہے یعنی کشتی نہ راکب اور نظیر ایک قسم واسطہ فی الثبوت کے جسمین واسطی علت محض
ہے کچھ شریک وصف محلول میں نہیں کہتی مانند صباغ یعنی رنگرزیہ اور پارچہ رنگین کے
کہ محض محلول ہے جو دو واسطہ ہے موصوف بالذات ہے اور بالاعتبار بھی ہے تو وہ بھی
ہے سرگز رنگرزیہ کو شریک اس وصف میں نہیں علت محض ہے اور نظیر دوسری قسم
واسطہ فی الثبوت کے جسمین علت اور محلول یعنی واسطہ اور دو واسطہ ہر دو وصف میں
شریک ہیں مانند حرکت ہاتھ کے اور کلید کے یعنی دونوں موصوف بالذات ہیں یعنی واسطی
صفیہ حرکت کی درحقیقت دو فرد ہیں ایک قایم ساتھ ساتھ ہاتھ کے ہے جو واسطہ ہے یعنی
علت ہی اور دوسر قایم ہے ساتھ کلید کے جو محلول ہے مگر استغذ فرق ہے
کہ فرد اول سبب ہی فرد ثانی کافی الحجاہ مگر نزدیک کاتب الحروف کی اس نظیر دوسری قسم
واسطہ فی الثبوت مذکور میں یعنی بیدار کلید میں ایک طرح کی پالغری ہے کہ طاس ہے مگر
محل مطلب اور مضر مقصد ہماری نہیں کیونکہ ہماری کلام اصلی واسطہ فی العروض میں ہے
اور وہ پالغری ہے کہ یہ مثال اس وقت مطابق ہوگی جو گرفت بدست ہو جائے حرکت ارتعاش
اور درحقیقت کچھ حرکت کلید میں ابھی ہو اگرچہ حرکت کلید بسبب حرکت یہ ہے والا فلا اسواسطہ کہ

بہر تو مثال اسطی واسطہ فی العروض کے ہوئی قائل قال الفاضل میرزا جال حم فی حاشیہ

شرح المواضع فی مقدمۃ الاموال العائتہ کول اخیر واسطہ فی الثبوت انیکون منہا ک وجودان

سبب احدہما للموصوف و مثبت الآخر للصفۃ لکن ثبوتہ للصفۃ بتبعیۃ ثبوت الوجود لموصوفہا و بواسطہ

وجود الحیاہ واسطہ لوجود الاعراض و کونہ واسطہ فی العروض انیکون نہا ک وجود واحد

ک ان ثباتا لموصوفہ اولاً وبالذات والصفۃ ثانیاً وبالعرض فخط علی ہذا القیاس فی احاشیہ

کوئی ایک قسم منجانبہ و لون قسم واسطہ فی الثبوت کی ہے پس نظیر واسطہ فی العروض مانند حرکت
 کشتی اور راکب کشتی اسطی کہ اس میں وصف حرکت در حقیقتہ واسطی کشتی کے ہے نہ واسطی
 راکب کے اگر تہ پخیل ہے حرکت اس کا کہ وہ محض ہو گا ہے پس موصوف بالذات اور حقیقی
 علت ہے یعنی کشتی نہ راکب اور نظیر ایک قسم واسطہ فی الثبوت کے جسمین اسطی علت محض
 ہے کچھ حرکت وصف معلول میں نہیں کہتی مانند صباغ یعنی رنگرزیہ اور پارچہ رنگین کے
 کہ محض معلول ہے جو ذرو واسطہ ہے موصوف بالذات ہے اور بالاعتبار ہی ہے تو وہ بھی
 ہے ہرگز ہرگز رنگرزیہ کو حرکت اس وصف میں نہیں علت محض ہے اور نظیر دوسری قسم
 واسطہ فی الثبوت کے جسمین علت او معلول یعنی واسطہ اور ذرو واسطہ ہر دو وصف میں
 شریک ہیں مانند حرکت ہاتھ کے اور کلید کے یعنی دونوں موصوف بالذات ہیں یعنی واسطی
 صفتہ حرکت کی در حقیقت دو فرد ہیں ایک فایم ساتھ ساتھ ہاتھ کے ہے جو واسطہ ہے یعنی
 علت ہی اور دوسرا فایم ہے ساتھ کلید کے جو معلول ہے مگر استغراق فرق ہے
 کہ فرد اول سبب ہی فرد ثانی کافی الحیالہ مگر نزدیک کاتب الحروف کی اس نظیر دوسری قسم
 واسطہ فی الثبوت مذکور میں یعنی یاد اور کلید میں ایک طرح کی پالغزی ہے کہ ظاہر ہے مگر
 قفل مطلب اور مقصد ہماری نہیں کیونکہ ہماری کلام اصلی واسطہ فی العروض میں ہے
 اور وہ پالغزی ہے کہ یہ مثال اس وقت مطابق ہوگی جو گرفت ید دست ہو مانند حرکت ارتعاش
 اور در حقیقتہ کچھ حرکت کلید میں ہی ہو اگرچہ حرکت کلید سبب حرکت ید ہے والا فلا اس واسطہ کہ
 بہر تو مثال اسطی واسطہ فی العروض کے ہوگی قبال قال الفاضل میرزا جان حرمی حاشیہ
 شرح المواقف فی مقدمۃ الاموال العائشہ کوئی اخیر واسطہ فی الثبوت انیکون نہاک وجودان
 سینت احدہما الموصوف و سینت الاخر اللصوفہ لکن ثبوتہ للصفۃ تبجیثہ ثبوت الوجود الموصوفہا و لولہا
 کو جو الحیالہ واسطہ لوجود الاعراض کو ذرو واسطہ فی العروض انیکون نہاک وجود واحد
 ان ناسبتا للموصوفہ اولاً وبالذات وللصفۃ ثانیاً وبالعرض فخط علی ہذا القیاس فی حاشیہ

کا بطور وجود وصف اعراض بطور وجود وصف ذات وجودات اوجہ انفرادی استقلال
 وجود اپنی میں گو بطور بعض ہے یہی مثلاً لشدت سواد ثوب جو ایک امر محسوس ہے جس
 میں نہ کہ مفروض ہے اور نہ سوچوں جو کہ معدوم ہے پس جو وصف واحد حقیقتہ ہے
 واسطہ فی العروض میں اور وجود وصفین قسم مذکور واسطہ فی الثبوت میں قطع نظر اس سے
 کہ ایک سبب ہے اور دوسرا سبب۔ قطع نظر اس سے کہ چوتھ واسطہ فی العروض میں
 کہتا ہوں معنی لفظ بالاعتبار کی جو افع عبارات قوم واسطہ فی العروض ہے ممبر کے
 نزدیک یہی ہیں کہ سو کا انہو مانند حرکت ارتعاش کے جو گرفت سستید ہے کیونکہ وہ اکثر
 لکھتے واسطہ فی الثبوت کی ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے بلکہ وہ حرکت مبسوط ہے جو کہ مؤثر
 ہے جسم دیگر ملاصق اپنی کو جہاں تک قوت رکھتی کی ومانتا کہ جسم کو جو دائرہ اور احاطہ اوسط
 میں ہو گا یہی حرکت پہنچتی گی اور اسکی سکون کے ساتھ وہ جسم دیگر ملاصق ساکن نظر آئے گا
 جیسا کہ متحرک نمایان تھا پس اہذا بادی النظر کو سو کا ہوتا ہے یہی منشأ اعتبار ہے جو امر
 علمی انتزاعی ہے پس یہ گاہ حقیقتہ اور جہتہ اعتبار مذکور متغایر ہوئی تو واسطہ محدود اجتماع
 حقیقتہ و مجاز یعنی اعتبار فی محال احدی ہی اس شخص سے بر طرف ہو گیا فنثر بخلاف شدہ وصف
 سواد ثوب کہ وہ موقوف نہیں اسالہ او پر ثوب کی اگرچہ خود ثوب موقوف ہی او پر ثوب کی یہ
 امر آخر ہے مگر تبطیر واسطہ قریب جو دراصل اسکا موصوف ہے اور معروض او سپر موقوف ہے
 گو وہ معروض اور موصوف از قبیل اعراض ہے مگر امور موجودہ محسوسہ میں سے ہے کہ جسم
 اس وجہ میں اطلاق ذات باعتبار اعتبار مذکور جو امر علمی ہے صحیح ہے پس ہر گاہ کہ التباس
 مذکور اجنبات خداوندی جل شانہ جو سپر امور بعض اذمان ہوتا ہے بر طرف ہوا فرق کلکی
 در میان وصف واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت کی الکتبہ کے کہ جسمین علت ہی
 سفیر محض نہیں ہوتا بلکہ شریک وصف ہوتی ہے ظاہر ہو گیا پس کہ کمال گئی اور تابان
 تر از آفتاب واضح ہوا کہ ذات مقدسہ آنحضرت صلعم پر واسطہ فی العروض بارہ وصف

قطع نظر اس سے کہ چوتھ واسطہ فی العروض میں
 کہتا ہوں معنی لفظ بالاعتبار کی جو افع عبارات قوم واسطہ فی العروض ہے ممبر کے

کا بطور وجود وصف اعراض بطور وجود وصف ذات و جوہرات بطور وجود وصف ذات مستقل
 وجود اپنی میں گو بطور عرض ہے یہی مثلاً شدت سواد و ثوب جو ایک امر محسوس ہے خارج
 میں نہ کہ معروض ہے اور نہ موضوع جو کہ معدوم ہے پس وجود وصف واحد حقیقتہً ہے
 واسطہ فی العروض میں اور وجود وصفین مجہد کو واسطہ فی الثبوت میں قطعاً بطور اس سے
 کہ ایک سبب ہے اور دوسرا سبب قطعاً پس بخلاف ہر قسم واسطہ فی العروض میں
 کہتا ہوں معنی لفظ بالا اعتبار کی حواض غبارات قوم واسطہ فی العروض ہے ممبر کے
 نزدیک ایہ ہی میں کہ ہوگا انہما باندہ حرکت ارتعاش کے جو گرفت شستید ہے کیونکہ وہ قسم
 لکھتے واسطہ فی الثبوت کی ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے بلکہ وہ حرکت منقطع ہے جو کہ موثر
 ہے جسم دیگر ملاحظہ اپنی کو جہاں تک قوت رکھی کی و لانتک ہر جسم کو جو دائرہ اور احاطہ اس قوت
 میں ہوگا یہ ہی حرکت پیوستگی پر اور سکی سکون کے ساتھ وہ جسم دیکر ملاحظہ ساکن نظر آئے گا
 جیسا کہ متحرک خیال مان تھا پس اپنا ابادی النظر کو ہوگا ہوتا ہے ہی منشأ اعتبار ہے جو امر
 علمی انتزاعی ہے پس گاہ بہتہ حقیقتہً اور جہتہ اعتبار مذکور متغایر ہوئی تو واسمہ مجذور اجتماع
 حقیقتہً و مجاز یعنی اعتبار فی محل احدی ہی اس شخص سے ہر طرف ہو گیا فنڈیر بخلاف شدہ وصف
 سواد و ثوب کہ وہ موقوف نہیں اصلتہً اور پر ثوب کی اگرچہ خود ثوب و ثوب موقوف ہی اور پر ثوب کی ہے
 امر آخر ہے مگر نظریہ واسطہ قریب جو دراصل اسکا موصوف ہے اور معروض اس پر موقوف ہے
 کہ وہ معروض اور موصوف از قبیل اعراض ہے مگر امور موجودہ محسوس میں سے ہے کہ جسم
 اس وجہ میں اطلاق ذات باعتبار اعتبار مذکور جو امر علمی ہے صحیح ہے پس ہر گاہ الی التباس
 مذکور انجاء شدہ اندی جہتہ جو سیر اصول بعض اذمان ہوتا ہے ہر طرف ہوا فرق کئی
 درمیان وصف واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت کی لکھتے کہ کہ جسمین علت ہی
 سفیر محض نہیں ہوں بلکہ شریک وصف ہوتی ہے ظاہر ہو گیا پس کہ کمال گئی اور تابان
 تیرا آفتاب واضح ہوا کہ ذات مقدسہ حضرت صلحہ پر واسطہ فی العروض بارہ وصف

قیاسی و تجربی و اسطرلابی فی الخواص

طویل ہر فرد کے اور ان افراد مذکورہ سے یا اعادہ او انکی کے جو مسئلہ صم میں رفع خلاف مذکور کو جو
مسئلہ ہے یہ ہر دو مراطل شرعی میں قطع نظر اس سے استحالہ عقلی ہی لازم آتا ہے کہ
افراد انبیاء زمانی ہیں مستوجب الترتیب پس اس صورت میں ہر دو صورت مذکور یعنی
حیات طویل مذکور اور اعادہ مذکور اس دنیا میں مجامع الزمان پہلی چاہیں اور دیکھیں
باطل ہے بخلاف عالم حشر کے کہ وہاں نفاذ زمان ہوگا ہر وہاں ترتیب مذکور کہاں غرض کہ
اوقات مطلب واسطہ فی العروض اس مقام میں استحالات شرعی و عقلی سے مالا مال ہے
قسطاً پہنچاؤ ششم اگرچہ واسطہ مذکورہ واسطہ فی العروض وغیرہ مصطلح اہل متکول
سے ایک قسم واسطہ فی الثبوت کا مضمون جس میں شرکت ہے علت اور معلول کو وصف حاضر
میں جسکی مثال دید اور مفتاح گذری البشیر طیکہ گرفت تستید ہوا مذہب تحقیق و تنقیح میرے
کے تاکہ مضامین بنی متحرک ہو نسبت ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم اور دیگر انبیاء کی
برسبیل تجویز بتاویل طلاق لفظ علت اور مراد اوس سے سبب القیہ صادق آسکتا ہے
کہ مضمون واسطہ فی العروض کا واسطہ کی ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم البشیر
سبب ہے ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام کا جو سبب ہیں اس میں کچھ حج نہیں کہہ سکتے
در اصل علت اول ان سبب حضرات کی اور حضرت صلعم کی ذات حضرت حق تبارک و تعالیٰ
ہے جو علت کل موجودات ہے پس ہم ہر دو صنف سبب اور سبب معلول علتہ واحد
کے قبیل سے ہیں پس امر راجع اور اکمل ہے طرف مبداء فیاض جل جلالہ نعم نو الہ کے جو عبادت
ہے فضیلت شخصی آپس میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد تسویہ نوعیتہ مذکورہ کے
پس کی ضرورت ہے ایسے تکلفات و تعلقات معقولات میں پڑیں میری ہے پس تعلیل اللہ
و تحقیقاً للشرافۃ نسبت برائین تعلیلہ کے جو کہ حقیم جل جلالہ اہل اسلام کے زاید از سد سکنندہ
میں اوسکی طرف کیوں نہ رجوع کریں جسکی طرف جا بجا اشارات اور تصریحات قرآنی اور
اخبارات بنوی صلعم اور نیز اخبارات دیگر انبیاء اور اقوال سابقہ اور نیز کلیات اصول

حیات طویل

طویل ہر فرد کے اور ان افراد مذکورہ سے یا اعادہ او کی کے جو مسئلہ صہ بن رفع خا مذکور کو جو
 مسلم ہے یہ ہر دو مباحطل شرعی میں قطع نظر اس سے استحالہ عقلی ہی لازم آتا ہے کہ
 افراد انبیاء زمانی ہیں مستوجب الترتیب پس اس صورت میں بہر دو صورت مذکور یعنی
 حیات طویل مذکور اور اعادہ مذکور اس دنیا میں مجامع الزمان مہولی چاہیں اور یہ ہر
 باطل ہے بخلاف عالم حشر کے کہ وہاں نفاذ زمان ہوگا پھر وہاں ترتیب مذکور کہاں عنہ
 اوعادہ مطلب واسطہ فی العروض اس مقام میں استحالات شرعی و عقلی سے مالا مال ہے
 قسطاً پہنچا ۵ و ششم اگر نجا و سالیط مذکورہ واسطہ فی العروض وغیرہ مصطلح اہل عقول
 سے ایک قسم واسطہ فی الثبوت کا مضمون جس میں شرکت ہے علت اور معلول کو وصف ہر
 میں حیثی مثال دید اور مفتاح گذری بشیر طیکہ گرفت شست دید ہووا نقد تحقیق و تفتیح میرے
 کے تاکہ مباحثی متحرک ہو نسبت ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم اور دیگر انبیاء کی
 برسبیل تجویز بتاویل اطلاق لفظ علتہ اور مراد اوس سے سبب الثبوت صادق آسکتا ہے
 نہ کہ مضمون واسطہ فی العروض کا واسطہ کی ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم
 سبب ہے ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام کا جو سبب ہیں اس میں کچھ حرج نہیں کہیں
 دراصل علت اول ان سبب حضرات کی اور حضرت صلعم کی ذات حضرت حق تبارک و تعالیٰ
 ہے جو علت کل موجودات ہے پس ہر دو وصف سبب اور سبب معلول علتہ واحد
 کے قبیل سے ہیں لیکن امر ارجح اور اکل ہے طرف مبدی فیاض جبل جلالہ نعم لوالہ کے جو بحث
 ہے فضیلت شخصی اسی میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد تسویر بوعقیدہ مذکورہ کے
 پس کیا ضرورت ہے ایسے تکلفات و تحقیقات معقولات میں پڑیں میری سچے پس تقلید افستہ
 و تحقیقاً للشرافہ نسبت براسن تقلید کے جو کہ حقیم جملہ اہل اسلام کے زاید از سند سکندری
 میں اوسکی طرف کیوں نہ رجوع کریں حیثی طرف جا بجا اشارات اور تصریحات قرآنی اور
 اخبارات نبوی صلعم اور نیز اخبارات دیگر انبیاء اور اقوال سلفہ اور نیز کلیات اصول

مباحثہ

لہذا تاویل مذکور پر ضرور مبنی مگر ٹھیک وہی تفسیر اس عاجز کا تب الحروف کی ہے جو سادہ
 ہے مٹانے والی لغتوں سے پرورش نہیں ہوئی جو گذری حوا و سبب و ادب و پاد و غیر
 آوہ بلا اعتبار ہے یعنی اللہ تعالیٰ جانشانہ جو مفصل و مفہوم ہے نسبت افراد انبیاء
 کی فرماتا ہے تاکہ الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اللہ الاتیہ لیس فی شرفہ
 مخصوصہ بافراد مخصوصہ از قبیل تاجی و صاف و حوا و رضی شخصہ مخصوصہ بن نہ و از طہ
 بین جیسا کہ مشرح مدلل مبتدین ہو چکا فقط اگر یہ عذر کیا جاوی کہ نبوت محتاج نزول
 وحی نہیں بلکہ عکس سکتا ہے اس واسطی کہ نبوت منجملہ کمال علمی سے ہے اور وحی از قبیل
 معلوم سے کیونکہ وحی عبارت ہے احکام اخبار و خیرہ سے اور معلوم ہوتے ہیں
 لیس کمال علمی وحی پر موقوف نہیں بلکہ وحی موقوف ہے اوپر کمال علمی کے۔ لیس چاہا جائے
 کہ یہ عذر محض خیال اور سمجھ ہے اسلمی کہ نبی اعتراض کا بظاہر یہ حدیث ہے کہ نبی
 و آدم بن الحار و الطین اور واثہ لخیل بن ترابہ اور اشال اسکی ہم مضمون اور
 روایات سو یہ مطلب احادیث مذکورہ متعلق بعالہ ارواح ہے جو خاک کی ہے استعداد
 اور تہیہ و صف نبوت سے جو متعلق بمرتبہ عالمیہ متصاعده اور کائنات سے بہ نسبت
 اس مرتبہ سا فلیہ متنازلہ بارزہ کے منجملہ مراتب نہ مشہورہ کے نزدیک صوقیہ کرام کے
 کیونکہ مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں نہ کہ حاکی ہے ظہور اور فعلیتہ استعداد مذکور سے
 جو نمبر لہ محلی عنہ ہے بلکہ اس سے لہی بانا تر ہے صرف خانہ علم الہی جانشانہ میں کہ
 جس جگہ کچھ تفصیل نہیں درمیان علم اور معلوم کے بلکہ علم اور معلوم ایک ہی مرتبہ میں
 ہے پس حدیث اشارہ ہے طرف اس حدیث کے محض الاحزوں البساقول یعنی
 میں نہ صرف تھا ساتھ اس وصف نبوت کے پیشتر اس خیر اور سرشت اور قالب
 آدم سے جو طویہ اور پرواز ظہور ارواح ہے عالم اسباح میں یعنی مراد اس سے
 اظہار امر تقدیری ہے جو مقدم ہے ائمہ کیونکہ اور ایجاد ہی پر واسطہ ازالہ اوقام باطل

ایہ تاویل ہر طور پر ضروری مگر ٹھیک وہی تفسیر اس عاجز کا نسب الحروف کی ہے جو سادہ
 ہے کائنات و لقیات فریقوں سے پرورش شہری جو گذری حصار سبب زد اور پاد و خیر
 آلودہ بلا خبا رہے یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ جو مفصل و مفہوم ہے نسبت افراد انبیاء
 کی فرماتا ہے تاکہ الرسول فضلنا عنہم علیٰ اجفان منہم من کلم اللہ الایۃ لیت شرافت
 مخصوصہ با فرد مخصوصہ از قبیل تیار و صاف و حواریں شخصہ مخصوصہ بن نہ اوارہم بیت
 میں جیسا کہ مشرح دلائل مبتدین ہو چکا فقط اگر یہ عذر کیا جاوی کہ نبوت محتاج نزول
 وحی انہیں بلکہ عکس سکا ہے اس واسطی کہ نبوت منجملہ کمال علمی سے ہے اور وحی اقبیل
 معلوم سے کیونکہ وحی عبارت ہے احکام اخبار و خیرہ سے اور معلوم ہوتے ہیں
 لہذا کمال علمی وحی پر موقوف انہیں بلکہ وحی موقوف ہے اوپر کمال علمی کے یہ طے نا جاوے
 کہ یہ عذر محض خیال اور سہم ہے اسلمی کہ معنی اعتراض کا بظاہر یہ حدیث ہے کہ کنیت
 و آدم بن الحار و الطین اور واثق الخیل بن ترابہ اور اشمال اسکی ہم مضمون اور
 روایات سو یہ مطلب احادیث مذکورہ متعلق بواجہ روح ہے جو خاک کی ہے استعداد
 اور تیار و صف نبوت سے جو متعلق بمرتبہ عالمیہ متصاعده اور کمال منہ سے بہ نسبت
 اس مرتبہ سا فلیہ متنازلہ بارزہ کے منجملہ مراتب سنہ مشہورہ کے نزدیک صوقیہ کرام کے
 کیونکہ مفہوم مخالف کا اعتبار انہیں نہ کہ حاکی ہے ظہور اور فعلیتہ استعداد مذکور سے
 جو منبر لہجہ عنہ ہے بلکہ اس سے بھی بانا تر ہے صرف خانہ علم الہی جل شانہ میں کہ
 جس جگہ کہ تفصیل نہیں رہمیان علم اور معلوم کے بلکہ علم اور معلوم ایک ہی مرتبہ میں
 ہے یہ حدیث اشارہ ہے طرف اس حدیث کے سخن الاحزوان الباقول یعنی
 میں نہ صنف تھا ساتھ اس صنف نبوت کے پیشتر اس خیر اور سرشت اور قالب
 آدم سے جو تو طیبہ اور پرواز ظہور و روح ہے عالم اسباح میں یعنی مراد اس سے
 اظہار امر تقدیری ہے جو مقدم ہے نہ مکنونی اور ایجادی ہر واسطہ ازالہ اوٹام باطل

خلاصہ مناص کے ایک قسم کا ذریعہ ہے سو اسکی اور کیا تصویر کیا جاویں باغضطہ
 سو اس قسم کی ترقیق بھیجی رہی اور بنی محفل ہے اس کتاب کا وظیفہ اور رتبہ نہیں بلکہ یہ
 محفوظ ہے کتب تصوف کا اور کیا نہیں معلوم خاص و عام ہے کہ باوصف استعداد کمال
 علمی مذکور کے مرتبہ اراض میں تا مدت عمر شریف چھل سال تک جو منجملہ آثار عالم
 عالم ازواج تھا بدولت وحی کے جو اقبیل معلوم مذکور ہے اور منجملہ آثار عالم شہود اور
 اشباح ہے ملقب بلقب رسول اور نبی انہوی اور نہ شہود نہ نبی ساتھ اس لقب کی اور نہ
 کسی نے اس مرتبہ کو پہچانا اور نہ مامور بکھوت الی الحق ہو سکے اور نہ ہوید بجز ات نبوی
 اور اور لوازم نبوت ماوراء اسکی اگر جہ صدور بعض آثار خارق مرتبہ اراضیہ ہوا
 مانند کلام سلام حج وغیرہ اور اگر جہ موجود رہے بصراحتہ آیتہ مبشرہ رسول یا کی من
 بعدی اسمہ احمد وغیرہ مضامین کے ساتھ جو مشعر ہے مرتبہ تکاتیبی مگر مرتبہ محکی عند مذکور
 کے طور پر انہوی تا وقتیکہ نزول وحی انہوی جہاں پہ آیتہ شریفہ دال ہے کان الناس امتہ واحدہ
 فبعتہ اللہ البییین مبشرین ومنذرین اس واسطہ کے لفظ فاود اسکی تعقب نفع کے ہے
 ہویدا ہوا کہ کمال علمی یعنی نبوت کا ظہور جو مقصود تھا لہذا ثبوت ہوا جس پر موقوف تھا اگر بعض
 مفسرین نے ہونا آدمیوں کا ایک روشن برقیل لغتہ انبیاء مبشرین ومنذرین سے مراد کہا
 ہے قبل لغتہ نوح علیہ السلام سے سوا اختلاف تفسیر مذکور بالغ استدلال نہیں اور جانا چاہیے
 کہ افراد مستحقہ منفعہ بدو نوح نبوتی ہے ایک معروضہ اعراض یعنی محو بہ احوالی ممنوعہ منوع
 اور دوسری غیر معروضہ اور غیر محو بہ غیر معنوع مثال قسم اول افراد مذکور حضرت عمر فاروق
 موافق اس حدیث شریف کے لو کان لجدی نبی لکان عمر اور مانند اس حدیث کے
 لو عاش براہیم لجدی لکان نبیا کہ جو محبتیں بلبان شرع شریف الصدیقین میں قولہ لم
 الصدیقین والاشہاد اور الصالحین وحسن اولئک اذینا یعنی صدیق و ہے کاشاں مرتبہ
 اسکی تفریق کیا جاویں تو بخوبی انجام دی اور تصریح اس مرتبہ کی بہ نسبت حضرت عمر

خلاصہ مناص کے ایک قسم کا ذریعہ ہے سوا اسکی اور کیا تصور کیا جاویں باغسطہ
 سوا قسم کی تدقیق بھی ہو ہی اور بل محل ہے اس کتاب کا وظیفہ اور رشتہ نہیں بلکہ یہ
 محفوظ ہے کتب تصوف کا اور کیا نہیں معلوم خاص و عام ہے کہ باوصف استعدا و کمال
 علمی مذکور کے مرتبہ اربعہ میں تا مدت عمر شریف چل سال تک جو منجملہ آثار عالم غیب
 عالم ارواح تہا بدولت و وحی کے جو اقبیل معلوم مذکور ہے اور منجملہ آثار عالم شہود اور
 اشباح ہے بلقب بلقب رسول اور نبی انہوی اور نہ مشہور ہو ہی ساتھ اس لقب کی اور نہ
 کسی نے اس مرتبہ کو پہچانا اور نہ مامور بعلوم الی الحق ہو سکے اور نہ ہو یہ بیخبرات ہو ہی
 اور اور لوازم نبوت ماوراء اسکی اگر چہ صمد و بعض آثار خوارق مرتبہ اربعہ صبیح ہو

مانند کلام سلام حج وغیرہ اور اگر چہ موجود ہے بصراحتہ آیتہ مبشّر رسول یا لی من
 بعدی اسمہ احمد وغیرہ مضامین کے ساتھ جو مشہور ہے مرتبہ حکایتیہ سی مگر مرتبہ محکم عند مذکور
 کے طور پر انہوی تا وقتیکہ نزول وحی انہوی چنانچہ یہ آیتہ شریفہ دال ہے کان الناس منہ واحد
 فبعثنا المرسلین مبشّرین ومنذّرین اس واسطہ کے لفظ فار و واسطی لقب نفی کے ہے
 ہو یا ہو کہ کمال علمی یعنی نبوت کا ظہور جو مقصود تھا لاجتہاد ہو اجسیر موقوف تھا اگر چہ بعض
 مفسرین نے ہونا آدمیوں کا ایک روشن برقیل لختہ انبیاء مبشّرین ومنذّرین سے مراد کہا
 ہے قبل لختہ لوح علیہ السلام سے سوا اختلاف تفسیر مذکور مانع استدلال نہیں۔ اور جانا چاہا
 کہ افراد مستعدہ متنوع مدلولی ہوئی ہے ایک معروضہ لحوارض یعنی محبوبہ لحوالیق ممنوعہ مولیٰ
 اور دوسری غیر معروضہ اور غیر محبوبہ غیر ممنوعہ مثال قسم اول افراد مذکور حضرت عمر فاروقؓ
 موافق اس حدیث شریفہ کے لو کان بعدی نبی لکان عمر اور مانند اس حدیث کے

لو عاشراہم بعدی لکان نبیا کہ جو معتبر بلسان شرع شریف لصدیقین میں قولہ لم
 الصدیقین والشہداء وروا لصلحین و حسن اولک لک رفیقاً یعنی صدیق و ہے کاشا مرتبہ
 اسکی توفیق کیا جاویں تو بخوبی انجام دی اور تصریح اس مرتبہ کی بہ نسبت حضرت عمرؓ

بالان اگر گِرخِز اور بدو یعنی اگر مدعا حاصل ہو تو دلیل حاصل نہیں اور عکس اسکا یعنی اگر
 دلیل حاصل کیجاوی تو مدعا حاصل نہیں ہو تا اور ظاہر ہے کہ ظل اور ذی ظل یعنی اصل اور
 عکس جو کہ بطور مرابا مناسطہ ہے اوسین سوای وجود واحد کے وجود ہی نہیں بلکہ ذی عکس
 اور ذی ظالی اور س کسوت ظلال عکس میں متزل کیا ہی بطور پر توہ اپنی کے اور نہ قیاس اور کثرت
 کے اور وہ متحرک ساتھ متحرک ذی عکس اور ذی ظل کے یا کسی محل اپنے نہ از خود اور حقیقت
 وجود میں عکس کا تو قابل ہے کوئی نہیں کہ شرک لازم آتا ہے لہذا اظہار طو اس کا بائی نند
 میرزا ہر وغیرہ کی قابل ہوئی کہ وجود واحد موجودہ متعدد بلکہ بہم مرتبہ واسطہ فی العوض
 واسطہ علت اول حضرت ہو یہ مطلقہ حتمی کی در حقیقت عقلاً ثابت ہو سکتا ہے کہ وہاں
 کچھ خرابی لازم نہیں آتی مانند جوہر کے مگر واسطہ اطلاق ایسی اور کی اذن شرعی لازم ہے
 بخلاف سلسلہ تحکیمات کی یعنی خواہ نظیر اوسکی آفتاب بجز آفتاب ہوا و لفظیعیات ظلی جو
 عکس اشعہ میں ہو خواہ آبگینہ شیشہ ہونا اور سوای اسکی اجسام شفیقہ بانی وغیرہ
 ہو محض از قبیل دھوکہ بچو قولہ لثم صرح مقررین قواہر ہے جو کہ منشأ التقریر بعض الافعال
 بل لا ماجد و الامثال ہو گیا ہے پس المرسل اور باقی نہیں فقط والسر اعلم عنوان مباحث
 کا وظیفہ علم تصوف ہے نہ علم ظاہر علم محبت اچھا نہیں فقط یون تو پھر موافق اپنی اصطلاح
 کے آدمی جو کچھ چاہتا ہے کہہ سکتا ہے تب ہی تو مطلب تصوف کا اگر یہ لفظ منطوق
 کوئی ساقط ہو یا کچھ جاوی اور مخالف ہو جاوی مسائل شرعیہ ظاہر ہے کہ انہیں
 در حقیقت اختلاف نہیں ہاں کار شریعت اور تصوف ایک ہی ہے ایک ہی ہونا چاہیے
 تو پھر ہی اگر لفظ واسطہ العوض سے مراد حضرت حق ہو یہ مطلقہ ہو کی جو علت اول اور
 حقیقی ہے نہ کہ ذات السور عالم صلح جیسا کہ تحقیق کیا گیا والسر اعلم جانا چاہئے کہ اثر
 نور آفتاب جسکو ظل کہتے ہیں کیا قرآن شریف میں اور اوپر شمس کو دلیل گردانا وہ امر جو
 اور حسی شہادی ہے یعنی عین ظن امر مقول ہے صریح منصوص نہیں قرآنی ہے اور

بالاں گرگ خراور بود یعنی اگر مدعا حاصل ہو تو دلیل حاصل نہیں اور عکس اسکا یعنی اگر
 دلیل حاصل کیجادی تو مدعا حاصل نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ ظل اور ذی ظل یعنی اصل اور
 عکس جو کہ بطور مرایا مناظر ہے اوسین سوای وجود واحد کے وجود ہی نہیں بلکہ ذی علی
 اور ذی ظالی اوس کسوت ظل عکس میں متزل کیا ہی بطور پر توہ اپنی کے اور نہ قیاس اور نہ
 کے اور نہ محرک سنا تہ محرک ذی عکس اور ذی ظل کے یا کسی محل پہ نہ از خود اور نہ تحقیق
 وجود ہیں تاہم کیا تو قایل ہے کوئی نہیں کہ شرک لازم آتا ہے لہذا اجماعاً اس تک بائی نند
 میرزاہ وغیرہ کی قایل ہوئی کہ وجود واحد موجودہ متعدد بلکہ بہ مرتبہ اسطفا فی العزول
 واسطہ علت اول حضرت ہو یہ مطلقہ حقہ کی درحقیقت محلاً ثابت ہو سکتا ہے کہ وہاں
 کچھ خرابی لازم نہیں آتی مانند جوہر کے مگر واسطہ اطلاق ایسی اور کی اذن شرعی لازم ہے
 بخلاف سلسلہ محکیات کی یعنی خواہ نظیر اوسکی آفتاب فی آفتاب ہو اور تقطیعات ظلی جو
 عکس اشاعت ہیں سو خواہ آگینہ شیشہ ہونا اور یا سوای اسکی اجسام شفیقہ بانی وغیرہ
 ہو محض انقبیل ہو کہ چو قولہ لعمریہ مقررین قواریر ہے جو کہ منشاء و تقرر بعض الا قائل
 بل لا ما جود الا ماثل ہو گیا ہے پس السلسلہ اور باقی نہیں فقط والسر اعلم عنوان مباحث
 کا وظیفہ علم تصوف ہے نہ علم ظاہر فقط بحث اچھا نہیں فقط یون تو پھر موافق اپنی اصطلاح
 کے آدمی جو کچھ چاہتا ہے کہہ سکتا ہے تب ایسی مطلب تصوف کا اگر یہ لفظ مصطلح
 کوئی ساقط ہو یا نہ ہو جاوی اور مخالف ہو جاوی مسائل شرعیہ ظاہر نہ کہ انہیں
 درحقیقت اختلاف نہیں ہاں کار شریعت اور تصوف الیکہ ہی ہے ایک ہی ہونا چاہیے
 تو پھر ایسی اگر نقطہ واسطہ العروض سے مراد حضرت حق ہو یہ مطلقہ ہو کہ جو علت اول
 حقیقی ہے نہ کہ ذات السورہ عالم صانع جیسا کہ تحقیق کیا گیا والسر اعلم جانا چاہئے کہ اثر
 نور آفتاب جبکہ ظل کے تعبیر کیا قرآن شریف میں اور اوس پر شمس کو دلیل گردانا وہ لغوی
 اور حشی شہادی ہے یعنی علین ظل امتیاز ہے یہ صریح منصوص نص قرآنی ہے امو

طبی نسبت کسی جود کے بطور مشرب طوقیہ موضوع مذکورہ جو نیز کیا جائی اس سے چند
 کاوش نہیں اور نہ یہ بھٹل مطلب ہی کہ جو تساوی ہے مگر فاضل ہے مگر ہی بعد تساوی الاقدام
 مذکور اور نیز خصا لیس اور عراض تخصیہ موجب فقر آتی تاکہ الرسل فضلنا بعضہم علی بعض
 الایہ اور موافق اخبار و شمارندہ بنا بسی قطعاً حاصل ہے بخلاف استدلال بقاعدہ
 واسطیہ فی العروض وغیرہ کے کیونکہ اس قسم کے امور نسبت حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
 از قبیل حیل السیل قسم کہانی ہیا و مشورہ ہی فلہذا تمثیل عکس و شغہ وغیرہ مانند تقطعات
 و سوب و غیرہ جو امور تخصیہ سے ہیں نسبت اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد از او
 واسطیہ فی العروض مولیٰ کی نسبت حضرت خاتم النبیین صلعم بالکل فضول ہیں اور غیر منطبق
 و اندر اعلم قسطاً اس سچا ہے و سقمت قسطاً اس سطر فی العروض اور تاکہ فیضیہ مقولہ
 کہ نور القمر استفاد من نور الشمس صرف حقیقہ مقولہ ہی جیسا کہ اسکی تصریح اقوال کباری
 کشاف اصطلاحات الفنون مذکور میں مرقوم ہی اور میری نزدیک الیہ یہ آیت شریف
 قرآن کریم اس مطلب پر دلالت کرتی ہے ہوالذی جعل الشمس ضیاء و القمر نورا الایہ بذریعہ
 حرف وادعاطفہ جو تالیف اور منبوع متحد الشیئہ فی الحکم مولیٰ ہیں یعنی ہر دو نور مجول مستقل ہیں
 خواہ بطور مجمل مرکب جو اسبیط اور بیضاوی رحنی اپنی تفسیر میں نور کو ضیاء ہی عام کیا ہے
 پس ہر گاہ اپنی عمومیہ ضمن میں بدون ضمن خصوصیتہ یا گیا تو صاف معلوم ہے کہ نور مستقل الوجود
 ہے نہ عرضی الوجود مستقلاً و الوجود پس بقدر مستقل ہے مانند ضیاء شمس کے اور یہ اضافت
 نور القمر و ضیاء الشمس اضافتہ بیانہ ہے مباغثہ لیز قرار و ثبات اس مرکب کہ قمر و شمس
 میں درحقیقت افراس ہیں غیر نور و ضیاء ہیں اسائی کہ ہر دو قمر و نور و ان ضیاء و نور
 سفال محض ہیں فافہم پس تمام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں انفس فی ربوۃ برابر
 ہے مانند نور نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کے باقی شہر ضیاء رب و ایشیئہ اور خیر
 اس میں کیا کلام ہے فقولہ لعلہ تاکہ الرسل فضلنا بعضہم علی بعض فی العروض کا

حقیقہ سچا ہے و سقمت قسطاً اس سطر فی العروض اور تاکہ فیضیہ مقولہ

طبی نسبت کسی جود کے بطور شرب طوقیہ موصوفہ مذکورہ جو نیز کیا جائی اس سے چند
کاوش نہیں اور نہ یہ بخل مطلب ہی کہ جو تساوی ہے مگر فاضل ہر گری بعد تساوی الاقدام
مذکورہ اور نیز خصا لیس اور عوارض تخصیصیہ جو ب لفظ آئی تھیں کہ لفظ فاضلنا البصیر علی العین
الایۃ اور موافق اخبار و ثمار اندر بنا بسی قطعاً حاصل ہے بخلاف استدلال بقاعدہ
واسطہ فی العروض وغیرہ کے کیونکہ اس قسم کے امور نسبت حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
از قبیل حیل السیل قصہ کہانی ہیما و انتہا اسی فلہذا التمثیل عکس و شغہ وغیرہ مائتہ تقطعات
و سبب وغیرہ جو امور تخصیصیہ ہی بن نسبت اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد از ادوار
واسطہ فی العروض ہوئی کی نسبت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بالکل مقبول ہیں اور غیر منطبق
و اسرار علم شیطانی ہیں و ہاں ہر قسم قسطا و سطر فی العروض اور بنا کہ فیضیہ مقبولیہ
کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس صرف قضیہ مقبولیہ ہی جیسا کہ اسکی تصریح اقوال کباری
کشاف اصطلاحات الفنون مذکور ہیں مرقوم ہی اور میری نزدیک الہیۃ آیۃ شریف
قرآن کریم اس مطلب پر دلالت کرتی ہے ہوا الذی جعل الشمس ضیاء و القمر نورا الایۃ بذریعہ
حرفہ وادعاطفہ جو نالوج اور منبوع متحد الیۃ فی الحکم ہوئی ہیں یعنی ہر دو نور مجبول مستقل ہیں
خواہ بطور جبل مرکب خواہ البسط او بھیاوی رحم فی ابنی تفسیر میں نور کو ضیاء ہی عام کیا ہے
لیس ہر گاہ اپنی عمومیۃ ضیاء میں بدون ضمن خصوصیتہ یا باکیا تو صاف معلوم ہے کہ نور مستقل الوجود
ہے نہ عرضی الوجود مستقلا و الوجود لیس نور مستقلا ہے مانند ضیاء شمس کے اور یہ اضافت
نور القمر و ضیاء الشمس انصافتہ بیانیدہ ہے مبالغتہ لیس قرا و ثبات اس امر کی کہ قمر و شمس
میں درحقیقت اقراض ہیں غیر نور و ضیاء ہیں اسلی کہ ہر دو قمر و شمس کو بدوران شمسیا و روز
سفال محض ہیں فانہم لیس نامہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں انصاف فی ربوبہ برابر
ہے مانند نور ربوبت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی شہرہ برتیب و ایشیائے اونیضیری
اس میں کیا کلام ہے قول لفظ تھیں کہ لفظ الرسل فاضلنا البصیر علی العین لیس واسطہ فی العروض میں کا

وہی ہے جو امور تخصیصیہ ہی بن نسبت اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد از ادوار

اور نوت اور نیرکت اور ضعف کا اختلاف بمقتضای محل و ضرورت و غیرہ مصالح و وقتیتہ اور
 اسو حکمیتہ میں تقاضا اصل مطلب اور سفر مقصد نہیں تم النور بنو الضوء بالتحقیقہ کما فیہم من
 شرح اشراق الحکیمہ وقد لقیال النور بحقیق بالنیر بالواسطۃ والضوء بالمضی بالذات من
 کشف اصطلاحات الفنون لیس قول ضعیف ہے بدلا لہ لفظ قد اور پر صیغہ مضارع تمریض
 کے اور احتمال تنویر اور تحقیق کے نسبت بہ عنوان صیغہ تمریض کے شق اول میں فاقہم ہر چند
 خلاف اس تحقیق کے دستیاب کی سعی کی از قبیل غلط فہمی مگر بہر حال در صورت تسلیم قضیہ
 مقولیتہ مذکورہ استدلال ساتھ و سکی اور برصادق آنی مفہوم واسطہ فی العروض کے اور نیرات
 مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم باطل ہے بوجہ شخصہ جو بانی وصف نبوت کی بالکلیۃ ذات
 مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم میں فقیر قسطا پنچاہ و پیشتم جانا جائیگی کہ ہر گاہ نصیب
 شخصہ واسطہ اکثر افراد انبیاء علیہم السلام کے مفید و قطعیہ قرآنی و ہم باخبار متواترہ
 و مشاہیر و نیرات و صحابہ کرام و اقوال تابعین کبار و حجابہ علماء اعلام و مشائخ عظام ظاہر
 و باطنیہ جمع علیہا پیش استہ بلکہ جمیع ائمہ سابقہ مثل لقب کلیم اللہ و لقب مسیح و روح و خلیفہ و غیرہ
 خصوص لقب خاتم النبیین واسطہ فردا و حدیثا سیدان خانمیتہ حجتہ الشخص قطعاً قائم
 ہوا اور ساحت اسکان سے مرتبہ غلیظہ بین آیاتہ اور کسی کے واسطی اور خود سند میں جو اثر
 مذکور حضرت ابن عباس رضی عنہما ہی اوس میں اس لقب کا کچھ اثر ہی نہیں اور یہ خصوصیتہ شخصی
 و عود مولوق بوجہ و الفہم صادقہ حضرت حق مطلق جلالتہ بطورہ و عمت قدرتہ سوئی گو تحت قدرت
 حضرت قادر مطلق جن جلالتہ بطور نفس اسکان داخل ہے بنظر سکی کہ ہر شخص بالذات جو وعدہ اللہ
 موصوفہ مذکورہ جو صفات الہیہ میں سے ہے کہ وہ صادق الودع کی صفتہ سی کمال ذات متصف ہی
 وہ غیر ہے ذات مقدس خاتم النبیین صلعم کا کیونکہ آپ خجۃ مکانات میں سے ہیں بالذات و مکانات بالذات
 ہوتا ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ ہر ممکن کو خارج میں موجود ہو لہذا ممکنات قطع نظر متعلق بالذات
 ہونے سے فی النفس کبھی موجود و بوجہ خارجی نہیں ہوتی خواہ متعلق بواجب ہوں خواہ متعلق

بہر گاہ نصیب
 ہر گاہ نصیب

اور نوت اور تراکت اور صفحہ کا اختلاف بقصد فی محل و ضرورت و غیرہ مصالح و دقیقہ اور
 اصول حکم پر فواج اصل مطلب اور منقش مقصد نہیں تم النور بنو النور با حقیقہ کا لغو من
 شرح اشراق الحکمۃ وقد لقیال النور یختص بالنبی بالواسطۃ والنور بالمضی بالذات من
 کشف اصطلاحات الفنون لیس قول ضعیف ہے بلکہ لفظ قد اور پر صیغہ مضارع مرفیض
 کے اور احتمال تنویر اور تحقیق کے سبب ہنوی صیغہ مرفیض کے شق اول میں فاقہم ہر چند
 خلاف اس تحقیق کے دستیابی کس قول کی از قبیل غلط فہمی مگر ہر حال در صورت تسلیم قضیہ
 مقبولیتہ مذکورہ استدلال ساتھ و سکی اور بر صادق آئی مفہوم واسطہ فی العروض کے اور پڑتا
 مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم باطل ہے بوجہ مختصر جو حالی وصف نبوت کی بالکلیہ ذات
 مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم میں فقیر قسطاً پہنچا ہے و پیشتر جانا چاہی کہ ہر گاہ نصیب
 شخصہ واسطہ اکثر افراد انبیاء علیہم السلام کے بنفسوص قطعیتہ قرآنی و ہم باخبار متواترہ
 و مشاہیر و غیرہ آثار صحابہ کرام و افعال تابعین کبار و جماعہ علماء اعلام و مشائخ عظام ظاہر
 و باطنیہ جمیع علیہا پیش اسے بلکہ جمیع ائمہ سابقہ مثل لقب کلیم اللہ و لقب مسیح و روح و خلیفہ و غیرہ
 خصوص لقب خاتم النبیین واسطہ فردا و حدیکتا ہی میدانِ خانمیتہ جس جہت اشخاص قطعاً ثابت
 ہوا اور ساحت اسکاں سے مرتبہ فعلیتہ بن آیانہ اور کسی کے واسطی اور خود سند ہیں جو اثر
 مذکور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی اور عن ابن لبیب کا کچھ شریبی نہیں اور یہ خصوصیتہ شخصی
 و عود مولوق بوجہ و اللہ صادق حضرت حق مطلق جلالت بطوتہ و عظمت قدرتہ سو ہی گو تحت قدر
 حضرت قادر مطلق جن جلالتہ نظر نفس اسکاں داخل ہے نہ نظر اسکی کہ ہر متعلق بالخیر جو وعدہ اللہ
 موصوفہ مذکورہ جو صفات الہیہ میں سے ہے کہ وہ صادق الوجد کی صفتہ سی کمال ذاتی متصف ہی
 وہ غیر ہے ذات مقدس خاتم النبیین صلعم کا کیونکہ آپ بخیر ممکنات میں سے ہیں البتہ و ممکن بالذات
 ہوتا ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ ہر ممکن کو خارج میں موجود ہو لیس ممکنات قطع نظر متعلق بالضرر
 ہونے سے فی النفس کبھی موجود و کبھی خارجی نہیں ہوتی خواہ متعلق باوجب ہوں خواہ متعلق

وہی ہے جو
 وہی ہے جو

ہو معاذ اللہ منہ او سکوکب علیا اور یہ طولی اور باغ قصویٰ الجہانیت الہی اور عانت باری
جلشانہ حاصل ہے جو ان مثال اس میدان میں سخت بالقری اور بخیری ہی فافہ بالضم
الاتم فاعترہ ویا اولی الباب ولا تخبر کانی بذالیاں فسطی پس تخلیہ واتم خلاصہ تفسیر لفظ
ور بارہ امتناع لیکر حضرت خاتم النبیین شراج منیر شہ نذر علیہم غلاہری کہ وجود باوجود
حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلعم خجہ سلسلہ محککات مخلوقات سے ہے ہو حسب قول لکھ
قل انا انبئکم مثاکم الایہ وغیرہ اخبار و آثار بنی شمار و اجماع عام و خاص بنی کثر اور مضمون
مشابہ افراد مقتضی ہے دخول افراد کو تحت حقیقت واحدہ جو عبارت ہی افراد نوعیتہ سی کہ متحد
الخاصین اور تمیز شخصیتہ ہوتی ہیں پس ہر ممکن بالذات بالنسبہ تحت قدرہ واجب بالذات
مطلق ہے من حیث القادریۃ ومن حیث السدوریۃ و سرگاہ گوشہ امکان سے جو کوئی کیا
فرد ساحت فعلیتہ میں حسب ارادہ واجب بالذات مطلق آری انو نظر بالذات فرد دیگر مخلکہ
افراد ممکنہ ہی بالنسبہ داخل تحت قدرت مذکورہ ہوگا ورنہ وہ فرد مذکور ہی جو کہ ساحت فعلیتہ
میں حسب ارادہ آیاتہ از قبیل مثنی بالذات ہوگا اور یہ امر باطل ہے کیونکہ نظیر ممکن ممکن مسلم
الشیوہ ہے پس امتناع بالنسبہ نسبت دیگر افراد کہ جنکی طرف ارادہ الہی جلشانہ متوجہ نہیں ہوا
تہا بت ہوا قطع نظر اس دلیل عقلی سے دلیل نقلی شرعی ہی قاضی ہے کہ یہ اولہم میرات الذی
خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلهم فی وجہ الخلاق العلیہم عدم تذکرہ لفظ ویا فافہ
کا انکار کیا گیا اور یہ تذکرہ اوسکی کے اور آیات میں چنانچہ ضمیر تذکرہ جو لفظ ہم ہے شامعین
ذال ہی اور پروردگار تعالیٰ کے زمرہ ممکنات مخلوقہ سی یعنی موجودہ فی الخارج حسین ذرات
مقدس حضرت خاتم النبیین جنہم داخل ہے کہ یہ دامن مجسوسین علی ان منہل انما الکلم و کلم
فیما لعلہون اور یہ کہہ لعلہی بخلہن دفع کرتا ہے وائہہ اور ووسوہ تسلیم قوت کو قدرت
مطلقہ سی بعد خلق مخلوق کے اور نیز کہ یہ ولا یوہ ظلمہا و پر الہی العظیم دفع کرتا ہی وائہہ
اور ووسوہ عدم تخط کو بعد خلق مخلوق مذکور کے کہ پیدا انکو کر دیا الکیا دفعہ جو ان قول کر کے

بجای
بجای
بجای

ہو معاذ اللہ نہ اس کو کعب علیا اور یطول اور باغ قصویٰ لجنات الہی اور عانت باری
 جلشائے حاصل ہے جو لائق مثال اس میدان میں سخت بالغری اور پیغمبری ہی قافہ بالغیر
 الاقم فاعتربا ویا اولی السباب ولا تجتبرانی بلباب فسطیٰ پس خجلاہ وانشم خلاصہ تفسیر فی ظہیر
 وبارہ امتناع نظیر حضرت خاتم النبیین شہراچ منیر شہنشاہ صلیع علیہ السلام کی کہ وجود باوجود
 حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلیع علیہ السلام خجلاہ سلسلہ ممکنات مخلوقات سے ہے جو جب قولہ
 قل انما ابشر مثکم اللہ وغیرہ اخبار واثار ربی شہراچ وجماع عام و خاص بی تکرار اور مضمون
 مشابہ افراد مقتضی ہے دخول افراد کو تحت حقیقت واحدہ جو عبارت ہی افراد نوعیت سے کہ متحد
 الحقائق اور متمیز شخصیت ہو لیکن پس ممکن بالذات بالفرد تحت قدرۃ واجب بالذات
 مطلق ہے من حیث القادریۃ ومن حیث التدریجۃ ورتبہ او سرگاہ گوشہ امکان سے جو کوئی ایک
 فرد ساحت فعالیت میں حسب ارادہ واجب بالذات مطلق آیا تو نظر بالذات فرد دیگر مخالیفہ
 افراد ممکنہ ہی بالفرد داخل تحت قدرت مذکورہ ہوگا ورنہ وہ فرد مذکور ہی جو کہ ساحت فعالیت
 میں حسب ارادہ آیا تھا از قبیل ممکن بالذات ہوگا اور یہ امر باطل ہے کیونکہ نظیر ممکن ممکن
 الثبوت ہے پس امتناع بالغیر یسبب دیگر افراد کہ جنکی طرف ارادہ الہی جلشائے متوجہ نہیں ہوا
 نہایت ہوا قطع نظر اس دلیل عقلی سے دلیل نقلی شرعی ہی قاضی ہے کہ یہ اولم یران الذی
 خلق السموات والارض لقادر علی ان یخلق مثلهن من دہ الخلاق العلیم عدم تذکرہ لفظ وینفا
 کا اکتفا کیا گیا اور پرنڈ کرہ اوسکی کے اور آیات میں چنانچہ ضمیر تذکرہ جو لفظ ہم ہے شہرین
 ذال ہی اور پرنڈ دوی المتحول کے زمرہ ممکنات مخلوقہ سی یعنی موجودہ فی الخارج جسمین ذات
 مقدس حضرت خاتم النبیین صلیع علیہ السلام داخل ہے کہ یہ دامن مسبوقین علی ان منہل انما الکلم وکلم
 فیما لا علمون اور کہ یہ دلجمی مخلوقین دفع کرتا ہے وائہ اور وسوسہ تسلیم قوت کو قدرت
 مطلقہ سی بعد خلق مخلوق کے اور نیز کہ یہ دلائل و دہ ظہر و دہ علی العظیم دفع کرتا ہے وائہ
 اور وسوسہ عدم مخط کو این خلق مخلوق مذکور کے کہ پیدا تو کر دیا ایک دفعہ جو ان قول کر کے

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

تخفیف اضافہ کی فحلیتہ میں بلکہ علی العموم و اشمول للتحقیقہ و التیقا للاضافۃ و الاعتبار بہر قابل
 ہونا سائبہ جو درخواہم شہ کی فحلیتہ میں اگر حسب الاضافۃ و الاعتبار ہی ہو باطل ہے انصاف
 شرط ہے پس سائبہ ہو گیا اور باطل نہ کہنا اور کہا کہ جائز ہے کہ خواہم سائبہ بالاضافۃ موجودہ
 بالفحلیتہ ہوں بالاضافۃ اسلامی کہ یہ عقیدہ منجربو تاسیس طرف وجود خواہم سائبہ کی با الفحل
 جو نظیر آنحضرت صلعم میں و لو اضافۃ حالانکہ نظیر آنحضرت صلعم با الفحل اعنی بالواقعہ محتجب ہے
 و لو اضافۃ کیونکہ سائبہ صریح ہے فقہائے غایتہ الفکر والدرہم **فصل ششم**
 متعلق لغیر مشہور و معروفان آئینہ جانا چاہئے یہ شبہ کہ اور دنیا علیہ السلام رسول
 اسلام صلی علیہ وسلم فیض حاصل کی اپنی اپنی ہیوتو بلکہ ہونچائی میں سچ میں واسطہ میں مستقل بالذات
 نہیں کوئی کمال ذاتی یہ پہنچ کر پہنچے غفل اور عکس محمدی ہے یہ تعبیر مثل نور افشانی آئینہ کی
 ہے جو واسطہ ہی آفتاب راوسکی دھوپ میں جسکی ذریعہ اور وسیلہ سی اوں مواضع پر
 جو آفتاب کی مقابل نہیں ہیں ہونچتی ہے اور موصوف بالذات تو ہماری ہی رسول مقبول ہیں
 اگر اور دنیا میں کمال نبوت آیا ہی جواب ختمی کی طرف سنی یا ہے فقط بلکہ بطور زایل ہے
 جانا چاہئے کہ یہ مثال آئینہ اور نور افشانی او سکی اجنبہ اثبات مطلب اسطہ فی
 العروض ہے حسب مزعم زاعم نسبت آنحضرت صلعم کی جبکہ اسبغصال کامل تقابیر متفوعہ
 و نگارنگ عقلا و نقلا اکثر قاطع میں بلکہ وہ ہے کہ شرعاً یہ مطلب اسطہ فی العروض ذات
 آنحضرت صلعم برضائق نہیں تا ورنہ اس مسئلہ کا کچھ اور مطلب ہے نو وہ محاورہ ہونا چاہئے
 محکم ہی منظوری بشہ طیکہ مخالف عقیدہ اسلام ہونا مذموب مطلب اسطہ فی العروض کے پہر کا یا
 کچھ حرج نہیں بلکہ جو کچھ حرج ہے وہ راجع جانب دیگر ہے اسلامی کہ خلاف قرآن و جوامع
 آویگا وہ باطل ہے مگر با اینہم چند واردہ جو وارد ہوتی ہیں متعلق بقول مذکور نہ کہ ہوتی ہیں
 شذائے ذات مقدس آنحضرت صلعم موصوف بوصف نبوت بالذات پھر تو کیا معنی کہ
 سلسلہ کائنات میں بالذات عبارت ہی جو ہر شئی کی جسکی شان یہ ہے کہ معروضیہ اور موصوفیہ

تحقیق میں اضافہ کی فحلیتہ میں بلکہ علی القیوم و استعول الحقیقتہ والیہا للاضافۃ والاعتبار بہ بقایا
 ہونا ساتھ وجود خود اتم شے کی فحلیتہ میں اگرچہ بالاضافۃ والاعتبار ہی ہو باطل ہے انصاف
 شرط ہے پس ساتھ ہو گیا اور باطل یہ کہنا اولیٰ کہ جائز ہے کہ خواہم سہ بالاضافۃ موجودہ
 بالفحلیتہ ہوں بالاضافۃ اسلامی کہ یہ عقیدہ منجربو تاسے طرف وجود خواہم سہ کی بالفعل
 جو نظیر آنحضرت صلعم میں ولواضافۃ حالانکہ لفظ آنحضرت صلعم بالفعل اغنیٰ بالوقوف متعین ہے
 ولواضافۃ کیونکہ ناقص صیغہ ہے فقہائے ائمہ الفکر والہ علم اسلام **سہ**
 متعلق فقیر مشہور بنو رافغان آئینہ جانا چاہئے یہ شبہ کہ اور ایسا علیہم السلام رسول
 اللہ صلعم ہی فیض حاصل کی اپنی اپنی ہتھوڑوں کو پہنچاتی ہیں بیچ میں واسطہ میں سبقت بالذات
 نہیں کوئی کمال ذاتی یہ پہنچ کر پہنچے ہیں اعلیٰ اور عکس محمد ہی ہے یہ تعینہ مثل رافغانی آئینہ کی
 سے جو واسطہ ہی آفتاب ہے اور سکی دھوپ میں جسکی ذریعہ اور وسیلہ سی اولیٰ موضوع پر
 جو آفتاب کی مقابل نہیں ہیں پہنچتی ہے اور موصوف بالذات تو ہماری ہی رسول مقبول ہیں
 اگر اور ایسا ہیں کمال نبوت آیا ہی آفتاب ختمی کی طرف آتی یا ہے فقط بدینہ زایل ہے
 جانا چاہئے کہ یہ مثال آئینہ اور نور رافغانی اور سکی اجینہ اثبات مطلب اسطہ فی
 العوض ہے حسب موعوم زاعم نسبت آنحضرت صلعم کی جسکا اسنیصا کمال بقاریہ متنوعہ
 انکارناک عقلاً و نقلاً اکثر قساحس میں مذکور ہے کہ شرعاً یہ مطلب اسطہ فی العوض ذات
 آنحضرت صلعم پر صادق نہیں تا ورنہ اس مسئلہ کا کچھ اور مطلب ہے تو وہ معاہدہ ہونا چاہیے
 کہ ہم ہی منظور ہی بشرطیکہ مخالف عقیدہ اسلام ہونا نہ مطلب اسطہ فی العوض کے پہنچا رہا
 کچھ حرج نہیں بلکہ جو کچھ حرج ہے وہ راجع جانب دیگر ہے اسلامی کہ خلاف قرارداد و جلازم
 اور مجاہد باطل ہے مگر بائینہ چند واردہ جو وارد ہوتی ہیں متعلق بقول مذکور مذکور ہوتی ہیں
 مثلاً یہ گاہ ذات مقدس آنحضرت صلعم موصوف بوصف نبوت بالذات نہیں تو کیا معنی کہ
 سلسلہ کمالات میں بالذات عبارت ہی جو ہر شے کی جسکی شان یہ ہے کہ موصوفہ اور موصوف

یہاں
 پہنچتی
 ہے

بالذات ہی اور بالعرض ہی اگرچہ یہ کہنا قوم کا بالعرض ہی ہو گا ہے ہے مگر متعارف
 شایع ذالچ ہو گیا ہے اسلی کہ مقتضای جوہریت یہ تھا کہ دو وصف ہوں ایک وصف
 متعلق ہو اور دوسرا متعلق بعرض پس ذات حضرت دیگر انبیاء علیہم السلام کو نہ قابل
 وصف موصوفیتہ و موصوفیتہ کہانہ قابل وصف عرضیتہ کہانہ ایک امورائیتہ میں سے بموجب
 مطلب واسطہ فی العروض کے اور نیز بموجب ایراذ نظیر عکس و شعاع آئینہ آگینہ کے کر دیا
 مثل ناودان فیض کے واسطی آئینہ کی پس بموجب اسکی توفی الجملہ امت ہی زیادہ مستفید
 رہتی نظر آتی ہے ظاہر ہے کہ امورائیتہ کو حصول وصف میں کچھ شرکت نہیں بلکہ بنظر
 ظاہر تر سلیم مشتبہہ ساتھ مطلب واسطہ فی الثبوت نہیں نہیں مختص ہے سبب کامل ہی
 نہیں جب جا کہ واسطہ فی العروض اور فی الثبوت پس حسب موعوم اور انبیاء میں نہ کوئی کامل
 ذاتی ہے نہ عرضی حالانکہ کمالات حضرت دیگر انبیاء علیہ السلام کمالات مستقل بالذات
 ہیں اور تفاوت مراتب بالتشخص فی خاص و جمیع ہے بموجب قول حق سبحانہ و تبارک :-
طالک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض الا یتة اسی فضلنا بعضهم علی بعض فبما یصل الی
من فضلنا سیرابان حصصناہ بمنقبہ لیت الغیر منهم ۲ اصیادوسی - بالتخصیص
 الرسالہ لاسنواکم فبما کالمو منیل یستون فی منقبہ الایمان و تقیادون فی الطاعات اللہ
 مگر مان یہ امر بالضرور ہے کہ بعد از تہجد کمال وحی کے بالاسبق و ال جو کچھ نصیبہ او حصہ نفس وجود
 میں یا حصول صفات زایدہ میں مثل نبوت و خیرہ نسبت انبیاء اور ولایت اور قریبہ نسبت
 اولیاء اسرار ملا کہ مفسرین و کتب و بیلین سگان خطایر قدس بموجب لولا کہ لما اظہرت الرتبتہ
 وہ سب پر تود ذات سر دفتر افراد وجود ہی ہے اسلین کچھ شک نہیں پس واسطہ اس مطلب
 کے ایرد مثال واسطہ فی الووص صراط سیر انبیین جو مورت و حشت اہل اسلام ہے علی انبیا
 مثالینہ وغیرہ سچا ہے بقول شاعر ۱ اے ذات تو سر دفتر افراد وجود و ہر پردہ و نمود
 راز بودی تو نمود و ہر چہ والا ہر وہ ہی خرابی لازم آتی میں کہ ذات دیگر انبیاء علیہم السلام

بالذات ہی اور بالعرض ہی اگرچہ یہ کہنا قوم کا بالعرض ہی ہو کا ہے ہے مگر متعارف
 شایع ذالغ ہو گیا ہے اسلی کہ مقتضای جوہریت یہ تھا کہ دو وصف ہوں ایک وصف
 متعلق ہو اور دوسرا متعلق بالعرض پس ذات حضرت دیگر انبیاء علیہم السلام کو نہ قابل
 وصف موصوفیتہ و موصوفیتہ رکھنا نہ قابل وصف عرشیہ رکھا بلکہ ایک امور آئینہ میں سے ہو جب
 مطلب واسطہ فی العوض کے اور نیز ہو جب ایراد نظیر عکس و شعاع آئینہ آبگینہ کے کر دیا
 مثل ناودان فیض کے واسطی آئینہ کی پس ہو جب اسکی توفی الجملہ امت ہی زیادہ مستفید
 رہتی نظر آتی ہے ظاہر ہے کہ امور آئینہ کو حصول وصف میں کچھ شرکت نہیں بلکہ نظر
 غائر تر سلیم مشتبہہ ساتھ مطلب واسطہ فی الثبوت اپنی نہیں متحقق کہ ہے سبب کامل ہی
 نہیں جب جا کہ واسطہ فی العوض اور فی الثبوت پس حسب موعوم اور انبیاء میں نہ کوئی کامل
 ذاتی ہے نہ عرضی حالانکہ کمالات حضرت دیگر انبیاء علیہ السلام کمالات مستقل بالذات
 ہیں اور تفاوت مراتب بالتخصیف و خاص و جزیر ہے بموجب قول حق سبحانہ و تبارک -
تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض الآية اى فضلنا بعضهم على بعض بعضها ليس راء اصل الرسل
من فضل الله تعالى سائر ارباب حصصنا بمنقبة ليست بغير منهم ايضا وى - بالتخصيص وى
 الرسل الله لا استوا بينهم فيها كالتو منيل يستوون فى صفته الايمان و تقوا و تون فى الطاعات و الاثر
 مگر ان یہ امر بالضرور ہے کہ بعد از ہر کمال وحی کے بالا استقلال جو کچھ نصیب اور حصہ نفس وجود
 میں یا حصول صفات زایدہ میں مثل نبوت و خیر و نسبت انبیاء اور ولایت اور قریبہ نسبت
 اولیاء و اسرار ملائکہ مفسرین و کرمین و سکین و خطایر قدس بموجب لواکن لا الظہر ان الرسل
 وہ سب پر تود ذات سر دفتر افراد وجود ہی ہے اسلین کچھ شک نہیں پس اسطر اس مطلب
 کے ایراد مثال واسطہ فی العوض صراط میں انہیں جو مورت و حشت اہل اسلام ہے علی علیہ السلام
 مثال آئینہ و غیرہ بجا ہے بقول شاعر اے ذات تو سر دفتر افراد وجود و ہر دو نبود
را زبور دی تو نمود نام تو صحیح ہے والا یہ وہ ہی خرابی لازم آتی ہیں کہ ذات دیگر انبیاء علیہم السلام

منصب نبوت میں شریک ہیں اولیٰئہ و اولیٰئہ افراد اور خیر ہے اور مخالفت افراد
 اور خیر ہے حالانکہ طفیلی اوس ذات مقدس خاتم النبیین سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ
 والسلام کے علی قدر المرتب ہر ایک خبری خاص سب ہی میں کچھ انحصار جن و انس ملک پر
 نہیں تمام مخلوقات عالم ہود و موالید اللہ کیا اور عالم غیب جنت و جہنم و قصور و عالم
 برزخ مستفیض ہیں اسلیٰ کہ صورت وجود خود ہر ایک نے لطفیل آنحضرت صلعم ہی بلکہ
 ہے یہود السرا عام و علمہ و احکم الحذر الخذر فی شمس شمس و کرم دیو کا نہ کہ تم
 باہر اضافی ہے بے مضاف الیہ کی تحقیق نہیں ہو سکتا سو حقیقت مضاف الیہ ہوگی اسلیٰ
 افزائش ہوگی مانند بادشاہت کے کہ ایک امر اضافی ہے محکومون اور رعیت کی افزائش
 براہ و سکی افزائش او عظمت اور ترقی موقوف ہے ان کوئی نادان آج کل کے
 نوابون کو دیکھ کر دیکھ کر کہا دوی اور کبھی کہ جیسی آج کل کے نواب بے ملک ہیں ایسے
 ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاتمیتہ اور انبیاء کی محتاج نہیں اوسکی ترقی اور
 افزائش کے لئے کثرت انبیاء ضرور نہیں مطلق اس واسطہ کہ لفظ خاتم وارد کلام اللہ تعالیٰ
 مضاف ہے طرف لفظ النبیین کے سو یہ امر مسلم ہے کہ حقیقت و حقیقات الیہ انبیاء و انبیا
 اوسلیٰ قدر افزائش عظمت تصور ہے سوا اس امر کے انکار کے ساتھ کوئی بھی اور ان میں
 برابر ہے کہ مضاف الیہ طبقہ علیا میں ہوں یا طبقات سفلیہ میں یا سب طبقات میں ہوں
 نہ یہ لفظ خاتم مذکور مضاف ہے طرف لفظ الخاتمین کی یا الخواتم کی جو ضرورت داعی ہو
 طرف ایجاد خاتم کے واسطیٰ ترقی عظمت کے جو موقوف ہے اوپر افزائش مذکور کے
 جسکی خود کلام شہیدین صراحۃ ہے اس فقرہ میں کہ خاتمیت اور انبیاء کی محتاج نہیں
 یعنی لفظ انبیاء کی خود صراحۃ ہے اوس فقرہ میں نہ لفظ خاتمین یا خواتم کے اور ظاہر ہے
 کہ ترقی انہ افزائش ہے در صورت ہونی انبیاء کی مضاف الیہ واسطہ حصول اصل مقصود
 کے جو ضرور ہے یعنی کثرت بخلاف ہونی خواتم کی مضاف الیہ کیونکہ وہین قلت ظاہر ہے جو

منصب نبوت میں شریک ہیں اولیٰئہ واولیٰئہ افراد اور خیر ہے اور نہ حائرت افراد
 اور خیر ہے حالانکہ طفیلی اوسنات مقدس خاتم النبیین سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ
 والتسلیم کے علی قدر المرتب ہر ایک جزئی خاص سب ہی میں کچھ انحصار جن و انس ملک پر
 نہیں تمام مخلوقات عالم ہود و موالید لائے کیا اور عالم غیب جنت و حور و قصور و عالم
 برزخ مستفید ہیں ایسی کہ سورت وجود خود ہر ایک نے لطفیل آنحضرت صلعم ہی کو ہی
 ہے یہ اسرار علم و علمہ اتم و احکم الخذر فی شریک اس شخصیت و کلمہ ہوگا کہ وہ کلمہ
 باہر اضافی ہے بلکہ مضاف الیہ کی تحقق نہیں ہو سکتا سو بقدر مضاف الیہ ہوگی اسبق
 افزائش ہوگی مانند بادشاہیت کے کہ ایک امر اضافی ہے حکومتوں اور رعیت کی افزائش
 پر اسکی افزائش اور عظمت اور ترقی موقوف ہے ان کوئی نادان آج کل کے
 انبیا کو دیکھ کر سوچا کہ کیا وہی اور کبھی کہ جیسی آج کل کے نواب لے ملک میں ایسے
 ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتمیت اور انبیا کی محتاج نہیں اسکی ترقی اور
 افزائش کے لئے کثرت انبیا ضرور نہیں بلکہ اس واسطہ کہ لفظ خاتم وارد کلام اللہ
 مضاف ہے طرف لفظ النبیین کے سو کہہ امر مسلم ہے کہ حقیقت نبیایہ انبیا پر ہو
 اسبقدر افزائش عظمت تصور ہے سو اس امر کے انکار کے ساتھ کوئی بھی اور ان نہیں
 برابر ہے کہ مضاف الیہ طبقہ علیا میں ہوں یا طبقات سفلیہ میں یا سب طبقات میں ہوں
 نہ یہ لفظ خاتم مذکور مضاف ہے طرف لفظ الخالقین کی یا الخواص کی جو ضرورت داعی ہو
 طرف ایجاد خاتم کے واسطی ترقی عظمت کے جو موقوف ہے اوپر افزائش مذکور کے
 جسکی خود کلام شہیدین صراحتہ ہے اس فقرہ میں کہ خاتمیت اور انبیا کی محتاج نہیں
 یعنی لفظ انبیا کی خود صراحتہ ہے اوس فقرہ میں نہ لفظ خاتمین یا خواتم کے اور ظاہر ہے
 کہ ترقی انبیا فی الواقع ہے در صورت ہونی انبیا کی مضاف الیہ واسطہ حصول اصل مقصود
 کے جو ضرور ہے یعنی کثرت بخلاف ہونی خواتم کی مضاف الیہ کیونکہ وہین قلت ظاہر ہے جو

میں کس قدر تشدد کرتے ہیں حالانکہ اہل تحقیق کسی کی تکفیر نہیں کرتے حسبِ مکان کہ قابل
 تکفیر نہ ہو اور نہ کارزمینوں کا کرتے ہیں البتہ اختلاف ہی اتصال طبقات میں ہو
 اوسکا نام رکھا نہیں گیا اختلاف متواتر ہے سالفاً عمر سالفاً اگرچہ ترجیح ہے
 خلوت میں طبقات کو سوہرہ کثرت اور سپر موقوف نہیں بنایا نہ بعض سطاس میں مذکور ہو چکا اور
 نہ وہی کسی کی تکفیر ناک کی طرف لحاظ کرتے ہیں اور نہ اوکا کام اتہام ہے نسبت
 کی بلکہ مگر موجب کریمہ و ذکر فرمان الکریم فی نفع المومنین بطور موعظہ حسنہ بلکہ اشتگاف
 اظہار کر کے موافق کریمہ و جادویم بالکلی ہی احسن اور نیز فاصدح بما توہم حسیۃ لشری
 العہدہ ہوتی ہیں فقط والسرغام و علمہ و سلم الخذر الخضر فی سطر اس شخصیت و دویم
 اگر یہ شبہ کیا جاوی کہ سلسلہ نبوت متسلسل بدو سلسلہ ہے سلسلہ مکانی اور سلسلہ
 زمانی منجملہ مقتضای سلسلہ مکانی فوق و تحت ہے اور مقتضای سلسلہ زمانی سبقت
 اور لاحق ہے جو عبارت ہی ماضی اور مستقبل کے تو بدایت سلسلہ نبوت بدین اعتبار
 جانبہ تحت سے ہے یعنی طبقہ ارض سفلی سے اور نہایت اوسکی جانب فوق ہے
 یعنی طبقہ ارض علیا تک تاکہ یہ امر صادق ہو کہ یہ سلسلہ اوپر رسول اللہ خاتم
 حقیقی کے ختم ہو وہی جس کی بیان کی نبوت کا سلسلہ یعنی طبقہ علیا کی نبوت کا جو سلسلہ
 زمانی ہے خاتم حقیقی ہی کی اور ختم ہوا اور قیامت اس تفسیر کی یہ ہو کہ ہر دو ساق
 زمانی اور ساق مکانی ایک نقطہ موصل پر جو عبارت سے زاویہ سے واصل ہو کہ
 موجب شکل مثلثی ہوں تا حصول شرف نبوت کون و مکان اور بعد و زمان حاصل
 ہو نقطہ پس چنانچہ یہ شبہ بدینطور برطرف ہے کہ ہر گاہ ہر دو سلسلہ مذکور کا ختم طرح
 پر اوپر رسول اللہ یعنی خاتم حقیقی کے ہوتے ہیں واسطہ وجود خاتم شمع کی گنجائش نہ رہی کہ
 ظاہر ہے بیان کے سلسلہ کے ہی یعنی طبقہ علیا کے جو جانب ماضی سے جانب مستقبل
 ہے اور وہ ان کے سلسلہ کے ہی جو تحت سے جانب فوق ہے رسول اللہ خاتم حقیقی ہی کی

ملاحظہ فرمائیے

میں کس قدر تشدد کرتے ہیں حالانکہ اس تحقیق کسی کی تکفیر نہیں کرتے جب تک کہ قابل
 تکفیر نہ ہو اور خدا کار زمینوں کا کرتے ہیں البتہ اختلاف ہی اتصال طبقات میں ہو
 اور اس کا نام انکار نہیں البتہ اختلاف متواتر ہے سالفاً عرض جالف اگرچہ ترجیح ہے
 مخلوق میں الطبقات کو سو بہرہ بکثر اور سپر موقوف انہیں خبا نچہ بعض سطاس میں مذکور ہو چکا اور
 نہ وہی کسی کی انکسار ناک کی طرف لحاظ کرتے ہیں اور نہ او کا کام اتہام ہے نسبت
 کیسی مگر بموجب کریمہ و ذکر قال الذکر فی تفسیر المونسین بطور موعظہ حسنہ بلذیہ واشکاف
 اظہار کرتے موافق کریمہ و جادلہم بالقی ہی احسن اور نیز فاصدح بما توہر حسیبہ لشہرتی
 المعہذ ہوتی میں نقطہ ارض عالم غلہ عالم واسلم الخذر الخضر فی سطح اس شخصیت تو وہم
 اگر یہ شبہ کیا جاوی کہ سلسلہ نبوت مسلسل بدو سلسلہ ہے سلسلہ مکانی اور سلسلہ
 زمانی منجملہ نقضنا می سلسلہ مکانی فوق و تحت ہے اور مقتضای سلسلہ زمانی سبقت
 اور لاحق ہے جو عبارت ہی ماضی اور مستقبل کے تو بدایت سلسلہ نبوت بدین اعتبار
 جانب تحت سے ہے یعنی طبقہ ارض سفلی ہے اور نہایت اوسکی جانب فوق ہے
 یعنی طبقہ ارض علیا تاکہ یہ امر صادق آوی کہ یہ سلسلہ اوپر رسول اللہ خاتم
 حقیقی کے ختم ہو وی جیسی کہ بیان کل نبوت کا سلسلہ یعنی طبقہ علیا کی نبوت کا جو سلسلہ
 زمانی ہے خاتم حقیقی ہی کی اور ختم ہوا اور قایم اس تقریر کی یہ ہو کہ ہر دو ساق
 زمانی اور ساق مکانی ایک نقطہ موصل پر جو عبارت ہے زاویہ سے واصل ہو کہ
 موجب شکل مثلثی ہوں تا حصول شرف نبوت کون و مکان اور زمان و حاصل
 ہو نقطہ پہنچنا چاہی کہ یہ شبہ بدینطور برطرف ہے کہ ہر گاہ ہر دو سلسلہ مذکور کا ختم طرح
 پر اوپر رسول اللہ یعنی خاتم حقیقی کے ہو تو یہ واسطہ وجود خاتم شہ کی گنجائش نہ رہی کہ
 ظاہر ہے بیان کے سلسلہ کے اسی یعنی طبقہ علیا کے جو جانب ماضی سے جانب مستقبل
 ہے اور زمان کے سلسلہ کے اسی جو تحت سے جانب فوق ہے رسول اللہ خاتم حقیقی ہی کی گزرتی

محکم دلائل سے مزین
 متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل
 مفت آن لائن مکتبہ

کے اور وجود باوجود سر دوسرے افراد وجود سے زمان و مکان کو کیا بلکہ کون مکان کو شرف حاصل ہوا اور کیمہ منبشتر رسول یا نبی من بعدی اسما حجتین لنبارت زمانی ہے نہ مکانی یعنی اسی بعد زمان میری کی زیادہ کہ بعد مکان میری کے اور جبکہ شروع سلسلہ ساق مکانی میں لحاظ فوق و تحت بدین روش ہوا کہ شروع جانب تحت سے ہوا اور مخفی تحت کی شکل کہیں بسبب خطوط متساوی المسافتہ مخبرہ از مرکز نامشہدی پر ہوا۔ جانب متصور ہے یعنی ہر نقطہ منہج خط میں استعدا اور لیاقت تحت ہونی کی اور فوق ہونی کی کہتا ہے بسبب اسکی کہ محاش بابہ التخت و التفرق ہر نقطہ ہے اور علی القیاس ساق زمانی سے ساق مکانی کو نسبت عموم خصوص مطلق کے سوا چارہ نہیں پس سوا ساق واحد کے دوسری ساق متصور نہیں ہو سکتی اور استحالہ داخل یا قید علی علاوہ برین ہے۔ ہر گاہکہ سلسلہ نبوت کا وقوع فوق اور تحت ہوا باعتبار فرق مراتب مکانی کے اور ایک سلسلہ نبوت کا وقوع بلندی اور مستقبل میں ہوا باعتبار فرق مراتب زمانی کے اور زمانہ عبارت ہوا حرکت ارادہ خداوندی سے اور اس حرکت کے لئے کوئی مقصود اور غایت نہ ہو خواہ مخواہ ضرور ہونی چاہی کہ وہ حرکت وہاں نہ تھی ہوا در وہ ملو ہوئی نقطہ ذات محمدی سے صلح جو کہ موصل ظہر ہر دو ساق زمانی اور مکانی کا نمبر لہ زاویہ کے اور قاعدہ اس متکلف کا لفظ نہیں معلوم ہوتا بجز شرافت کے سو خیر اس سے تو کچھ تحت نہیں ہے کہ امر مسلم ہے پس ساق زمانی تو امر متحرک ہے پہونچنا اور اسکا موصل تک یعنی او سنا وہ تک جو نقطہ حقیقت محمدی ہے صلح ممکن ہے کہ ظاہر ہے بخلاف ساق مکانی کے کہ وہ ساکن ہے اور اگر یہ کہا جاوی کہ تحرک ضرور نہیں وضع ترتیب نقطہ اکثہ ملکہ سلسلہ مکانی کے اس سلسلہ کے ایسی پر بطور ابتداء ہی کے سری ہی سے بدین طریق واقع ہوئی کہ موصل تک پہونچنی تو رفع اسکا یہ ہے کہ اگر سلسلہ ترقیاتی اور بھی ہے تو خواہ مخواہ حرکت پذیر ہے لوازم بیگانہ واسطی اسکی ثابت ہونے میں ابھی مکان

کے اور وجود باوجود سر در قدر افراد وجود سے زمان و مکان کو کیا بلکہ کون مکان کو شرف حاصل ہوا اور کرمہ منتشر رسول یا نبی من بعدی احمد محمد بن نبیارت زمانی ہے نہ مکانی یعنی آدمی بعد زمان میری کی زیادہ کہ بعد مکان میری کے اور جبکہ شروع سلسلہ ساق مکانی میں لحاظ فوق و تحت بدین روش ہوا کہ شروع جانب تحت سے ہوا اور ماضی تحت کی شکل میں بسبب خطوط متساوی المسافتہ خیر جدا زمرکز یا منتہی پر ہر جانب متصور ہے یعنی ہر نقطہ منتہی خط میں استواء اور ریاست تحت ہونی کی اور فوق ہونی کی رکھتا ہے بسبب اسکی کہ محاش بابہ التخت و التوق ہر نقطہ ہے اور عالی القہر ساق زمانی سے ساق مکانی کو نسبت عموم خصوص مطلق کے سوا چارہ نہیں پس سوا ساق واحد کے دوسری ساق متصور نہیں ہو سکتی اور استحالة داخل سابق علیہ برین ہے۔ ہر گاہکہ سلسلہ نبوت کا وقوع فوق اور تحت ہوا باعتبار فرق مراتب مکانی کے اور ایک سلسلہ نبوت کا وقوع ماضی اور مستقبل میں ہوا باعتبار فرق مراتب زمانی کے اور زمانہ عبارت ہوا حرکت ارادہ خداوندی سے اور اس حرکت کے لئے کوئی مقصود اور غایت نہ ہو خواہ مخواہ ضرور ہونی چاہی کہ وہ حرکت وہاں منتہی ہوا اور وہ ملو ہوئی نقطہ ذات محمدی سے صلح جو کہ موصول تھا ہر دو ساق زمانی اور مکانی کا بنمنا زاویہ کے اور قاعدہ اس مثلث کا قطبہ نہیں معلوم ہوتا نیز شرافت کے سوا اس سے تو کچھ بحث نہیں ہے کہ امر مسلم ہے پس ساق زمانی تو امر متحرک ہے پہونچنا اور سکا موصول بلکہ یعنی اس زاویہ تک جو نقطہ حقیقت محمدی ہے صلح ممکن ہے کہ ظاہر ہے بخلاف ساق مکانی کے کہ وہ ساکن ہے اور اگر یہ کہا جاوی کہ تحرک ضرور نہیں وضع ترتیب نقطہ اکثرت ملکہ سلسلہ مکانی کے اس سلسلہ کے ایسی پر بطور امر ابتدائی کے سری ہی سے بدین طریق واقع ہوئی کہ موصول نہ کیا پہونچی تو رفع اسکا یہ ہے کہ اگر سلسلہ ترتیبی اور کجی ہے تو خواہ مخواہ حرکت پذیر ہے لوازم بیگانہ واسطی اسکی ثابت ہونے میں یعنی مکان

خداوندی ہی یہ بین کہ زمانہ ایک متحرک ہے اور پیادے بارادہ خداوندی
 کو پہنچا والا اگر اطلاق حرکت اور پرارادہ خداوندی مراد ہے یعنی ارادہ خداوندی
 کی شان سے حرکت اور سکون ہے تو ایسی ارادہ کی طرف تو قصد اور حرکت ہی چاہیے
 نہایت ہی زبون ہے ایسی حرکت خیالی کے سکون ہی بہتر ہے مگر ظاہر ہے
 کہ مراد معنی سابق ہی ہو چکی ایسا ہی کیا اندہیر ہے کہ ایسے معنی مراد ہوں آخر
 فاضلانہ شہہ بین نہعوام کے غالباً یہ عبارت محمول غلطی کا تب یا سبقت فامی ہے
 یا محلت جو بالغ متغیر ہے اور یہ تقریر اوپر پر دو معنی مکان کے درست اور حسیبت ہی
 معنی متعارف جو خارج میں نظر عوام میں ہیں اور نیز معنی مصطلح اہل علم متکلمین جمہور
 اور حکماء یعنی سطح باطن اور بعضی بعد مجر و کونکہ مکان بہر دو معنی فی نفسہ متحرک نہیں بخلاف
 زمان کے کہ وہ متحرک ہے ہے فقط والہ اعلم و علیہ احض و ابرزن و احکم و حق الباری الخ
قسط اس شخصیت و سوچ اگر یہ شہدہ اردو کہ کمال نبوت کوئی امر بسط نہیں
 بدلیل اس حدیث شریفہ کی الرکوا جز من سبتہ و اربعین خبراً من النبوة اور تمثیل دیکھا
 ساتھ حال کے جو امور کثیر موقوف ہے مثل حصول جمال بسبب شہیۃ اجتماعی اعضا
 ضروریہ علی بذالقباس حصول کمال نبوت بھی ایسا ہی ہے کہ بسبب اجتماع تمام کالات
 کے ہوتا ہے تو پس یہ شہدہ بدینطور بر کران ہے کہ تجزی نبوت باعتبار زمان نبوت
 ہے مجازاً نہ حقیقتہ کیونکہ زمان نبوت بروی روایات معتبرہ تیس سال ہی باعتبار
 زمان حیات شریفہ اور زمان رویا صالحہ جو کہ بزر از نبوت اور مبادی نبوت تھا
 وہ چہ ماہ رہا جیسا کہ اس پارہ حدیث شریفہ تم جابر الخ ثمالی مثل فلن الصبح میں کہہ او
 اوس سے وحی ہے دلالتہ صریح ہے اور چہ ماہ کو نسبت ساتھ تیس سال کے
 نسبت حصہ چہا الیسوین کے ہے جیسا کہ یہ تحقیق محدثین جمہور المد ہے حضرت اہل
 شہدہ احق حضرت مولانا حماد حق قدس سرہ سی سنی پس دراصل تجزی کمال

مجلس تہذیب و تعلیم

خداوندی ہی یہ ہیں کہ زمانہ انکی امتحان ہے اور پیرا ہے بارادہ خداوندی
 تو پہا والا اگر اطلاق حرکت اور بارادہ خداوندی مراد ہے یعنی ارادہ خداوندی
 کی شان سے حرکت اور سکون ہے تو ایسی ارادہ کی طرف تو قصد اور حرکت ہی جائز
 نہایت ہی زیوں ہے ایسی حرکت خیالی کے سکون ہی بہتر ہے مگر ظاہر ہے
 کہ مراد معنی سابق ہی عین الیاسی کیا اندہ ہے کہ ایسے معنی مراد ہوں آخر
 فاضلہ نہ شبہ ہیں نہ عوام کے غالباً یہ عبارت محمول غلطی کا تب یا سبقت ظاہری ہے
 یا محلت جو مانع متعبر ہے اور یہ تقریر اور پیرا دو معنی مکان کے درست اور درست ہی
 معنی متعارف جو خارج میں نظر عوام میں ہیں اور نیز معنی مصطلح اہل علم مسکین رحمہم
 او حکما یعنی سطح باطن اور معنی الجبر و کونکہ مکان بہر دو معنی فی نفسہ متحرک نہیں بخلاف
 زمان کے کہ وہ متحرک ہے ہے فطو والعدا علم علیہ حض و اوزن و احکم مثل الجبر و
قسط اس شخصیت و سوچ اگر پیشہ و اردو کہ کمال نبوت کو ہی امر بسط نہیں
 بدلیل اس حدیث شریفہ کی الرکویا جزو من سبتہ و اربعین جزو من النبوة اور تمثیل و تباہ
 ساتھ حال کے جو امور کثیر بر موقوف ہے مثل حصول جمال سبب ثبوت اجتماعی اعضا ہی
 ضروریہ علیٰ نذر القیاس حصول کمال نبوت ہی الیاسی ہے کہ سبب اجتماع تمام کالات
 کے ہوتا ہے تو ہیں شبہ بدنی طور بر کران ہے کہ تجزی نبوت باعتبار زمان نبوت
 ہے مجازاً نہ حقیقتہ کہ زمان نبوت بروی روایات معتبرہ تیس سال ہی باعتبار
 زمان حیات شریفہ اور زمان رویا صالحہ جو کہ بزر از نبوت اور مبادی نبوت تھا
 وہ چہ ماہ رہا جیسا کہ اس بارہ حدیث شریفہ تم جابر الخ ثقیف الصبح میں کہہ او
 اوس کے وحی ہے دلالتہ صریح ہے اور چہ ماہ کو نسبت ساتھ تیس سال کے
 نسبت حصہ چہا الیسویں کے ہے جیسا کہ ایہ تحقیق محدثین رحمہم اللہ ہے حضرت ابن
 شہر آشواق حضرت مولانا حماد اسحاق قدس سرہ سی سنی پس راصل تجزی کمال

وہاں سے حضرت نبوت

بعضی المومنین باعتبار مصداق کے بعض مومنین: باعتبار مفہوم کے کہ ظاہر ہے کہ مومن
 اسلام اور رب ہے اور مفہوم ایمان اور ہے غرض کہ یہ سب امور مذکور مجازی میں اعتبار
 کافی ہے تطویل ضرور نہیں ایسے امور سے کار براری نہیں ہو سکتی بلکہ نگرانیہ امر
 مستلزم ہے کہ بیعت اجتماعی اعمال صالحہ سے رونق اور بہا و تصور ہے اور ظاہر ہے
 کہ سوا بقائے لواطت شے اور مبادی اور مقاطع اجزاء ارشی حرکت ہی نہیں ہیں جب
 جا کہ اجزاء ارشی بسیط ہوں گے ظاہر البطلان ہے پس معلوم ہوا کہ ایمان امر بسیط ہی
 والاد در صورت ایمان صرف قول لا الہ الا اللہ الصمد واذعان کہ جس سے ایمان
 منصف ہوا کرتا ہے کہ خیر افضل ہے اور شیعہ اعلیٰ پر جب حدیث شریف مذکور کے
 بدون ایمان دیگر امور مذکور معلومہ منصوصہ کے معتبر نہ ہوتا قابل نجات نہ ہوا حالانکہ میں
 وال لا الہ الا اللہ فضل الحبۃ مروی صحیح ہے مانتد رسن بافتہ مستحیلہ اجزاء کثیرہ کے
 بدون بیعت تالیفی اور ترکیبی کے دوبارہ حصول مطلب قیود اسباب و سبیل وغیرہ ہرگز نہ
 موثر نہ ہو بلکہ کسی خبر کی اجزاء مذکورہ سے کیونکہ من حیث الانفراد اور حکم رکھتا
 ہے اور من حیث الاجتماع اور حکم رکھتا ہے مثلاً دوبارہ اصحاب بدر رضوان اللہ علیہم
 علیہم حمین یا عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن بیعت شدہ قرار پایا ہے
 کہ اطلاق حکم جو انکی حق میں من حیث المجموع ہوا مثلاً لعل اللہ اطلع علی اہل بدر عشرہ
 جو روایات وارد صحاح میں علیٰ ہذا القیاس حق عشرہ مبشرہ میں او سکوا و من بیعتہ
 یہ ملحوظ رکھنا چاہئے نہ من حیث الانفراد دیکھنا چاہیے ایسا تھا اور پھر یہ ہے اس
 سے رحمہم اللہ جن اور حالانکہ ایمان مذکور معتبر ہے اور قابل نجات ہے پس معلوم
 ہوا کہ امر بسیط ہے مگر متعقی ہے رونق اور بہا کو جو موقوف ہے اور تکلیف غصہ نامی
 ایمان کے جو کہ مقصود میں داخل ہیں مقاصد میں بطور امور مقصودہ بالوجاہت کی نہ اصل
 تو اہم ایمان میں یہ اختلاف رویہ صالحہ کے نسبت کمال نبوت کے کہ از قبیل مقدمات اور

یعنی المؤمنین باعتبار مصداق کے بعض مواد میں باعتبار مفہوم کے ظاہر ہے کہ مفہوم
 اسلام اور ہے اور مفہوم ایمان اور ہے غرض کہ یہ سب امور کو مجازی میں سہولت
 کافی ہے تطویل ضرور نہیں ایسے امور سے کار براری نہیں ہو سکتی ہاں مگر یہ امر
 مسلم ہے کہ بیعت اجتماعی اجماع صالحہ سے رولق اور یہاں تصور ہے اور ظاہر ہے
 کہ سوا بقا نہ لو احق ہے اور مبادی اور مقاطع اجزا ارشی مرتب ہی انہیں میں جو
 جا کہ اجزا ارشی بسیط ہوں کہ ظاہر البطلان ہے پس معلوم ہوا کہ ایمان امر بسیط ہی
 والا در صورت ایمان صرف قول لا الہ الا اللہ لہدق واذعان کہ جس سے ایمان
 منہد ہوا کرتا ہے کہ خیر کا فضل ہے اور شیعہ اعلیٰ بحسب حدیث شریف مذکور کے
 بدون ایمان دیگر امور مذکور کو معلوم منصوصہ کے معتبر نہ تھا قابل نجات تھا حالانکہ میں
 قال لا الہ الا اللہ فعل الجنتہ مروی ہے مانتد رسن یافتہ مستحکم اجزا و کثیرہ کے
 بدون بیعت تالیفی اور ترکیبی کے دربارہ حصول مطلب قید اسباب و وسیلہ وغیرہ ہرگز نہ
 موثر نہ ہو بلکہ کسی جزو کی اجزا و مذکورہ سے کیونکہ من حیث الانفراد اور حکم کہنا
 ہے اور من حیث الاجتماع اور حکم کہنا ہے مثلاً دربارہ اصحاب بدر رضوان اللہ علیہم
 علیہم جبین یا عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جبین یہ عقیدہ قرار پایا ہے
 کہ اطلاق حکم جو اونکی حق میں من حیث المجموع ہوا مثلاً لعل اللہ اظہر علی اہل بدر وغیرہ
 جو روایات وارد صحاح میں علیٰ ہذا القیاس من حق عشرہ مبشرہ میں او سکودہ من بیعتہ
 یہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ من حیث الانفراد دیکھنا چاہیے ایسا اور ٹپا ہے اس
 سے رجوع الیہم جبین اور حالانکہ ایمان مذکور معتبر ہے اور قابل نجات ہے پس معلوم
 ہوا کہ امر بسیط ہے مگر منقضی ہے رونق اور بیا کو جو موقوف ہے اور تکمیل شیعہ نامی
 ایمان کے جو کہ مقصود ہیں داخل ہیں مقاصد میں بطور امور مقصودہ بالوجاہت کی نہ اہل
 قوام ایمان میں بخلاف روایہ صالحہ کے نسبت کمال نبوت کے کہ از قبیل مقدمات اور

سو لفظ ہر سبق اخیر خوش ہے کیونکہ کوئی نبوت ناقص نہیں نفس انداز نبوت سے جس میں
 پر حکیم قادر علی الاطلاق نے اندازہ کیا ہے الا باعتبار تفاوت مراتب بموجب قولہ العز
 ملک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض بسبب کمالات منقسمہ کے ہے جو اصل قوام نفس نامیہ
 نبوت میں داخل نہیں بلکہ امر آخر ہے یا ز قبیل سوال بق نعم اور لاحق نعم ہے پس بہر
 حال شوق اول یعنی منقسمہ مراد ہے محمول الکلام یعنی ہر نبوت فی نفسہ کامل ہی جاتی
 ہے نہ ناقص نہ منجز کمالات کے ہے نہ از زمرہ نقصانات مآل ہر دو مافی واحد ہی پس
 حاصل مطلب یہ ہوا کہ نبوت جو ایک کمال ہے وہ ایک المیہ سبب ہے تجزیہ پذیر نہیں
 فی نفسہ یعنی اصل منقسمہ قوام ہستیہ میں گویا اعتبار کسی امر خارجی کے جو کہ ذخیل ہیں مفصلہ
 میں بطور امور مقصودہ بالوجاہت واسطہ از دیا درونق اور بہار اور ترقی اور تیش
 کے تجزیہ پذیر کر کے خوشدلی بطور طفل تسلی حاصل کیا وے مگر روایا صالحہ کو اس
 مطلب سے بے حاصل و منازل و رین کیونکہ از قبیل صبادی ہیں اور نکال تو دخل ہی
 نہیں اس قسم کی تجزیہ مذکور میں پس تجزیہ روایا صالحہ سے تجزیہ نبوت ہرگز لازم نہیں
 آتی اور حالانکہ تجزیہ روایا صالحہ ہی دراصل نہیں بلکہ تجزیہ زبان روایا صالحہ ہی
 اور تجزیہ خاتمیت تو کہاں جو جو ہے درجہ میں ہے کیونکہ اول درجہ تجزیہ زبان
 دوم تجزیہ روایا صالحہ سیم تجزیہ نبوت چہارم تجزیہ خاتمیت اور قطع نظر اس
 سے غرض تجزیہ نبوت سے تعدد اور تکرار نبیا رہتا اور تعدد انبیاء سے تعدد خواہم جو
 مطلب اہل اشتیاد ہے سو بالفرض بضرر محال ہے صورت تسلیم تجزیہ نبوت تجزیہ
 خاتمیت جو حسب زعم او ملکی مستلزم اور مستوجب ہے تعدد خاتمیت اور تکرار خواہم
 کو ملاحظہ اسکی کہ آخر ذکر نبوت خاتمیت کا ہے تب بھی اسکا حصول محال ہے بموجب ان
 دلائل کوئل اور جلیل کے جو آراء متبادرہ انتہاء کو پہنچا کر کہ امتیاز قسطنطین شیخون متعلی افروغی و فرنا
 ہر کوئی زبردہ عقلی نہیں کہ انبیاء کثیر ہوں تو خاتمیت کثیر ہوں کیطابق فی قافزہ ادبائہ الالہیہ انداز

سو لفظ ہر سق اخیر حی و ش ہے کیونکہ کوئی نبوت ناقص نہیں نفس انداز نبوت سے جس میں
 ہر حکیم قادر علی الاطلاق نے اندازہ کیا ہے الا باعتبار تفاوت مراتب بموجب قولہ تع
 ملک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض یہ سبب کمالات منقسمہ کے ہے جو اصل قوام نفسانیہ
 نبوت میں داخل نہیں بلکہ آخر ہے یہ از قبیل سوال بق نعم اور لاحق نعم ہے پس بہر
 حال شوق اول یعنی صنفہ منجہ مراد ہے حصول الکلام یعنی بہ نبوت فی نفسہ کامل یعنی
 ہے نہ ناقص جو پنجہ کمالات سے ہے نہ از زمرہ نقصانات مآل ہر وضعی واحد ہی پس
 حاصل مطلب یہ ہے کہ نبوت جو ایک کمال ہے وہ ایک امیر سبط ہے تجزیہ پذیر نہیں
 فی نفسہ یعنی اصل نسخ قوام مابینہ میں گویا اعتبار کسی مخرجی کے جو کہ داخل ہیں مفاد
 میں بطور امور مقصودہ بالوجاہت واسطہ از دیا درونق اور بہار اور ترقی اور کمال
 کے تجزیہ کی تجویز کر کے خوشدلی بطور طفل تسلی حاصل کیا و بے مگر رویا صالحہ لو اس
 مطلب سے بجا اصل و منازل و درجہ میں کیونکہ از قبیل مبادی میں او نکالو دخل ہی
 نہیں اس قسم کی تجزیہ مذکور میں پس تجزیہ رویا صالحہ سے تجزیہ نبوت ہرگز لازم نہیں
 آتی اور حالانکہ تجزیہ رویا صالحہ ہی دراصل نہیں بلکہ تجزیہ زبان رویا صالحہ ہی
 اور تجزیہ خاتمیت تو کہاں جو جو ہے درجہ میں ہے کیونکہ اول درجہ تجزیہ زبان
 دوم تجزیہ رویا صالحہ سوم تجزیہ نبوت چہارم تجزیہ خاتمیت اور قطع نظر اس
 سے غرض تجزیہ نبوت سے تعدد اور کثرت انبیاء رہتا اور تعدد انبیاء سے تعدد جو انہم جو
 مطلب اہل اشتیاد ہے سو بالفرض البفرض محال ہے تعدد تسلیم تجزیہ نبوت تجزیہ
 خاتمیت جو حسب از عوم او کی مستلزم اور مستوجب ہے تعدد خاتمیت اور کثرت جو انہم
 کو غبطہ اسکی کہ آخر ذکر نبوت خاتمیت کا ہے تب ہی اسکا حصول محال ہے بموجب ان
 دلائل کوئل اور جلال کے جو از ابتدا ہر انہما مذکور ہو چکی کہ دستی مہر قسطنطین شیخون و مسلمانی اقربان و
 دلائل کوئی ضروری عقلی نہیں کہ انبیاء کثیر ہو تو خاتمہ ہی کثیر ہوں کہ خطابی فافہمہ و احادیث الالہیہ و احادیث

وہی نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہما السلام کے اس واسطے کہ ایسا وجود انوکھا
 مورثہ شکر کے طور پر اور وقت مذکورہ نہیں والا تعریف خاتم اضافی بالغ نہیں رہتی اسو^{سطہ}
 کہ کوئی شے لازم اور خصائص یکساں سے ہرگز سیراستہ نہیں ہو سکتی اور اپنی افراد کو اپنی
 لازم کی پیرائگی سے فائز نہیں ہو سکتے دوسرے اور چوتھے نہیں ہو سکتے اور ہر گاہ کہ
 یہ امر عموماً تو خواہ مخواہ جامع اور بالغ ہونا چاہی پس لغو ہو گئی تقریر عبارت دفع الوسول
 کے جو قابل ہوئی تھی صدق خاتمیت اضافیہ کو اور ذات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کیونکہ
 وہ عبارت مذکورہ خود قابل شہرہ نہیں تھی بلکہ ہو چکی ہے تعریف خاتمیت اضافیہ میں اور
 لزوم استیصال خلاف قرار داد کا اور صورت تسلیم خاتمیت اضافیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 خواہ قبل نزول از آسمان خواہ بعد از ان بہر صورت علاوہ برین ہے اسلامی کہ قرار داد
 خواہ خاتمیت نہ تھی خواہ خاتمہ سجدہ اور علی بن ابی القیاس بموجب اس تحقیق کے یہ نہ شہدہ اس قسم کے
 سب لغو اور یوچ ہیں مثلاً یہ شہدہ کہ زمانہ لو بعد ختم نبوت بھی باقی ہے پس اگر یہ مراد ہے
 ختم نبوت سے کہ بعد از ختم نبوت یعنی بعد از طہور خاتم النبیین تب تو صحیح ہے مگر کچھ مفید
 مطالبہ نہیں کہ ظاہر ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ بعد از ختم نبوت تو غلط ہے اسلامی کہ یہ
 نبوت خاتمیت مستقر ہے تا قیام قیامت کیا بلکہ بعد از دخول جناب نبی و سکون خاتم النبیین
 مگر یہ امر مانع فیہ سے لگا وہ نہیں کہ بتناجوا فی افراد کے کہ ظاہر ہے والا اگر اشتہار
 نبوت مراد ہے جو ہم معنی نہیں ہے تو باطل ہے کہ یہ سب امور خلاف عقیدہ اسلام ہیں
 اور اگر یہ معنی مراد ہیں کہ ختم نبوت کیا معنی کہ اور خاتم انبیاء کی نبوت بوجود و طہور اس
 نبوت خاتمیت حقیقی کے تمام ہو چکی یعنی اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اور انبیاء قدیمین
 سے باد صفت مستصف ہوئی اور انکی کے ساتھ وہ صفت نبوت کے اشتہار احکام و انکی شہرت
 کا جو عبارت سے نسخ ہے تو یہ امر مسلم النبوت ہے پس عکس علی اہل و عاقل لازم تھا ہے
 کہ ظاہر و باہر ہے پس ایسی صورت میں تقابیر زمان کو بعد وفات شریف خاتم النبیین صلعم

وہی نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہما السلام کے اس واسطے کہ ایسا وجود ان کا
 مورثہ شکر کرتے مگر وہ اور قسمت مگر وہ نہیں۔ والا تعریف حاتم اضافی بالغ نہیں ہستی اسو^{سط}
 کہ کوئی شے لازم اور خصائص بچانے سے ہرگز نہیں آسکتی اور اپنی افراد کو اپنی
 لازم کی پیرائگی سے فائز نہیں ہونے دیتے اور جو ٹھہرتے ہوئے اور ہر گاہ کہ
 یہ امر ہو تو خود انھوں نے جامع اور بالغ ہونا چاہی پس یہ ہو گئی تشریحات و دفع الوسا^ط
 کے جو قابل ہوں ابی صدق خاتمیت اضافہ کو اور ذات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کیونکہ
 وہ عبارت مگر وہ خود قابل شرط نہیں بنی کی ہو گئی ہے تعریف خاتمیت اضافیت میں اور
 لزوم استیجاب خلاف قرارداد کا اور صورت تسلیم خاتمیت اضافیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 خواہ قبل از قول از آسمان خواہ بعد از ان بمرصورت علاوہ برین ہے اسلئے کہ قرارداد
 خاتمہ شے ہے نہ خاتمہ منجہ اور علیٰ القیاس بموجب اس تحقیق کے یہ شہادہ اس قسم کے
 سب لغو اور بوجہ ہیں مثلاً یہ شہادہ کہ زمانہ کو بعد ختم نبوت ابی باقی ہے پس اگر یہ مراد ہے
 ختم نبوت سے کہ بعد از ختم نبوت یعنی بعد از ختم انبیاء و خاتم النبیین تباً تو صحیح ہے مگر کچھ مفید
 مطالبہ نہیں کہ ظاہر ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ بعد از ختم نبوت تو غلط ہے اسلئے کہ یہ
 نبوت خاتمیت مستحضر ہے تا قیام قیامت کیا ملکہ بعد از ختم نبوت ابی و اسکو اختتام نہیں
 مگر یہ امر بالحق فیہ سے لگا دہنیں کہ بتا بخلاف افراد کے کہ ظاہر ہے والا اگر اشتہاد
 نبوت مراد ہے جو ہم معنی نسخ ہے تو باطل ہے کہ یہ منسب امور خلاف عقیدہ اسلام میں
 اور اگر یہ معنی مراد ہیں کہ ختم نبوت کیا معنی کہ اور تمام انبیاء کی نبوت وجود و ظهور اس
 نبوت خاتمہ حقیقی کے تمام ہو گئی یعنی اور کوئی نبی نہیں آسکتا اور اور نبی یا رقیع میں
 سے باد صفت ہوئی اور کی کے ساتھ وہ وصف نبوت کے اشتہاد و احکام و انکی شریعت
 کا جو عبارت سے نسخ ہے تو یہ انہی نبیوں کے لیے نہیں غرض اہل ادوار لازم آتا ہے
 کہ ظاہر و باہر ہے پس ایسی صورت میں انقباض زمان کو بعد از وفات شریفہ خاتم النبیین صلعم

آدم علیہ السلام و آخر ہم صلح فقط پس اصرار العباد شیخ محمد تہانوی کہتا ہے جانتا چاہئے
 کہ اکثر قسماً سو فیصد جنس قسطاس میں تو بیعت میں اسکی جڑ کٹ گئی لیکن تاہم حق تعالیٰ
 کہو لعل تو الف لام خاتم النبیین میں اس قدر اقی ہی نہیں ہے کہ ظاہر ہے کہ خود آنحضرت
 اپنی تو بیعت میں اور وہ اس الف لام سے خارج ہیں ورنہ خاتمۃ النبی للشیخ لنفسہ لازم آتی ہے
 اور مطلب اضافتہ لہو ہوتا ہے۔ اس سے قطع نظر لفظ النبیین واقع فقرہ و لکن رسول السر
 و خاتم النبیین آیتہ خاتمۃ میں الف لام مذکور واسطہ عہد کے نہیں بلکہ واسطہ استغناء
 کے ہے جس پر دلائل قطعیہ لفظ صواعق ساریہ اندر زمین چنانچہ خود وہ دلیل جو موید مطلب
 مدعی اول الانبیاء و آدم و آخر ہم بتایا محمد صلح ہے وہ جاری ہی مطلب کی موید ہے
 اس واسطی کہ نظراً الانبیاء میں الف لام عہد کا نہیں بن سکتا بوجہ لازم آئے اس لئے
 علی المطلوب کے یعنی دعویٰ عین دلیل ہے کہ دعویٰ اور دلیل میں دونوں میں الف لام عہد کا
 ہے اور بر ضرور ہے کہ دلیل اصلی اور دلیلی جو دعویٰ کے سے یہ ادنیٰ امر ہے واسطی اخبار
 سہل گری کے دعویٰ اور دلیل میں جو مانع ہو مصادہ و غیرہ سے اس واسطی کہ عبارت
 مذکورہ کتب عقائد میں کوئی سرافقت نہیں الف لام عہد پر پس ہر دو متساوی الاقسام
 ہو کہ متہافت میں پس متعین ہو مانع فیہ میں لام استعراق کا اور قطع نظر اس سے جو اور
 استحکام لازم آئے ہیں وہ علاوہ میں از انجا اگر مراد انبیاء و طبقہ ارض علیا ہے ہوں تو
 یہ طبقات سابقہ میں بشرط ضرورت انبیاء و اول نبی جو آدم کریم کے کتب عقائد
 میں یہ ہی آدم خلیفہ ارض علیا میں یا کوئی ای نہیں یا اور کوئی ہی جو دفع ضرور ہو
 اگر کوئی نہیں باوصف ضرورت کے نوبہ امر شرعاً باطل ہے باکا رد وانی اور عقل سے
 لی موافق تحقیق حسب انبیاء کی کہ جو قول معتبر ہی میں جانا کہ کمال الاعجاز و غیر میں ہی جیسا کہ
 اصل سونے کو پڑھائی شخصیت کی کہ میں وہاں کہ خدا ہم قبول تحقیق نہیں لادنی
 کے اور اس کے نتیجہ میں ضرور کے علی نہ رہتا میں

آدم علیہ السلام و آخر ہم صلح فقط پس احقر العباد شیخ محمد تہا نوری کہتا ہے جانتا چاہئے
 کہ اکثر قسماً سو فیصد جنہوں نے قسط اس سے تو قطعاً من اسکی چکرٹ لگی لیکن تاہم مختصر سنا چاہئے
 کہ اصل تو الف لام خاتم البینین میں اسفراقی ہی نہیں ہے کہ ظاہر ہے کہ خود آنحضرت
 اپنی توہنی میں اور وہ اس الف لام سے خارج ہیں ورنہ خاتمیت الشی لنفسہ لازم آتی ہے
 اور مطلب خاتمیت لفظ ہوتا ہے۔ اس سے قطعاً نظر لفظ البینین واقع فقرہ و لکن رسول اللہ
 و خاتم البینین آیتہ خاتمیت میں الف لام مذکور واسطہ عہد کے نہیں بلکہ واسطہ استخرا
 کے ہے جس پر دلائل قطعیہ لفظ صواعق سبب انداز میں چنانچہ خود وہ دلیل جو بموجب مطلب
 دعویٰ اول الانبیاء و آدم و آخر ہم بتبایا محمد صلح ہے وہ ہماری ہی مطلب کی موید ہے
 اسواسطی کہ لفظ الانبیاء میں الف لام عہد کا نہیں بن سکتا بوجہ لازم آئے صواعق
 علی المطوب کے یعنی دعویٰ عین دلیل ہے کہ دعویٰ اور دلیل میں دونوں الف لام عہد کا
 ہے اور بر ضرور ہے کہ دلیل اصلی اور واضح ہو دشواری سے یہ اولی امر ہے واسطی اخبار
 سہم گئی کے دعویٰ اور دلیل میں جو مانع ہو مصداقہ وغیرہ سے اسواسطی کہ عبارت
 مذکورہ کتب عہد میں کوئی سرختم نہیں الف لام عہد پر پس ہر دو متساوی الاقسام
 ہو کہ بہت ہفت ہیں پس انھیں ہم مانع فیہ میں لام استخراق کا او قطعاً نظر اس سے جو اور
 استحالة لازم آئے ہیں وہ علاوہ میں از انجاء اگر مراد انبیاء و طبقات علیا ہے ہوں تو
 یہ طبقات سابقہ میں بشرط ضرورت انبیاء و اول نبی جو آدم کریمت ہوئی کتب عقاید
 میں یہ ہی آدم خاتمہ ارض علیا میں یا کوئی ہی نہیں یا اور کوئی ہی جو مانع ضرور ہو
 اگر کوئی نہیں یا و صف ضرورت کے نوبہ امر شرعاً باطل ہے یا کارروائی اور عقل سے
 لی وافی تحقیق حسب التفسیر کہ جو قول متبرہا میں یا نہیں چنانکہ کمال الانجان و بغیر میں ہی ہے جس کا
 مد سونیں بلکہ کوہی تحقیق نہیں کی نہیں کی کہ ہونا خدا نام قبول تحقیق نہیں یا نوری
 سے انکار ہے کہ نہیں ضرور سے علی نذر انبیا میں

حضرت کے اور شفاعت کبریٰ جو عبارت سے نجات دہی تمامہ خلق سے کہ جب تکی تھا
 تمام انبیاء علیہ السلام کو یہ انقیام یا بست خاتم النبیین صلعم سبر و کردیگی جو خود ہر ہے
 نقشہ عامہ کا جو شامل ہے کل افراد الایق شفاعت کو بلا تخصیص افراد طبقہ علیہ صاف
 تا یہ ہے واسطی عموم احبتہ کا کہ کے والا تخصیص شفاعت جو عبارت سے ہے شفاعت
 صفی سے جو اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو واسطی اپنی اپنی امت کی خلق قدر
 المراتب اور نیز واسطہ امت محمدیہ کے فیما بین اونکی شفاعت نہ گئی مثل علما و شہداء
 و صلحا و خطاط و غیرہ جو ثابت بالنصوص ہے واسطی حضرت خاتم النبیین صلعم لازم
 آتی ہے یہ کیا معنی موجب افتخار ہے اس واسطہ کہ شفاعت قاسمہ موجب افتخار اور امتیاز
 نہیں اور یہ شبہ کہ ہر گاہ ہر ایک اپنی اپنی امت کے قبیح ہوئی تو پھر آنحضرت صلعم کی عموم
 احبتہ کیسی تصور ہو سکتی ہے بدینطور زایل ہے کہ یہ کچھ ضرور نہیں اس واسطہ ہر ایک فرد کے
 بلا واسطہ بذات شریف خود متکفل ہوں یہ ہر تو واسطی اپنی اپنی امت کی ہی نہیں مراد ہی
 بلکہ مراد اس سے عموم لیاقت و شیوع صداقت شفاعت مراد ہے کہ جسکی بدولت اور
 انبیاء اپنے ہی بہرہ شفاعت واسطی نجات اپنی اپنی امت کی حاصل کیا یہ سی حق
 اور مطلب شفاعت کبریٰ ہے یعنی ہر گاہ بڑی بڑی دنیا و مریسلین اولوالعزم دست
 بردار ہو گئی تو آنحضرت صلعم اس ملکہ عظمیٰ سے عموماً سب کو اپنی شفاعت سے نجات دلا دیگی
 پھر اگر کہ کشائی کے اور انبیاء و مریسلین بالخصوص اپنی اپنی امت کے جراحہ مخصوصہ سے
 بذریعہ شفاعت اپنی کے نجات دلا دیگی پس یہ مطلب قرآن و حدیث کے قوافل کا ان
 خصوصاً اسکی بر خلاف ہے خافہم اذا تجلہ مثلاً حدیث ارسالت الی الخلق کافیہ یکلام
 محل طرح اور ثناء و ارتقار میں صادر ہوئی ہے اثر اور ظہور اور غائبہ و سکا شفاعت کبریٰ
 ہے جو رقیامت ہوگا علی رؤوس الاسماء و بر سر صحیح اولین اور آخرین مخلوق تمام طبقات
 کیا بلکہ ساری مخلوق خدا حاضر ہوگی پس بصورت عہد حسب ضرورت ان عین تخصیص

برصفا کے اور شفاعت کبریٰ جو عبارت سے نجات دہی تمامہ خلق سے کہ جسکی تمام
 تمام انبیاء علیہم السلام کو یہ اقیام درست خاتم النبیین صلعم سبر و کردگی جو مذکور ہے
 نعتہ عامہ کا جو شامل ہے کل افراد لایقی الشفاعت کو بلا تخصیص غیر وظیفہ علیہ صاف
 ناسیکہ ہے واسطی مجموعہ حقیقہ کا کہ کے والا تخصیص شفاعت جو عبارت سے شفاعت
 صغریٰ سے جو اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو واسطی اپنی اپنی امت کی خلق قدر
 اہم اتہ اور نیز واسطہ امت مجموعہ کے فیما بین اونکی شفاعت کا کہ جسکی مثل علما و شہداء
 وصلی و عطا وغیرہ جو ثابت بالنصوص ہے واسطی حضرت خاتم النبیین صلعم لازم
 آتی ہے یہ کیا معنی موجب افتخار ہے اسواسطہ کہ شفاعت قاسرہ موجب افتخار اور نبی
 بنین اور یہ شہد کہ ہر گاہ ہر ایک اپنی اپنی امت کے تشفیع ہوئی تو پھر حضرت صلعم کی عموم
 حقیقہ کیسی تصور ہو سکتی ہے بدینطور زایل ہے کہ یہ کچھ ضرور بنین کو اسواسطہ ہر ایک فرد کے
 بلا واسطہ بدلت شریف خود متکفل ہوں یہ اسر تو واسطی اپنی اپنی امت کی ہی بنین مراد ہی
 بلکہ مراد اس سے عموم لیاقت و تشفیع صلاحیت شفاعت مراد ہے کہ جسکی بدولت اور
 انبیاء کے ہی یہ رتبہ شفاعت واسطی نجات اپنی اپنی امت کی حاصل کیا یہ نہی حتمی
 اور مطلب شفاعت کبریٰ ہے یعنی ہر گاہ بڑی بڑی انبیاء و مرسلین اور انہم درست
 بردار ہو گئی تو آنحضرت صلعم اس بلکہ غلطی سے عموماً سب کو اپنی شفاعت سے نجات دلا دیگی
 پھر اگر کہ کشائی کے اور انبیاء و مرسلین بالخصوص اپنی اپنی امت کے جراحیم مخصوصہ سے
 بزرگ شفاعت اپنی کے نجات دلا دیگی پس یہ مطلب قرآن و حدیث سے قوافل کران
 خصوصاً اسکی بجزلاف ہے خافیم اذ انکلمہ مثلاً حدیث ارسلت الی الخلق کافۃ یہ کلام
 محل طرح اور ثناء اور افتخار میں صادر ہوئی ہے اثر اور ظہور اور غایتہا و سکا شفاعت کبریٰ
 سے جو روقیامت ہوگا علی رؤوس الالہیہا و بر سر حجج اولیین اور آخرین مخلوق تمام طبقات
 کیا بلکہ ساری مخلوق خدا حاضر ہوگی پس بصورت عہد حسب موعودہ ناعلم تخصیص

شامل ہے انبیاء اور غیر انبیاء کو ملکہ تمامہ کائنات کو بحسب حال اولیٰ کہ حسبک منتشر
 قولہ لحم ومارسلناک الذی رحمۃ اللعالمین ہے پس باوصف ایسے رتبہ اور شان کے
 تخصیص ثقیلہ اور تخصیص خفیفہ ساتھ طبقہ عالیہ ارض علیا یک تخت خلاف روتہ دین اور
 و شیر عقل و آئیں ہے سوائی تیر عقلی اور کوڑہنی کے اور کچھ ہنن سچا جاتا معط
 و السرا علم قسطا **سبب شصت و ہفتم** از انجاء موجب موعوم زاعمین اگر لازم لفظ نبیین
 آتیہ نبوت السرا نبیین مبشیرین و منذرین بطور عہد مختص کیا جاوی ساتھ انبیاء
 طبقہ ارض علیا کے تو انبیاء طبقات سافلہ مبشیرین اور منذرین ہوں اس واسطی
 کہ حال از قبیل قیوت ہوتا ہے جو مفید ہوتا ہے احراز کو غیر سے جو باعث خصوصیت ہے
 یعنی یہ ہر دو وصف اشارہ اور زکارت دراصل خاصہ لازمہ ہے انبیاء کا اگرچہ عرفا
 الظہر پر لڑہ غیر انبیاء سی ہی تبشیر اور انداز ہوتا ہے اور بموجب موعوم مذکور خاصہ
 اصلی انبیاء طبقہ علیا سی کا ہے اور اس مفہوم مخالف کی اعتبار کرنے کو کہ انبیاء طبقات
 سافلہ مبشیر اور منذرین چونکہ شایع زالیج ہے کوئی امر مانع ہنن اور بالضرر اگر مانع
 ہو تو بدلیل موعوم زاعمین خود یہ نہیں موعوم ہے مانع ہنن اسلئے کہ قید کا مطلق
 عقید کی ہونا پر ضرور ہے یعنی حال اور ذوالحال کا درباب تخصیص و تعیم پس گویا مراد یہ ہے کہ یہ
 ہی انبیاء موعوم دین مخصوص ہیں ساتھ اس وصف مذکور کے لا غیر فافہم پس اگر کوئی امر مانع ہی
 ہوتا قطع نظر اس سے کہ خبرکیات و کلمات میں اعتبار مذکور شمشعی ہے یا ہنن پس وہ بوجہ
 استثنا اس خبر کی خاص کے کلمہ سے تباہید اس کلمہ مامر عام الاوقد خص کلمہ البصیر
 اکثر یہ ہے مانع ہنن ورنہ بہر ہننا نہ کاریمہ عذر ہے کہ نقص سکتا ہے وصف تبشیر اور
 انداز سے نسبت انبیاء طبقات سافلہ کی استیلا و فتیکہ نبوت ہر دو وصف ہر دو اسطہ
 انبیاء طبقات سافلہ ثابت نہو کسی اور ایسی ہی نقص سے یادست برداری ہو نبوت خاصہ
 لازمہ ذوات حضرات انبیاء و علیہم السلام بعض افراد اولیٰ سے اور قیال ہوا انکار خاصہ

قسطا سبب شصت و ہفتم

صرف نافذ رحمتہ للعالمین کے تعبیر فرمایا بدون کسی ایسی لفظ کے جو ہم پر یہ لفظ بشیر اور
 نذیر کے پس واضح ہو گیا کہ بعثت آنحضرت صلعم کی حسب انداز سر مخلوق کے تمام مخلوق
 پر قسم کو ساری خدائی میں شامل ہے چنانچہ قصہ ستون کشانہ اینٹیں اور سکی یعنی آواز
 شبیرہہ کی یہ بھی کہ اور تسلیہ آپ کی بہ نسبت اور سکی وقت خطبہ منبر سے اتر کر سب
 ہی نے یہ ہاتھ لکھا ہے خصوصاً جو علماء و خادموں حدیث شریف میں ہیں واضح ہوا کہ ان کے لئے
 آیات و عنین پر گزرتھا رض نہیں فافہم ولا توہم از انجاء علی هذا القیاس تعارض کا دعوہ کیا ہو
 حدیث بعثت الی الخلق كافة میں اور آیتہ یا ایہا الناس ان رسول الیکم حبیباً الذی الیہ
 میں بوجہ مذکور اور بوجہ اس کی کہ اس لائق خطاب اور جواب کی ہیں باقی اہل ادب افراد کو حسب قیاس
 اس کی یہ فرض کیا ابی رسالتہ کا قہ ہے اور رحمتہ عامہ تامہ سے حاصل ہے پس در صورت
 لام حدیث مذکور اناس میں اور العالمین اور الخلق میں اور اسوای اس کی ایسی مواضع
 میں شرف رتبہ خاتم النبیین صلعم پر گزرتھا نہیں کیونکہ یہ قابل اس خطاب کی نہیں کہ ہم
 وزن و ہم بلکہ لقبہ عامہ اور رحمتہ تامہ ہو جو یہ دو امر مثل دو بازو طائر بعثتہ خاتمتہ
 ہیں کہ بدون ایک کی ہی قابل پرواز نہیں طعمہ و لحمہ سائیز ہے اور قطع نظر اس سے شرط
 اس رتبہ عالمی کی جو موعودہ بوعده الہی جانشانہ تبصیر حیات ثبات ہے مائیدایات و
 اخبار و آثار و اتفاق امتہ ہے اور یہ کہ یہ کہ ہر گاہ حضرت نوح علیہ السلام کے
 باوصف اولوالعزمی کے بہ نسبت حضرت آدم علیہ السلام ظہور دعوت ہوا کہ جسکی
 سبب سے تمام مخلوق عرفا بپہلی سوای بیانیہ شیخ اور خیر استخوان بہ ایم اور جنت
 پر بطور نجات ثباتی صادق مطلب رحمتہ للعالمین کا تو یہ حال ہوا علی هذا القیاس بعد
 حضرت آدم جہاں ان کو بت امتحان سبب قات افراد نبی آدم وقت احکام نہ پہنچی
 الا انک الوعظ انبیا میں سے تھے اگر پہنچی تو بالآخر فرار و خوف و حوصلہ اور استعلا سے
 یہ کام دیتی سوا اہل ہے کہ حضرت نوح کی اولوالعزمی کو پر گزرتھا بدلیل شرعی قولہ

وہو
 انک
 انک
 انک

ہی اونکی ساتھ منقسم ہو جاویں بعض صورتوں میں علی حسب قابلیت مقام تاکہ استیجابات
 شرعی و حکم علی بہرہی شرعی لازم نہ آ جاویں مانند قولہ لکم الیٰ مصطفیٰ علی
 النساء العالمین میں جو کہ حضرت مریم علیہا السلام نازل ہوئی قرینہ شرعی قایم ہے
 لہذا الف لام واسطہ خبر کے ہے وہ معبود اہل زمان مریم علیہا السلام میں با تفاق
 مفسرین تاکہ لازم نہ آویں فوقیت اور برتبات آنحضرت صلعم کے اور او بر او ان
 ازواج طاہرات کی جو دار دنیا میں ازواج ہوئیں اسلیٰ کہ حضرت مریم علیہا السلام
 داخل سبک ازواج دار آخرت میں ہوئی نہایت کاریہ ہے کہ سمسور و پھر تہ ازواج
 طاہرات ہوں فالق تو آون سے ہوں لکیریمہ یا النساء النبی استن کا حد من النساء
 جیسا کہ نسار اسرائیل تہ میں معبود ہیں نسار طبقہ ارض علیا کے بلکہ تمہ ان سے فالق ہو
 مانند العالمین کو کہ محفل ہے کہ مریم علیہا السلام سے ازواج ننظر مذکور فالق نہیں
 مگر ہسری میں تو کلام ہی نہیں بخلاف حضرت عائشہ صدیقہ رضیہ وجب حدیث تفسیر
 بخاری شریف کل من الرجال کثیر ولکم کل من النساء الا آسیہ ویم بنت عمران و
 فضل عائشہ علی سائر النساء بفضل الشریکہ علی سائر الطعام طاہر ہے فصاحت حضرت
 عائشہ رضیٰ اور حضرت مریم کی اور عموماً کہ یہ کنتم خیر امتہ اخیرت للناس میں جو کہ
 سطیٰ فیہا ہے وہ ہری پس نفلاً و محلاً فیضیت واضح ہو گئی لہذا ضرور اور واجب ہوا
 لام عہد جاننا ابن تہ میں علی بذالقیما فضیلت حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت
 فاطمہ الزہراء میں جو کہ آیات و اخبار و آثار عموماً و خصوصاً وار د ہیں سو وار د ہیں علی ہذا
 اور نہ دہند حضرت آسیہ اور حضرت مریم ہی آخرت میں سبک ازواج مطہرات میں
 داخل ہو گئی تب ہی حضرت عائشہ رضیٰ فضل کو تہ پہنچیں گے بدلیل کہ یہ کنتم خیر امتہ
 اسلیٰ کہ اول تو ر و لون یہ زمرہ خیر امتہ سے نہیں ویم ہوا کہ حضرت عائشہ کی حق میں
 حدیث فی ہر قرتہ من ہریر موجود ہے بخاری شریف میں کہ ہریر ہریرین حضرت صلعم

ہی اور انکی ساتھ منظم ہو جاویں بعض صورتوں میں علی حسب قابلیت مقام تاکہ استجابات
 شرعی و حکم علی بہرہی شرعی لازم نہ آجاویں مانند قولہ لہم الیٰ اصطفین علی
 النساء العالمین میں جو کہ حضرت مریم علیہا السلام نازل ہوئی قرینہ شرعی قایم ہے
 لہذا الف لازم واسطہ عہد کے ہے وہ معبود اہل زمان مریم علیہا السلام میں باتفاق
 مفسرین تاکہ لازم نہ آوی فوقیت اور برتبات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اوپر اور ان
 ازواج طہرات کی جو دار و دنیا میں ازواج مہکین اسلامی کہ حضرت مریم علیہا السلام
 داخل سبک ازواج دار آخرت میں ہو گئی نہایت کاریہ ہے کہ مسطورہ پھر تہ ازواج
 طہرات ہوں فالق تو ان سے ہوں مکرمہ یا النساء النبی استن کا حد من النساء
 جیسا کہ نساء اسرائیل تہ میں معبود ہیں نساء طبقہ ارض علیا کے بلکہ تم ان سے فالق ہو
 مانند العالمین مذکور کے محفل ہے کہ مریم علیہا السلام سے ازواج بنظر مذکور فالق نہیں
 مگر ہمیں ہی میں تو کلام ہی نہیں بخلاف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو حدیث تفسیر
 بخاری شریف کمال میں الرجال کثیر و کم کل من النساء الا آسیہ ویم بنت عمران و
 فضل عائشہ علی سائر النساء افضل الشریط علی سائر الطعام ظاہر ہے فصلیت حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مریم کی اور عموماً کہ یہ کثرت خیر امتہ آخرت للناس میں جو کہ
 سب فضیلت ہے ظاہری پس فضل و مجلاً فضیلت واضح ہو گئی لہذا ضرور اور واجب ہوا
 لام عہد جاننا ابن تہ میں علی بذالقیاض فضیلت حضرت خدیجہ الکبریٰ اور حضرت
 فاطمہ الزہراء میں جو کچھ آیات و اخبار و آثار عموماً و خصوصاً وارد ہیں سو وارد ہیں علی بن
 اور نہ ہند حضرت آسیہ اور حضرت مریم ہی آخرت میں سبک ازواج مطہرات میں
 داخل ہو گئی تب بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کہ پہنچیں گے بدلیل کہ یہ کثرت خیر امتہ
 اسلامی کہ اول تو درون یہ زمرہ خیر امتہ ہے انہیں دویم یہ کہ حضرت عائشہ کی حق میں
 حدیث فی سترتہ من ہر پر موجود ہے بخاری شریف میں کہ ہر جہر میں حضرت صالحہ

سب انبیاء ہی متاخر الوجود ہیں ساتھ تاخر زمانی کے نہ مکانی کی اور نہ باعتبار صرف
 شرف رتبہ کی جیسا کہ تو سمجھا بعض فضلا کو جو فوقيتہ دینی میں شرف رتبہ کو اور شرف
 تاخر زمانی کی بلکہ فی الواقع شرف شرف زمانی ہے بالاصالتہ بسبب امکان عجا
 ہر دور تہ کے پس کچھ ضرورت اور احتیاج نہیں طرف آخر شرف رتبہ کی بلکہ خوف
 ہے مقصود اصلی کو جو شرف تاخر زمانی ہے اگرچہ فی نفسہ شرف تاخر زمان نہیں مگر
 ہر گاہ معتبر شرعی ہوا بطور ظرف منظوفت اور بشرط مشروط جو یہ تہہ ترکیبی ملازمہ
 غیر منفک ہے بدوں اس کی ظہور اس کا نہیں کچھ کی ساتھ خود صاحب رتبہ الیقار
 اپنا کیا سخن الاخر ان السابقون جسکا شاہد ہے تو شرف رتبہ جو اصل تھا وہ بغیر
 تاخر زمانی کے جو زمانہ معتبر رہا تا فہم پس یہ قول کہ جائز ہے کہ ہمہ خواتم تہہ طہیات
 ساغلمہ پیشتر وجود خاتم النبیین طبقہ ارض علیا سے صلوات گزرجکی ہوں اور تابع تہہ تحت
 محمد تہ ہوں باطل ہے بموجب اس فقرہ لما اتیکم من کتاب و حکمتہ کے اسلحی کہ او کی ساتھ
 کتاب اور حکمتہ یعنی دانش جو زیادہ بر اصل مطلب کتاب سے ثابت ہوئی کسی یا مرفوع ہوں
 اور کسی یا پس ایک ان دونوں میں سے کسی ثابت ہو گیا کہ وہ خواتم تہہ مرفوعہ تھی بل
 انبیاء گذشتہ میں داخل تھی جو حسینا کہ اور انبیاء علیہم السلام گذرجکی اپنی اپنی کتاب اور
 حکمت کے ساتھ اور خاتم النبیین صلعم میں کچھ دخل نہ کرتی تھے ویسی خواتم تہہ
 ہی گذرجکی اور کچھ دخل نہ کرتی تھی خاتمہ میں نہ حالانہ مالانہ حقیقتہ نہ اضافتہ اسلحی
 کہ تان ماضی کے زمانی زمان حال اور زمان استقبال کے زمان ہوں کے ساتھ ہرگز
 مجامع نہیں ہو سکتی قطع نظر اور استیجابات شریعت و قیمت ابتدائی مذکورہ قساطر میں سالانہ
 سے کیونکہ استیجاب تو متعلق ہے بوجود خواتم تہہ زمان حال خاتم النبیین صلعم میں جو کہ
 معتبر زمان حیات ہے اور زمان استقبال جو معتبر زمان بعد وفات شریف ہے
 سو وہاں تک اس صورت میں نویت ہے نہیں ہو سکتی جو قابل اعتدال اور باطل و توہید

سب انبیاء اسی متاخر الوجود میں ساتھ تاخر زمانی کے نہ مکانی کی اور نہ باعتبار صرف
 شرف رتبی کی جیسا کہ تو ہم ہوا بعض فضلاء کو جو وقتیت دینی میں شرف رتبی کو اور پر شرف
 تاخر زمانی کی بلکہ فی الواقع شرف شرف زمانی ہے بالاصلانہ بسبب اسکان حجاز معیتہ
 پر دور تہ کے پس کچھ ضرورت اور احتیاج نہیں طرف انفرادی شرف رتبی کی بلکہ مجموعی
 ہے مقصود اصلی کو جو شرف تاخر زمانی ہے اگر جہ فی نفسہ شرف تاخر زمان نہیں مگر
 ہر گاہ معتبر شرعی ہوا بطور ظرف منظوفہ اور بشرط مشروطہ بطور ہیئتہ ترکیبی ملازمہ
 غیر منفکہ ہے بدون اس کی ظہور اسکا نہیں کہ جسکی ساتھ خود صاحب رتبی ان افتخار
 اپنا کیا محض الاخرین السابقون جبکا شاہد ہے تو شرف رتبی جو اصل تھا وہ بغیر
 تاخر زمانی کے خود نامعتبر رہا تا فہم پس یہ قول کہ جائز ہے کہ ایہ خاتمہ طہیات
 ساقلہ بدیشیر وجود خاتم النبیین طبقہ ارض علیا سے صلہ گم نہ چکی ہوں اور تابع تہجرت
 محمدیہ ہوں باطل ہے بموجب اس فقرہ لما اتکم من کتاب و حکمہ کے اسلحی کہ اولیٰ ساتھ
 کتاب او حکمہ یعنی دانش جو براہِ اصل مطلب کتاب ہے ثابت ہوئی کسی یا دونوں
 اور کسی یا اس ایک ان دونوں میں سے پس ثابت ہو گیا کہ وہ خاتمہ ستہ مرغوبہ تھی بل
 انبیاء گذشتہ میں داخل ہوئی نہ جیسا کہ اور انبیاء علیہم السلام گذر چکی اپنی اپنی کتاب اور
 حکمت کے ساتھ اور خاتمیتہ خاتم النبیین صلعم میں کچھ دخل نہ کرتی تھے ویسی خاتمہ ستہ
 ہی گذر چکی اور کچھ دخل نہ کرتی تھی خاتمیتہ میں نہ حالانہ بالانہ حقیقتہ نہ اضافتہ اسلحی
 کہ تان ماضی کے زمانی زمان حال اور زمان استقبال کے زمان ہوں کے ساتھ ہرگز
 مجامع نہیں ہو سکتی قطع نظر اور استحقاقات شریعت و سمت ابتدائی مذکورہ قسماطہ میں
 سے کیونکہ استحقاق تو متعلق ہے بوجود خاتمہ ستہ زمانی حال خاتم النبیین صلعم میں جو کہ
 معتبر زبان حیات ہے اور زمان استقبال جو معتبر زبان لحد و فوات شریف ہے
 سو وہاں تک اس صورت میں نویت ہے نہیں پہنچتی جو قابل اعتدال اور باطل و توحید

میں جیسا کہ فرق بین مذکور ہو چکا یعنی قرآن شریعہ منظمہ القیاس عقلی اور
 نگاہ کہ بدلیل قرینہ مذکورہ حال ایک خیرل تمثیلی کا کہ جسین علاقہ تمثیل و تشبیہ موجود
 ہے معلوم ہو چکا کہ وہ واسطہ استغراق کے لازم اور واجب ہے ویسا ہی جس
 خیرل تشبیہ و تمثیل کا بھی حال الیسا ہی ہونا چاہیے بخلاف اس خیرل
 کے کہ سلک علاقہ تمثیل و تشبیہ میں منسلک اور منحوط ہی نہیں مانند العالمین

واقع آیتہ الیٰ فصلکم علی العلمین میں اسی علی عالمی زمانہ کا فی لبیضا وی بحق نبی الشیر

نازل ہے اور الیٰ فصلکم علی العلمین یعنی عالمی زمانہ کا بھی حکم علیہا اسلام
 نازل ہے بلکہ یہ دونوں ہی ایک دیگر تمثیل میں کیونکہ علاقہ تشبیہ متحد ہے یعنی قرینہ شرعیہ
 باعتبار نزول کہ شان خاص کہتی ہیں و ہم باعتبار مزاجت عقیدہ اسلام

مستخرجہ از اصول قطعیہ قرآنی اور احادیث و اجماع امت و بارہ فضیلت حضرت
 خاتم النبیین صلعم و نیز بارہ فضیلت حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت خدیجہ الکبریٰ
 و حضرت فاطمہ الزہراء کما مر عن عقیبہ بن عقیل او قطع نظر اس سے تا آنکہ مقابلہ

احمد سابقہ بمقابلہ امہ اجابتہ حضرت خاتمہ مانند کریمہ کنتھم خیر امتہ اسی خیر طریقہ
 اخربت للناس لایہ جو کہ نازل ہے بحق امتہ محمدیہ خیر الامم کے بالفاق معتبرین ہیں

اسیے اوصاف جمیلہ کو از قبیل جبل و غیرہ نسبت کرنا صاحب مرعوب المسلمین
 فی رد قول الجاہلین کا طرف اور علما کے پڑاس قول شاعر کے کیا تصور کیا جاوے

خوشتر آن باشد کہ شیر دلبران نامگفتہ آید و خدیش و دیگران نامگفتہ
 کریمہ ذات مناظرہ صحیحہ سے دور ہے از قبیل مشاعیہ کیا حساب و مشائخہ سے

مقاومت ایسے مناظرہ کے کسکو حاصل کریمہ لایہ فخر بہ القرآن و التوفیق لیکر لایہ

کریمہ لایہ بحیث المستکبرین حدیث شریف من طالب العلم لچارچی بہ العلماء و اولیاء
 بہ التہنہ اود خالہ اللہ و ارد سے کریمہ و جادہم بالقی ہے احسن و کریمہ اود مع الیٰ

میں جیسا کہ فرق بین مذکور ہو چکا یعنی قرآن شریعہ منظمہ لقرآن عظمیٰ اور
 ہر گاہ کہ بدلیل قرینہ مذکورہ حال ایک جزئی تمثیل کا کہ جس میں علاقہ تمثیل و تشبیہ ہو خود
 ہے معلوم ہو چکا کہ واسطہ استغراق کے لازم اور واجب ہے ویسا ہی ہے
 جزئی تشبیہ و تمثیل و وصف کا بھی حال ایسا ہی ہونا چاہیے بخلاف اس جزئی
 کے کہ سلسلہ علاقہ تمثیل و تشبیہ میں منسلک اور مختلط ہی نہیں مانند العالمین
 واقع آیتہ الیٰ فصلتکم علی العلمین میں اسی علی عالمی زمانہ کا مخفی لہذا ویسے ہی نبی المیرزا

نازل ہے اور انی اصطفتکم علی لیسار العلمین اسی عالمی زمانہ کا مخفی صریح علیہا السلام
 نازل ہے بلکہ یہ دونوں ہی ایک گیر تمثیل میں کیونکہ علاقہ تشبیہ و تمثیل ہے یعنی قرینہ شرعیہ
 باعتبار نزول کہ شان خاص رکھتی ہیں و ہم باعتبار مراحمہ عقیدہ اسلام
 مستخرجہ از قصہ منقطعہ قرآنی اور احادیث و اجماع امت و بارہ فضیلت حضرت
 خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم و بارہ فضیلت حضرت خاتمہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت خدیجہ الکبریٰ
 و حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما و حضرت علیہ السلام قطع نظر اس سے تا آنکہ مقابلہ

احم سابقہ مقابلہ امتہ اجابتہ حضرت خاتمیتہ مانند کہم کہم خیر امتہ اسی خیر طریقتہ
 اخربت للناس لایہ جو کہ نازل ہے نبی امتہ محمدیہ خیر الامم کے بالفاق معشرین میں
 اپنے اوصاف جمیلہ کو از قبیل جبل و غیرہ نسبت کرنا صاحب مرغوب المسلمین
 فی رد قول الجالین کا طرف اور علما کے پورا اس قول شاعر کے کیا قصہ کیا جاوے
 خوشتر آن باشد کہ شیر و لبران ہا گفتمہ آید و خدیش و دیگران ہا ایسا
 کریمہ ذات مناظرہ صحیحہ سے دور ہے از قبیل مشاعیہ کیا منسابہ و منسابہ شہتہ
 متاومتہ ایسے مناظرہ کے کسکو حاصل کریمہ لایہ فخر ہذا القرآن و القویۃ لکم العلمین

کہم کہم لایجبیب المستکبرین حدیث شریف من طلب العلم لچار ہی بہ العلماء و اولیاء
 برائہ ہمارا و خداوندنا و ارادے کریمہ و جادو ہم بالقی ہے احسن و کریمہ و نعم و اللہ

حکم فقہاً ہوتا ہے زمان مستقبل میں کس قدر تفاوت ہے اور بالافرض اگر باقتضای
 جدید استغراق اضافی ہے تو استغراق ناقص ہے جو مغنیاً ہے ساتھ عاتیہ ناقص
 کے یہ شان استغراق نہیں بلکہ از قبیل مرہود ہے جو کہ مانحن فیہ ہے اور یہ
 اسکی مسدود ہے جیسا کہ گذرا خواہ مخواہ درپل ہونا امر بعضی کے جو فضول
 ہے مگر ان صاحبوں کو ایک نہ ایک موعوم چاہئے خصوصاً اضافی بلا ضرورت بلا
 اضافہ یا ایک بات خوبہ تاہم لگ گئی یا نہ لگیہ موعوم ہے اب نظر کرنی چاہئے استغراق
 مابین پر موافق اس تحقیق کے قولہ لعم من ارض حتی یاذن لی الی مغنیاً ہے
 ساتھ عاتیہ ناقص کے کرمہ انما لن نذلہا ابداً مادامو اقیہا مغنیاً ہے ساتھ عاتیہ
 ناقص کے کرمہ لن تبیدہا ابداً علی ہذا القیاس اور اشملہ لہن متغیر استغراق کی مانحن
 فیہ میں خواہ مخواہ ہو کہا کہا نا اور ہو کہا دینا واسطی ثابت کرنی اپنی موعوم کے
 بلا خواہ شد معلوم کا روائی ناقص ہے قابل اعتبار نہیں پس یہاں سر سے سے
 استغراق نہیں بلکہ استمرار ہے اور یہاں زمان آئندہ کے اور عام ہے کہ عاتیہ مغنیاً
 کی مطلقہ ہو یا مفردہ مطلقہ تو ہر دو مثال مذکور میں ساتھ لفظ مادامو کے اور لفظ
 حتی یاذن کے ظاہر ہے اور مفردہ ساتھ مدت العمر کے مثال لن تبیدہا ابداً
 یعنی اس مغنیاً کی عاتیہ مدت العمر ہے متکلم کے یا اقران و امثال کے نہایت کا رتا روز
 فنا رکھی باعتبار عقیدہ تجریدی کفار کے نسبت موت اپنی کے باستدلال عقلی اور
 تجریدی اور مشاہدی کے بدلیل ہر ایک قرون ماضیہ اور کمپ جلنے تمامہ سنگتوں
 کے امثال و اقران اپنی کے اگرچہ انکار خسر کے متفقہ ہے کہ سیاق اس ہی کرمہ
 کا دال ہے وہ آخر ہے کرمہ و ما اظن الساعۃ قائمہ بسبب انکار حساب کتاب
 کے پس فقہی عبارت یہ ہے لن تبیدہا مدت المد کو قیاسی مدت العمر و غیرہ کا موعوم
 پس معلوم ہوا کہ عاتیہ ان میں استمرار کی موت ہے جو کہ قیامت اولی ہے موعوم

حکم فقہا ہوتا ہے زمان مستقبل میں کس قدر تفاوت ہے اور بانفرض اگر باقتراع
جدید استغراق اضافی ہے تو استغراق ناقص ہے جو مغنیہ ہے ساتھ عاتیہ ناقص
کے یہ شان استغراق نہیں بلکہ از قبیل مرعہ دہے جو کہ ماخض فیہ ہے اور یہ سبیل
اوسکی مسدود ہے جیسا کہ گذرا خواہ مخواہ درپل ہونا امر یہی معنی کے جو فضول
ہے مگر ان صاحبو کلام ایک نہ ایک موعوم جیسا ہے خصوصاً اضافی بلا ضرورت بلا مشا
اضافہ یا ایک بات خوبہ تاہم لگ گئی یا نکیہ کلام ہے اب نظر کرنی چاہئے استغراق
ماہید بن پر موافق اس تحقیق کے قولہ لعم لن یرخ الارض حتی یاذن لی الی مغنیہ ہے
ساتھ عاتیہ ناقص کے کریمہ امان مدخلہا ابداً ماداً سوا فیہا مغنیہ ہے ساتھ عاتیہ
ناقص کے کریمہ لن تبید نہا ابداً علی ہذا القیاس اور انشہاء لہن جو متغیر استغراق کی کل ماخض
فیہ میں خواہ مخواہ دیکھا کہا نا اور دیکھا دینا واسطی ثابۃ کرنی اپنی موعوم کے
بلا خواہ نہ معلوم کارروالی ناقص ہے قابل اعتبار نہیں پس یہاں سرے سے
استغراق نہیں بلکہ استمرار ہے اور یہاں زمان آئندہ کے اور عام ہے کہ عاتیہ مغنیہ
کی موقوفہ ہو یا مفدہ موقوفہ تو ہر دو مثال مذکور میں ساتھ لفظ ادا موع کے اوفظ
حتی یاذن کے ظاہر ہے اور مفدہ ساتھ مدت العمر کے مثال لن تبید ہذا ابداً
یعنی اس مغنیہ کی عاتیہ مدت العمر ہے مشکلم کے یا اقران و امثال کے ہنسیہ کا رتاروز
خفا رکھی باعتبار عقیدہ تجرہ کفار کے نسبت موت اپنی کے باستدلال عقلی اور
تجربہ اور مشاہدہ کے بدلیل ہر ایک قرون ماضیہ اور کرب چلنے تمامہ سنگتوں
کے امثال و اقران اپنی کے اگرچہ انکا ختم ہو مقصد ہے کہ سیاق اس ہی کریمہ
کا دال ہے وہ اخیر ہے کریمہ و ما اظن الساعۃ قائمۃ بسبب انکا حساب کتاب
کے پس نقد یہ عبارت یہ ہے لن تبید مدہ مدت اللہ کو یعنی مدت العمر وغیرہ کا مامر
پس معلوم ہوا کہ عاتیہ انہیں استمرار کی موت ہے جو کہ قیامت اولی ہے بموجب حدیث

مفروض نہیں کہ در دنیا ہی میں ہو لیں بوجہ مذکور دار حق بجانب میں متعین ہوئی وہ
 ایسی جگہ ہے کہ جس جگہ ممکن ہی نظر لقا و دوام واجب کی حکم میں ہو جائیگا
 جو کہ اصل اسلام کا عقیدہ ہے اور بسبب خیال حصول رتبہ دار دنیا میں حضرت
 موسیٰ خواتان موسیٰ لود صلوات جواب کن نرائی متعین ہوئی اور اسوای اسکی
 اور خصوص قطعہ صریح ثبوت رویتہ کے دار آخرۃ میں دستگیر ہیں قولہ لہم
 لکشف عن ساق و یقول لعل السجود و سیم سالون اور کہ میرہ وجوہ یومئذ ناظر الی
 رہتا ناظرہ اور وارد احادیث صحیحہ مشہورہ ہی حکم متواتر المعنی میں بتائیکہ آیات مذکورہ
 پس اس امر کو ہی اوس ہی میزان شرعی مذکور یعنی قرینہ شرعیہ مذکور کے ساتھ تول
 جو کہ دنیا جانیے تاکہ خلاف شرعی لازم نہ آوی خلاف عقیدہ اہل اسلام حصول
 اہل تسنن پس انہذا حکم ہی میں کہ میرہ القیاس استعراقی جو ساتھ کن استعراقی
 کے چوتھا ظاہر ہو گیا پس اصل جواب شیعہ جو بیان سے امر بیگانہ تھا اور بطور
 تقریر مابینا ہمیشہ آگیا تھا یا بطور کہم فی معترض تھا غرض کہ حسب طبع ہر تھا اوسکی
 نسبت ہی جواب کامل بقیاس الہی حلینا نہ ہو گیا پس ہی دفع القیاس اصل مطلب
 نبوت خاتم النبیین صلوات لفظ النبیین سے جو رتبہ خاتمیت میں داخل ہم
 اور علی نہ القیاس مطلب نبوت و حجت عامہ واسطہ تمامہ عوام کے مفہوم لفظ الخاتم
 امینہ رتبہ میں بخوبی واضح ہو گیا اور نیز واضح ہو گیا کہ حسب قرینہ مقام یعنی قرینہ
 شرعی موافق مقام متعین ہو جائیگا یعنی لازم استعراق بجائی خود اور لازم ہر
 بجائی خود مانند علی السواء العالین میں اور مانند فضلکم علی العالمین یعنی شریطاً ہر ہم
 حال حکم شرعی اور عقیدہ شرعی ہو لیں بالضرورة اعتبار لازم ہر العالین یا کہ آیت
 بن بطور ہم صاحب نصر المومنین جو موافق ہے خصوصیت خاتمیت خاتم النبیین
 و ساتھ لفظ ارض علیہا کے اور آیت رتبہ میں قطعاً باطل ہے فاقولہ لا توتم قطعاً

ہندو یجن کہ در دنیا ہی میں ہو لیں یوحیہ مذکور دار حق باطن متعین ہو ہی وہ
 ایسی جگہ پر کہ جس جگہ ممکن ہی نظر لقا ہو وہاں واجب کی حکم میں ہو جائیگا
 جو کل اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور بسبب خیال حصول رتبہ در دنیا میں مختار
 موسیٰ خوان موسیٰ بعد صلوات جواب کن ترانی متعذر ہو ہی اور اسوای اسکی
 اور ارضوں قطعیہ صریح ثبوت رویتہ کے دار آخرۃ میں درگیریہ میں قولہ تعظیم
 بکشف عن سابق و بعد یوم ال اسجد و ہم سالمون اور کریمہ وجود یونکہ ناظرہ الی
 رہا ناظرہ اور وارد احادیث صحیحہ شہورہ ہی حکم متواتر المعنی میں بتایا کہ آیات مذکورہ
 ہیں اس امر کو ہی اوس ہی میران شرعی مذکور یعنی قرینہ شرعیہ مذکور کے ساتھ قول
 جو کہ دنیا چاہئے تاکہ خلاف شرعی لازم نہ آوی خلاف عقیدہ اہل اسلام حصول
 اہل تسنن میں انہذا ہم کہتی ہیں کہ یہ القیاس استحقاقی جو ساتھ کن استھرا ہی
 کے جو تھا ظاہر ہو گیا ہیں حال جواب شیعہ جو یہاں سے امر یگانہ تھا اور بطور
 تقریر و تبیین پیش آگیا تھا یا بطور کہم فہمی معترض تھا غرض کہ حسب طبع ہر تھا اوسکی
 نسبت ہی جواب کامل بغایت التبیان علیہا نہ ہو گیا ہیں بعد رفع القیاس اصل مطلب
 نبوت خاتم النبیین صلعم لفظ البتیین سے جو رتبہ خاتمیت میں شامل کم
 اور علی بذ القیاس مطلب نبوت و صحت عامہ واسطہ تمامہ عوام کے مفہوم لفظ البتیین
 آیتہ رحمۃ میں مجمل واضح ہو گیا اور نیز واضح ہو گیا کہ حسب قرینہ مقام یعنی قرینہ
 شرعی ہوا فوق مقام متعین ہو جائیگا یعنی لازم استحقاق بجای خود اور لازم ہر
 بجای خود ناسد علی السابقین میں اور ناسد فضلکم علی العالمین یعنی شیطانیہ ہر جم
 حال حکم شرعی اور عقیدہ شرعی ہو لیں یا انفسہ اعتبار لازم ہر البتیین کا آیتہ خاتم
 میں بطور رحم صاحب ختم المومنین جو موسیٰ کے خصوصیتہ خاتمیتہ خاتم النبیین
 کو ساتھ ملکہ ارض علیہا کے اور آیتہ رحمۃ میں قطعاً باطل ہے فافہم ولا تو تم قطعاً

کری اگرچہ آنحضرت صلعم کے اہل بیت میں کچھ سوہی وہ شخص کا فرض ہے کیونکہ منکر عموم نص
سے وہ فوق القہر و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فقط

الجواب یہ قول اوسکا کہ جو کوئی کسی اور طبقہ میں دوسرا خاتم النبیین بن کر نہ کرے الخ
محض غلط ہے اور یہ کہنا اوسکا کیونکہ منکر عموم نص ہے باطل ہے کیونکہ اولاً یہ ثابت
کر کے انصاف لایم النبیین بن استغراق کے لئے ہے جائز ہے کہ جہد کے لئے ہو فقط
یہ سچا ناچار ہے کہ در براختلال بیکاری مذکور جو نسبت اسکی غنی سیاں کی ہے

قطع نظر اس سے کہ یہ دعویٰ کہ منکر عموم نص فی نفسه باطل ہے یا نہیں یہ ہے
کہ دلیل مذکور کہ اول یہ ثابت کر کے کہ انصاف لایم النبیین بن واسطہ استغراق کے
ہے خور منقول ہو گئی جیسا کہ تحقیق اوسکی مفصل جوابات تیسری اور دوسری
ادریسلی جواب میں منجملہ تفصیل مذکور کے مختصر یہ غیر بغیر گذر چکی پس اب نص قطعی ہونا

باستغراق جمیع افراد النبیین المضاف الیہم چنانکہ مضاف خاتم ہے بطریق اعتبار
سابقہ اس سے ثابت ہو کر و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین آیتہ عامۃ کا ثابۃ ہونا
اس واسطی کہ جو دار دعویٰ مخالف تھا یعنی علامہ ثبوت استغراق یا مذکور وہ
ہی سابقہ ہو گیا نو دعویٰ جو دائر تھا یعنی علامہ نصیبۃ نص و ہوا سابقہ ہو گیا
پس ثابت ہوا کہ یہاں سے اور جو منکر عموم نص ہے اوسکا کہ خود مذکور

سوال مذکور ہے وہ ہی معتبر نہ اور اعتراض صاحب اس عبارت کا اتنی وضاحت
نظر امینین کا باطل ہو گیا اور قطع نظر اس سے جو دلائل جلیل از دوسم احتجاج
شرعیہ خلاف عقیدہ اسلام جو ثابت بقدر آن وحدیث اور اجماع امنہ کے مذکور
قباطین از اول کتاب بذاتنا آخر مذکور ہو گئے وہ علاوہ برین میں وہ موجود
ہی میں اس بات پر نیز اور خاتم النبیین کی ہوائی خاتم النبیین صلعم کے کسی طبقہ میں
خلاف نص و قطع ہے خلاف عقیدہ اسلام خصوصاً اہل سنت و جماعت اور آثار

سری اگرچہ آنحضرت صلعم سے تہہ بن کھم ہوئی وہ شخص کا فرض ہے کہ چونکہ انکار عموم نص
سے وہ قول لکھتا ہے و لکن سوال السرو خاتم النبیین فقط

الجواب یہ قول اوسکا کہ جو کوئی کسی اور طبقہ میں دوسرا خاتم النبیین بنو کر کے الخ
شخص غلط ہے اور یہ کہنا اوسکا کیونکہ منکر عموم نص ہے باطل ہے کیونکہ اول یہ ثابت

کر کے انصاف لایم النبیین میں استغراق کے لئے ہے جائز ہے کہ حمد کے لئے ہو فقط
یہ جی ناچار ہے اور ہر اختلاف یہ بیکاری مذکور جو نسبت اسکی معنی بیان کی ہے

قطع نظر اس سے کہ یہ دعویٰ کہ منکر عموم نص فی انفسہ باطل ہے یا نہیں یہ ہے
کہ دلیل مذکور کہ اول یہ ثابت کر کے کہ انصاف لایم النبیین میں واسطہ استغراق کے

ہے خود منقوض ہو گئی جیسا کہ تحقیق اوسکی مفصل جوابات تیسری اور دوسری
اور پہلی جواب میں منجملہ تفصیل مذکور کے عنقریب غیر بغیر گذر چکی پس اب نص قلمی ہونا

باستغراق جمیع افراد النبیین انصاف الیہم چکا انصاف خاتم ہے بطریق تقاریر
سابقہ اس سے آیت متبرکہ و لکن سوال السرو خاتم النبیین آیتہ خاتمیتہ کا ثابہ ہونا

اس واسطی کہ جو دار دعویٰ فی انفسہ تھا یعنی مدعی ثبوت استغراق لاہر مذکور وہ
ہی سا قلم ہو گیا اور دعویٰ جو دائر تھا یعنی علامہ قطبیتہ نص مذکور ہوا

پس ثابہ ہوا کہ یہاں نص ہے اور جو منکر عموم نص ہے اوسکا کہ خود مذکور
سوال مذکور ہے وہ ہی معتبر رہا اور اعتراض صاحب اس عبارت کا اس سے زیادہ

نصر لومثابین کا باطل ہو گیا اور قطع نظر اس سے جو دلائل جلیل از دہم استخارات
شرعیہ خلاف عقیدہ اسلام جو ثابت لقرآن و حدیث اور اجماع ائمہ کے سند ہے

قباطیس از اول کتاب مذکور تا آخر مذکور ہو گئی وہ علاوہ برین میں وہ موجود
ہی میں اس باب بخیر اور خاتم النبیین کی ہوائی خاتم النبیین صلعم کے کسی طبقہ میں

خلاف انصاف قطعی ہے خلاف عقیدہ اسلام خصوصاً اس مسئلہ و سہادت اور تہ

خواجہ شمس الدین عظیمی سے پہلے ہی تو خود مذاق قص میں اپنے عقیدہ مذکورہ کے جو کہ امکان
 استعداد ہی تھا جیسا کہ گذرا اور جو کہ صرف باب الفاعلیتہ ہے سلسلہ ممکنات سے
 صرف بابا لامکان الاستعداد ہی القوت نہیں علیٰ ہذا القیاس عکس اس کا یعنی جو ضرر
 بابا لامکان الاستعداد ہی القوت ہی ہے سلسلہ مذکورہ سے صرف باب الفاعلیتہ نہیں
 ہو سکتا ایسے فعلیتہ نظیر حضرت سلیم جو قطع بالغیر ہے بالتحقیقہ والاضافہ بدلیل عموم
 قولہ لعمدہ وکن رسول السوء خاتم النبیین بلا تفصیل الحقیقہ والاضافہ عقلاً وشرعاً
 باطل ہے وکائنات القول بالخالقیتہ الاضافیہ کان ہیلاً وامنشور الی اللہ علی ما ارادنا
 من الجن والانس ابوالہدیہ الرجوع والاباب۔ اور سہازی عقیدہ کی تحقیق دربارہ تنبیہ
 بالخیر مطابقت عقیدہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہزادے وہ ایک قسط اس متقل
 میں موجود ہے فقط قسطنطنیہ اس محققاً وودویم اور منجملہ تفصیل کو حلیہ ساتون
 عبارت مذکور ہے کہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان منفقین ان ظالم
 کی ہے اوس سے ایسی یہ ہی مطلب جس کو یہ کفر کرتی ہیں ثابت ہوتا ہے ہم کو چاہی
 میں نبی کنیکم میں تشبیہ کس بات میں ہے اوس شوق کو متحین کرو جس کو توڑا سا
 لگاؤ علم سے ہو گا سچ لیا کہ مقصود اس کلام سے بیان سلسلہ کا ہے بسطرح
 زمین میں آدم اول الانبیاء اور نوح اور ابراہیم اور خاتم الانبیاء موسیٰ بن اظہر
 ایسی اسطرح گذرے ہیں اور جو تاویل مسطلانی نے لکھی ہے وہ محض غلط ہے
 میں جانا چاہیے کہ اول تو ہمتی نسبت سند اس اثر کے جبہ ان کلام میں نہیں کی اسلئے
 کہ علماء نے اس میں بہت کلام کی ہے خصوصاً علماء اہل مکملہ نے قرعہا المدقحاً
 وعظمتها اوسکو سنداً وعلتاً معنی و مراد اٹلے وجود کر دیا منقولہ لو کی جو لہ عالم میں
 چاروں مذہب کے چاروں مفتی از انجملہ شیخ عبدالرحمان شراح جو لیس میں
 شیخ عبداللہ شراح حنفی رحمہ اللہ علیہ کے جو اعظم فضلاء و حدیث شریفین سے تھے فیض

خواتم تہ فعلیتہ میں ہوئی تو خود مناقص میں اپنے عقیدہ مذکورہ کے جو کہ امکان
استعدادی تھا جیسا کہ گذرا اور جو کہ صرف بابا بعلیہ تہ ہے سلسلہ ممکنات سے
صرف بابا لامکان الاستعدادی والقوتہ نہیں جلی بلکہ القیاس کس اس کا یعنی جو صرف
بابا لامکان الاستعدادی والقوتہ ہی ہے سلسلہ مذکورہ سے صرف بابا بعلیہ نہیں
ہو سکتا لیکن فعلیتہ نظیر حضرت سلیم جو قتلش بالغیر ہے بالتحقیقہ والاضافہ باللیل عموم
قولہ لعموم وکن رسول اللہ و خاتم النبیین بالانحصار بالتحقیقہ والاضافہ عقلاً وشرعاً
باطل ہے وکنا قول بالانحصار بالاضافہ کا بیان یہاں مفہور الیہ المراد علی ما ارادنا
من الحق والصداب والیہ الرجوع والاباب۔ اور جاری عقیدہ کی تحقیق دربارہ امتناع
بالغیر جو مطابق عقیدہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہزادے وہ ایک قسط اس مستقل
میں موجود ہے فقط قسط اس صفتاً دو دو چم اور مخبرہ تفصیل مذکورہ جملہ ساتوں
عبارت مذکورہ ہے کہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان منفقون من عالم
کی ہے اوس سے یہی یہی مطلب جس کی یہ کفر کرتی ہیں ثابت ہوتا ہے ہم کو چاہی
ہیں نہ کہینک میں تشبیہ کس بات میں ہے اوس شق کو متحین کہ وہ جسکو توڑا سا
لگاؤ علم سے ہو گا سچ لیا کہ مقصود اس کلام سے بیان سلسلہ کا ہے حسب طرح
زمین میں آدم اول الانبیاء اور نوح اور ابراہیم اور خاتم الانبیاء و ہوی میں اور یحییٰ
ابو اسطرح گذرے ہیں اور جو تاویل مسلمان لے لکھی ہے وہ محض غلط ہے
میں جانا چاہیے کہ اول تو ہم نے نسبت سند اس اثر کے چند ان کلام میں کی اسلئے
کہ علماء نے اس میں بہت کلام کی ہے خصوصاً علماء مکہ منظمہ نے قدر بہا اللہ تعالیٰ
وعظمتہا اوسکو سنداً وعلیاً معنی و مراد اٹھے وجود کر دیا منجملہ ادنیٰ جوارہ عالم میں
چاروں مذہب کے چاروں مفتی از انجملہ شیخ عبدالرحمان شراح جو لیس ہیں یعنی
شیخ عبداللہ شراح حنفی رحمہ اللہ علیہ کے جو اعظم فضلاء و زمین شریعت میں سے تھے فقیر

مستقل

ہے اور عذر عدم مضرت شاذ وغیرہ اسباب ضعف و رکاکت دریا بقاصیر
 حشری اور فضایل جو نزد محدثین معتبر ہے وہ در صورت اتصال سند ہے نہ بصورت
 انقطاع سند یا وجود یکہ گو نہ قابل اعتبار نہیں براہ سند مگر نظر بر متن بطریق منتقل کلام
 جو بلا خطہ کیا گیا تو یہ بھی خرابی جو پیدا ہوئی تو تمامہ قضا طبعاً اس لئے پرہیز الحاصل
 محل کلام ہے سنداً و مستناً خصوصاً نظر بدیان منہج و مرفوعہ و عمود و اس قسم کی تحقیق
 ضروری متعلق اسکی اوایل کتاب ہذا قسط اس حکیم بن ہر کور ہے والہ اعلم
 قطع نظر اس سے بموجب معنی اثر مذکور کے برخلاف معنی مبین سلف مانند قسطا
 وزیر قانی وغیرہ کے جو اس حدیث میں بعض فضلاء و علماء نے بیان کئے مانند عبات
 رافع الوضو اس و من و اقفہ وغیرہ فی اونیہ بالخصوص صاحب مرغوب المسلمین نصر المومنین
 فی رد قول الجاہلین نے بیان کئے ہیں اس معنی کو جو پیش کیا جاتا ہے او اصول
 دین کے تو مخالف ہوتی ہیں کتاب السنہ قطعی الدلائلہ کو یعنی عموم قولہ اللہ و لکن رسول
 السنہ و خاتم النبیین اور کریمہ لیکون للعالمین نذیراً لکما لکہ اکثر قضا طبع میں مدلل
 مفصل نہ چکا جس سے انخاف و انقلاص معنی مندرج عبارت ادافع الوضو اس و من
 واقع و تاجہ و عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین فی رد قول الجاہلین بخوبی کیا
 مانند مخالفت حدیث الاصلوہ الا لفاۃ الکتاب کے عموم کریمہ قطعی الدلائلہ فاقروا
 ما یتسر من القرآن کو جس خود یہ حدیث متصل الاسناد قابل الاعتبار متروک ہے
 جب جا کہ اثر مذکور جو منقطع الاسناد ہے اور اثر ہے اور مجموع لفظہ النبیین یا ایہ
 و المعنی کے کفیف الجمع الدلائلہ علی الشمول و صفحا و مجموع المعنی ظاہر الشمول ظاہر
 صحیح اور قطعی ہونا مجموع نص کا ثابت ہوا لیس خاتم النبیین عموم نص قطعی
 الثبوت ہے دربارہ نبوت رسالت و نبوت خاتمہ عامۃ نبیین کو نہ کہ مسوق
 الکلام بالقرآن یہی مطلب ہے لیس خاتمہ نبی و شمول خاتمہ خاتمہ

ہے اور عذر عدم مضرت شاذ و غریبہ وغیرہ اسباب قصص و رکاکت دریا بقاضی
 شری اور فضایل جو نزد محمد بن مقبرے وہ در صورت اتصال سند ہے نہ بصورت
 انقطاع سند باوجودیکہ ہر گونہ قابل اعتبار نہیں براہ سند مگر بنظر بعض بطریق تنزل کلام
 جو بلا خطہ کیا گیا تو پہر بی خرابی جو پیدا ہوئی تو تمامہ قضا طبعاً اس سے برہنہ الحاصل
 محل کلام ہے سنداً و مستناً خصوصاً نظر بدیان و مفہوم مراد و عرف عمیق اور اس قسم کی تحقیق
 ضروری متعلق اسکی اوایل کتاب ہذا قسط اس یکم میں مذکور ہے والہ اعلم
 قطع نظر اس سے بموجب معنی اثر مذکور کے برخلاف معنی مباین سلف مانند قسطا
 و زرقانی وغیرہ کے جو اس حصہ میں بعض فضلاء و علماء نے بیان کئے مانند رغبات
 واقع الوسواس و من و حلقہ وغیرہ فی اوئیر بالخصوص صاحب مرغوب المسلمین نصر المومنین
 فی رد قول الجاہلین نے بیان کئے ہیں اوس معنی کو جو پیش کیا جاتا ہے او اصول
 دین کے تو مخالفت ہوئی ہیں کتاب البدر قطعی الدلائلہ کو معنی عموم قولہ اللہ و لکن رسول
 اللہ و خاتم النبیین اور کریمہ لیکون للعالمین نذیراً لکتاب لکھ اکثر قضا طبع میں دلیل
 مفصل ہو چکا جس سے استحقاق و انقطاع معنی مندرج عبارت ادفع الوسواس و بین
 واقع و تاجہ و عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین فی رد قول الجاہلین صحیح ہو گیا
 مانند مخالفت حدیث لا صلوة الا لفاتحہ الكتاب کے عموم کریمہ قطعی الدلائلہ فاقروا
 ما یستمر من القرآن کو پس خود یہ حدیث متصل الایمان و قابل الاعتبار متروک ہے
 چہا کہ اثر مذکور جو منقطع الایمان ہے اور اثر ہے اور مجموع نقطہ النبیین یا ایشہ
 والمعنی کے کتب صحیح الجمع الدلائل علی الشمول و ضحاً و عموم المعنی ظاہر للشمول ظاہر
 صحیح اور قطعی ہونا عموم نص کا ثابت ہوا لیس خاتمتہ خاتم النبیین عموم نص قطعی
 الثبوت ہے دربارہ نبوت رسالت و نبوت خاتمتہ عامۃ نبیین کیونکہ مسنونہ
 الکلام بالقرآن یہی مطلب ہے لیس خاتمتہ ہوا شمول خاتمتہ خاتمتہ

کتب مذکور سے بخوبی بطور اصول ہی ثابت ہو گیا پس بغیر ہر گز سوال صاحب
نفس المؤمنین کا کہ عموم نص ظنی الثبوت ہے اور عبارت نور الانوار یہ ہے

انا الباطل ای الاقطاع الباطن لوعان بان يكون الاتصال فيه ظاهراً
والنفس في المحل بوجه آخر وهو فقد شرط الراوی او خالفته الدلیل فوفه انکان

بالعرض ای عرض الحدیث علی الاصول بان خالف الكتاب کحدیث لا صلوة الا
لما تحته الكتاب بخلاف عموم قولہ لعموم قوله فافقوا ما تيسر من القرآن او عرض عنه

الانتم من الصدرا الاول یعنی ان الصحابة ادا کلمو بما بینهم بالراسی ولم یلتفتوا

الی الحدیث کان ذلک دلیل لقطاعه مثل ما روى ان الصحابة اختلفوا فيما بینهم

فی وجوب الزکوة علی الصبی بالراسی ولم یلتفتوا الی قوله علیه السلام اتبعوا فی

مال الیتامی ضیراً کیدا یا کله الصدقة فعلم انه غیر ثابتہ او کاول تناول ان الی

بالصدقة الفققة علیه کما قال الفققة المرر علی نفسه صدقة کان مردوداً منقطعاً

ایضاً انتہی فقط اقول نفس علی ہذا حال الاثر المذكور المتنازع فیہ یعنی مراد ہی

سے اثر مذکور میں ہادی غیر ہی ہے مجازاً بوجہ مناسبت نفس ہادیہ میں مانند

مناسبت فیما بین صدقہ وفقہ مذکور بشارک علتہ شدہ احتیاج فیما بین ہر دو فقر

یعنی احتیاج تیمامی طرف متول مرتبی سرپرست کے اور احتیاج فقرہ طرف اغنیاء

کے حالانکہ احتیاج تیمامی فایق ہے نسبت احتیاج فقرہ کے کہ ظاہر ہے اور میں

کہتا ہوں گو یا وجہ یہی دوبارہ اطلاق لفظ صدقہ اور فقرہ تیمامی کے سبب

عاجز ہوئے او کی کے تصرف سی اپنی مال میں عرقاً و سیم شرعاً و سیم عقلاً کہ وہ

مانند فقیر کے ہیں اور محتاج کے پیش میں اپنی کے کہ وہ محجور ہیں تصرف سی لہذا

عرض شتاع یہ ہے کہ مریبان اور متولیان قیام او کی کو خطاب ہے کہ خدا

کو مان کر او کو بطور اہنیوں فقیر و نسی کے انکی مال میں سے دو اور جلد جلد

کتب مذکور سے بخوبی بطور اصول نہی ثابت ہو گیا لیکن ہو گیا قول صاحب
نصر المؤمنین کا کہ عموم نفس طاعتی الثبوت ہے اور عبارت نور الازارہ ہے

انما الباطل ای الاقطاع الباطن لو کان بانیکون الاتصال فیہ ظاہراً
والسبب فیہ الخلل بوجہ آخر وہو فقد شرایط الراوی او خالفہ الدلیل فوفہ انکان

بالعرض ای عرض الحدیث علی الاصول بان خالف الكتاب کحدیث لا صاۃ والا
لنا تحۃ الكتاب یحالیف لعموم قوله لیس فافروا ماتیس من القرآن او عرض عنہ

الاجتہ من الصدراۃ الاول یعنی ان الصحابۃ اذا تکلموا فیما بینہم بالرای ولم یلتفتوا

الی الحدیث کان ذلک دلیل لقطاعہ مثل ما روی ان الصحابۃ اختلفوا فیما بینہم
فی وجوب الزکوۃ علی الصبی بالرای ولم یلتفتوا الی قوله علیہ السلام اتبعوا فی

مال الیتامی خیرا کیدا یا کلمۃ الصدقۃ فعلم انہ غیر ثابتہ او کاول تبادل ان ان
بالصدقۃ الففقۃ علیہ کما قال الفقہ المر علی نفسه صدقۃ کان مردوداً منقطعاً

ایضاً انتہی فقط اقول نفس علی ہذا حال لاثرا لہذا کور المتنازع فیہ یعنی مراد ہی
سے اثر مذکور میں ہادی غیر نہی ہے مجازاً بوجہ مناسبت نفس لایۃ میں مانند

مناسبت فیما بین صدقہ و فقہ مذکور بتبارک علتہ شدہ احتیاج فیما بین ہر دو فقر
یعنی احتیاج تیمامی طرف متول مرتب سرپرست کے اور احتیاج فقرہ طرف اغنیاء

کے حالانکہ احتیاج تیمامی فایق ہے نسبت احتیاج فقرہ کے کہ ظاہر ہے اور میں
کہتا ہوں گو یا وجہ یہی دربارہ اطلاق لفظ صدقہ اور فقرہ تیمامی کے بسبب

عاجز ہوئے او کی کے تصرف سی اپنی مال میں عرغا و سہم شرعاً و عہد عقلاً کہ وہ
مانند فقیر کے ہیں اور محتاج کے پیش میں اپنی کے کہ وہ محجور ہیں تصرف سی لہذا

عرض شناع یہ ہے کہ مریبان اور متولیان فحان او کی کو خطاب ہے کہ خدا
کو مان کر او کو بطور لایہوں فقیر و ن ہی کے انکی مال میں سے دو اور جلد جلد

بالا اتفاق جو کہ ثابت ہے لفظوں قرآنی سے قولہ ثم خلق سبع سموات طباقاً لہر
تسج لہ السموات السبع والارض وسمنین بخلاف تعداد زمین کے اسلامی کا فقہانہ تصریح
معطوف ہے السموات السبع پنجائیس ہے معطوف علیہ کے جو شان عطف ہے اور
منکر لفظ جس جو دراض ہی ایسا ہی کا فر یا بالاتفاق اور منکر تعداد زمین کا فر یا اختلاف
مانند منکر سبع مؤثرہ کہ اسکا بھی ثبوت احادیث مشاہیر سے ہے مانند تعداد
ارضی کہ نہ متواترات سے اور ظاہر ہے کہ کا فر اختلافی در صورت بقا اسلام
اوسکی کے اشتد فاسق ہے کہ جبکی کفر اور اسلام میں علما و متبحر اور متقدمین اور
عدم تا غیر ایسے مسئلہ اختلافی میں امر احوط ہے بموجب روایات مفتی بہ واقعہ
معتبرات کے مانند درختار و در شرح عز او وغیرہ اور اختلاف بفضل اور وصل
بابین ارض بالغ ہین تکثر ارض اور تعداد اوسکی کو باعتبار اور تمیز کے بابین طبقات
کے از قسم الوان وغیرہ و سہل و سخت خیال نہ دارد احادیث ہے قال رسول اللہ
صالح فجار بنو آدم الخ خواہ طبقات ملتصقہ ہوں خواہ منفصلہ مگر چونکہ اسکی تفسیر
میں روایت مرفوعہ ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی وغیرہ میں
اصح واعمد الباب ہے اگرچہ اوسمیں باعتبار طرق و مراسیہ میں وجہ ہے اور انقطاع
ہے اتصال سند ہین اور ارسال ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے ارشاد و سائر
شرح بخار علی لکھا مگر اسیم قول فصل ہے بابین اراضی سبعہ سابقاً و خلفاً متعلق بالقبول
بابین العلماء و النجول ہے اگرچہ بعض متکلمین سے اسکی برخلاف قول ہے کہ اراضی
متجاوہ ملتصقہ ہین وعن بعض المتکلمین ان التلیتۃ فی الحد و خاصۃ وان التسج
متجاوہ ۲۴ من قسطلانی ۱۲ اور حسنی چل کیا عدد و سبعہ کو اویراقا لیم سبعہ کے وہ تالیف
ہر یک ہے قال ابن کثیر میں جملہ انک علی شیخ اقا لیم قدا کجا البختہ و خالف القصر
من قسطلانی ۱۲ یعنی وہ دور چلا گیا چراگاہ میں بختہ زکیا قسم ہے گناہس کی اور

بالانفاق جو کہ ثابتہ ہے لغوص قرآنی سے قولہ لکم خلق سبع سموات طباقاً لربین
 سبع لہ السموات السبع والارض وسن بین بخلاف تعداد زمین کے اس لیے کہ فقہاء الارض
 معطوف ہے السموات السبع پر بخیر ہے معطوف علیہ کے جو شان عطف ہے اور
 منکر لغرض جو دراض ہی الیسا ہی کا فر یا اتفاق اور منکر تعداد زمین کا فر یا اختلاف
 مانند مذکور سبع مؤثرہ کہ او سکا بھی ثبوت احادیث مشابہہ سے ہے مانند تعداد
 اراضی کہ نہ متواترات سے اور ظاہر ہے کہ کا فر اختلافی در صورت بقا اسلام
 اوسکی کے اشتقاق سے ہے کہ جسکی لغو اور اسلام میں علماء متحیر اور متردد میں اور
 عدم تکفیر ایسے مسئلہ اختلافی میں امر احوط ہے بموجب روایات مفتی بہ واقعہ
 معتبرات کے مانند درختا رودر شرح عز او وغیرہ اور اختلاف فضل اور وصل
 مابین ارض بالغ ہنن تکثر ارض اور تعداد اوسکی کو باعتبار اور تمیز کے مابین طبقات
 کے از قسم الوان وغیرہ و سہل و سخت خیال نہ دارد احادیث ہے قال رسول اللہ
 صائم فجار بنو آدم صرح الخواہ طبقات ملتصقہ ہوں خواہ منفصلہ مگر چونکہ اسکی تفسیر
 میں روایت مرفوعہ ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی وغیر میں
 اصح واعمال الباب ہے اگرچہ اوس میں باعتبار طرق غرایبہ میں جمیع ہے اور القطار
 سے اتصال سند نہیں اور ارسال ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے ارشاد صادر
 شرح بخاری لکھا مگر ناہم قول فصل ہے مابین اراضی سبعہ سلفاً وخلفاً متعلق بالقبول
 مابین السما والفلج ہے اگرچہ بعض تکلمیں سے اسکی برخلاف قول ہے کہ اراضی

متجاوہ ملتصقہ ہیں وعن بعض المتکلمین ان التلیت فی الحدو خاصہ وان السبع
 متجاوہ ۱۲ من قسطلانی ۱۲ اور حسنی محل کیا عدد سبعہ کو اویراقا لیم سبعہ کے وہ ثابتہ
 ہے کہ قال ابن کثیر ومن محل فی الک علی شیخ اقلیم فقد اتحد البختہ وخالف القصر
 من قسطلانی ۱۲ یعنی وہ دور جدا کیا چراگاہ میں بختہ ایک قسم ہے کہ اس کی اسکو

تطبیق حاصل ہو درمیان اس واسطے کے اور قول الجہن کے جو یہ ہے و تہم من یری
ان الارض شیخ علی الاختصاص والارتفاع کدرجی المراقی من تفسیر روح البیان
یعنی بلند درجہ زمینوں کے یعنی سطح زمین کے شکل بلکہ اس کے شکل کو  بلند
اور پستی کو پستی یہ شکل حادی ہے انبساط اور ارتفاع کو اور یا شکل ہو سکتی ہے
واقعی تحقیق اہل حدیث شریف علما و محققین کے دربارہ وارد ہونے
شریف کے عقیدہ اوسط ہونے اور نیز اعلیٰ ہونے
جنت الفردوس کے اور اوپر اور سب جنتوں کے بطور جنت
کے عرش الرحمن ہے یعنی تطبیق لفظ اوسط اور اعلیٰ میں یہ ہے کہ ایک شیء اوسط
بھی ہو اور اعلیٰ ہی ہو بدین شکل مذکور ہو سکتی ہے کہ وہ دائرہ ہفتین یعنی
اصطوانہ مذکور یعنی ستون گول جو درمیان دو ایرستہ کے واقع ہے وہ سب ایر
محیط اپنی سے مرقع بلند ہو اور دائرہ ششمی جو متصل ہو سکتی ہے وہ اس سے
کو چک ہو علیٰ ہذا القیاس تا دائرہ ہفتین جو حاوی اور محیط ہے سب دائرہ ساتین
محاط اپنی کو یعنی سب دائرہ محیطہ نہر دائرہ محاطہ اپنی سے کو چک ہو جو شکل درجہ ہفتم
بغیر الفہم تو وہ دائرہ جو سب سے بلند تر ہے اور سب کے درمیان میں ہے اوپر
بدین اعتبار صادق آتا ہے مٹا اوسط ہی ہونا اور اعلیٰ ہی ہونا پس اگر دائرہ ہفتین
حاوی اور سافل سے جو سب سے کو چک تر ہے چڑھنا شروع کیا جاوے تا دائرہ
بلند تر تک جو درمیان سب دائرہ کے ہے تو جس نقطہ سے عروج و نزول شروع کیا جاوے
وہ ہی شکل درجہ پیدا ہو جاتی ہے یعنی ارتفاع و انخفاض و ایر مذکورہ خط مستقیم جو
عین مسامتہ الاراس پر حاوی نہیں حاصل ہوتا بلکہ لفظ خط شاخص کے جو اصطلاح
مالک کے طور پر ہوتا ہے وہ پیدا ہوتا ہے لفظ تحت و فوق مجازی کے مثل القایم تحت
ای بارہ کے آخری معنی اپنی اسناد و استناد الافاق حضرت مولانا محمد اسحاق محدث

تطبیق حاصل ہو رہی ہے اس واقعہ کے اور قول بعض کے جو یہ ہے وہ ہم منبری
 ان الارض سطح علی الانخفاض والارتفاع کدرجی المرافی من تفسیر روح البیان
 یعنی بلند و جہ زینوں کے یعنی سطح زمین کے شکل گنڈا (ملاحظہ ہو) بلند
 اور پستی کو ایسی شکل جاوی ہے انبساط اور ارتفاع کو اور ایک شکل ہو سکتی ہے
 حقیق اہل حدیث شریف علما محققین کے دوبارہ وارد ہونے
 شریف کے مقدمہ اوسط ہونے اور نیز اعلیٰ ہونے
 الفروغ کے اور اوپر اوسکی اور سب جہتوں کے بطور حجت
 کے عوش ارجمان ہے یعنی تطبیق نقطہ اوسط اور اعلیٰ میں یہ ہے کہ ایک شیء اوسط
 بھی ہوا اور اعلیٰ بھی ہو بدین شکل مذکور ہو سکتی ہے کہ وہ دائرہ ہفتین یعنی
 اصطوانہ مذکور یعنی ستون گول جو درمیان دو پرستہ کے واقع ہے وہ سب آیر
 محیط اپنی سے مربع بلند ہوا اور دائرہ ششمی جو متصل اوسکی ہے وہ اس سے
 کو چک ہو اعلیٰ مذکور القیاس تا دائرہ ہفتین جو جاوی اور محیط ہے سب دائرہ ساطین
 محیط اپنی کو یعنی ہر دائرہ محیط وہ ہر دائرہ محیط اپنی سے کو چک ہو جو شکل مربع ہے
 بغیر الفہم تو وہ دائرہ جو سب سے بلند تر ہے اور سب کے درمیان میں ہے اوپر
 بدین اعتبار صادق آتا ہے معاً اوسط بھی ہونا اور اعلیٰ بھی ہونا پس اگر دائرہ ہفتین
 جاوی اور سافل سے جو سب سے کو چک تر ہے جڑ نہا شروع کیا جاوی تا دائرہ
 بلند تر تک جو درمیان سب دائرہ کے ہے تو جس نقطہ سے عروج و نزول شروع کیا جاوے
 وہ ہی شکل مربع پیدا ہو جاتی ہے یعنی ارتفاع و انخفاض دائرہ مذکورہ محیط مستقیم جو
 عین مسامتہ الاراس پر جاوی نہیں حاصل ہوتا بلکہ بطور خط شاخص کے جو اوسط
 مالک کے طور پر ہوتا ہے وہ پیدا ہوتا ہے بطور تحت و فوق مجازی کے مثل القایم تحت
 الجارہ کے آخر سنی یعنی اپنی استناد استناد الافاق حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب

مانند عدم وصول اکثر بلاد طبقہ ارض علیا پہونچنا دعویٰ کا بذریعہ مداد خیر انبیاء مانند
تحقیق قسطلانی و زرقانی وغیرہ نسبت معنی و مطلب انرا بن عباسؓ نہ سمجھنا چاہئے
اور پرنالہ ہر سے بصورت نور عقل کوئی استعمال نہ کرتی فی النبوت یا قسمت ابتدائی وغیرہ
یہ نسبت نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم لازم نہیں آیا اور چونکہ یہاں دجھازی مذکور جلالت
فرق کلی کے درمیان حقیقت اور حجاز کے قائل ۱۱۲ اور مسلک امام فخر الدین رازی
کے تائید اس حدیث شریف صحیحین میں صریح ہے کہ آنحضرت صلعم روزِ حشر کنار دوزخ پر
آنحضرت رکھتی ہوگی اور خازن ان ذوالعین مالک دارِ وعدہ دوزخ اور کو جوخت شفاعت گنہگار
آنحضرت صلعم داخل ہوئے ہوگی بموجب برواگی حقیقی و تبارک جلالت غواضی
کر کے کمال کمال نہ دوزخ سے باہر لاؤنگی بشرطیکہ اوسکی قلب میں راہی کے دانہ
بھی برابر ایمان ہوگا پیر ملائکہ عرض کریں گے کوئی نہیں باقی رہا اوسوقت پروردگار
جل جلالہ اپنے تین سب بہر دوزخ میں سے نکالے گا فرمایا حضرت صلعم نے ثلث
حیثیات میں حیثیات ربانی یعنی خیال کرنا چاہئے تین بلین میرے رب کے لیون میں سے
یہ وہ لوگ ہوگی جنکو دعویٰ انبیاء نہیں پہونچی ہوگی اور صرف براہ نور عقل مطلب
توحید اور حشر بر ایمان لامی ہوگی کہ امر متحول ہے اسلیٰ کہ حبسیر اطلاق سدا
اور منہنی ہر چیز کا ہو سکی وہ ذات وحدہ لاشرک لہ تصداق سوا الاول والاخر
والظاہر والباطن ہے اپنی صفات کمال میں جانے کے اس مطلب پر براہ عقل چلے
یہاں سکتی ہیں اور جو ذات کہ موجد ہو سکتی ہے بدلیل مذکور یعنی اولیتہ اور آخریتہ
والظاہریتہ والباطنیتہ کیونکہ یہ اوصاف دلالت رکھتی ہیں قادریتہ کاملہ پر وہی
ذات منفی اور جہلکا ہو سکتی ہے اور اودہ پر قادر ہو سکتی ہے کہ اعادہ ایجاد ہی
ہوں ہے چنانچہ یہ امر حدیث مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے و ہوا ہوں علیہ
بہر ارشاد آنحضرت صلعم الذالوجہ نسبت منکرین حشر لقضیاء و تمثیل و القدر تیرا الہم فی

مانند عدم وصول اکثر بلاد طبقہ ارض علیا پہونچنا دعویٰ کا بذریعہ مدادۂ خیر انبیاء مانند
 تحقیق قسطلانی و زرقانی وغیرہ نسبت معنی و مطلب انرا بن عباس نہ سمجھنا چاہئے
 اور پر ظاہر ہے بصورت نور عقل کوئی استعمال نہ کرے کہ فی النبوت یا قسمت ابتدائی وغیرہ
 یہ نسبت نبوت حضرت خاتم النبیین صلیع لازم نہیں آیا اور چہرہ نہ ہا دھجازی مذکور نسبت
 فرق کلی کے درمیان حقیقت اور حجاز کے قائل ۱۱۲ اور سنگ امام فخر الدین رازی
 کے تاہم اس حدیث شریف صحیحین میں صریح ہے کہ آنحضرت صلیع روزِ حشر کنار دوزخ پر
 آنحضرت رکھتی ہوگی اور خازن ان لوگوں مالک دار و عدہ دوزخ اور کو جو سخت شفاعت گنہگار
 آنحضرت صلیع داخل ہوئے ہونگی بموجب بروا انکی مقتضائی و تبارک جلشنانہ عواضی
 کر کے نکال نکال نہ دوزخ سے باہر لاوینگے بشرطیکہ اوسکی قلب میں راسی کے دانہ نہ
 ابھی برابر ایمان ہوگا پھر ملائکہ عرض کریں گی کہ کوئی نہیں باقی رہا اوسوقت پروردگار
 جل جلالہ اپنے تین برابر دوزخ میں سے نکالے گا فرمایا حضرت صلیع نے ثلث
 حیثیات میں حیثیات ربی یعنی خیال کرنا چاہئے تین تین میرے رب کے لیون میں سے
 یہ وہ لوگ ہونگی جنکو دعویٰ انبیاء نہیں ہوچکی ہوگی اور صرف براہ نور عقل مطلب
 توحید اور حشر بر ایمان لائی ہوگی کہ امر مقبول ہے اسلی کہ حبیر الطلاق مدبر
 اور منہی ہر چیز کا ہو سکی وہ ذات وحدہ لا شریک لہ تصداق سوال اول والاخر
 واطاہر و الباطن ہے اپنی صفات کمال میں بجا نہ ہے اس مطلب پر براہ عقل پہ
 ایسا سکتی ہیں اور جو ذات کہ موجد ہو سکتی ہے بدلیل مذکور یعنی اولیتہ اور آخریتہ
 واطاہریتہ و الباطنیتہ کیونکہ یہ اوصاف دلالت رکھتی ہیں قادیانیتہ کاملہ پر وہی
 ذات معنی اور یہاں ہو سکتی ہے اور وہ پر قادر ہو سکتی ہے کہ عاودہ ایسا دسی
 ہوں ہے چنانچہ یہ امر حدیث مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے و ہوا ہوں علیہ
 بہار شاد آنحضرت صلیع الذال الحیۃ نسبت منکرین حشر قہرنا و تمثیلہ و القہریرا الہم فی

کے وصول دعوت بذریعہ آن بڑا غیر انبیاء کے بطور مذکور ممکن ہے اور مراد نزول
 امر سے نزول مذکور ہے چنانکہ سند اسکی قسطہ فی سبب شرح بخاری مذکور ہے
 و علی تقدیر ثبوت بحکم انبیا و الخیثم من تقیدی یہی ہذا الاسما و اسم رسول اکرم
 الذین یبلغون انبیاء و المراد یستی کل منہم باسم النبی الذی یبلغ عنہ مانند رسول ملائکہ کے
 قوله الخیثم المراد یستی کل منہم باسم النبی الذی یبلغ عنہ مانند رسول ملائکہ کے
 رسول شرعی نہیں ہیں جو بخانی نبی شرعی میں کہ تبلیغ احکام متعلق بدعوت الخلق الی الحق
 ہو بلکہ صرف پیغام رسائی ہی ہے اور ایمہ ظاہر ہے ترفیع رسول اور نبی مصطفیٰ شرعی
 سے کہ ہوا انسان لغتہ المراد یہ کہ کیا اشتباہ ہے اور فرق ہا دیان غیر انبیاء
 میں خواہ از قسم انسان ہوں خواہ از قسم جنات ہوں اور ملائکہ مذکورہ میں جو کہ
 سو وہ تو بقید مذکور ظاہر ہو چکا کہ تبلیغ ملائکہ متعلق بدعوت مذکور نہیں بخلاف تبلیغ
 جنات اس واسطے کہ اس گروہ کو نفس عدم رسالت شرعی میں جو منصب انبیاء
 نہیں ہے شرکت ہے ساتھ گروہ ہادیان غیر نبی کے بسبب شرکت جنات کچھ مضمر
 مطلب انہیں خافہم اور جاننا چاہئے اگرچہ نزول وحی لظاہر متعلق بقبض و اخبار
 ماضیہ اور آئندہ اور اطلاع ہی بعض ہو و ختمہ مانند نجاست یا پوش مبارک انحضرت
 صلعمین حالت نماز میں متعلق قصہ افک حضرت عائشہ رضہ مرویہ صحیح خصوص
 بخاری شریفہ اور مخفی ہونا جبر و کلیب یعنی ملاکتی کامزنیہ مشکوٰۃ شریفہ اور
 مانند اسکی از قبیل احکام نہیں معلوم ہوئے لکن تال کار متعلق باحکام ہے نظریہ
 احکام نسبت ان امور کے بنظر غایر بسبب گاہ منزل اور محل اسکا رسول اور نبی
 ہوا کہ جو مرسل و منیوش ہے طرف مکلفین کے وہ سب وحی داخل وحی نکاحیہ
 ہے بخلاف قسم و سری کے یعنی از قسم و اوحی رکب الی الخ لکرمیہ جو بعضی الہام ہے
 برابر ہے کہ ذی عقل نہو مانند نخل کے یا ذی عقل نہو مانند کرمیہ و اوجہنا الی ہم موسیٰ

کے وصول دعوت بذریعہ ان ہدایہ غیر انبیاء کے بطور مذکور ممکن ہے اور مرد و نر
 امر سے نزول مذکور ہے چنانکہ خدا و سکی قسط لانی سے شرح بخاری مذکور ہے
 و علی نقیہ بر نبوتہ یجمل انبکون الخفی ثم من قیدی یہی ہذا الاسما وسم رسول اللہ
 الذین یبلغون انبیاء الدلیلی کل منہم باسم النبی الذی یرتفع عنہ مانند رسول ملائکہ کے
 قوله ثم الدلیلی من الملائکۃ رسلا و من الناس الایۃ کہ باوجود اطلاق لفظ رسول
 رسول شرعی نہیں ہیں جو بخاری نبی شرعی میں کہ تبلیغ احکام متعلق بدعوت الخلق الی الحق
 ہو بلکہ صرف پیغام رسانی ہی ہے اور ایہ ظاہر ہے توفیق رسول اور نبی مصطلح شرعی
 سے کہ ہوا انسان لعنۃ اللہ علیہم نہ کہ کیا اشتباہ ہے اور فرق ہدایان غیر انبیاء
 میں خواہ از قسم انسان ہوں خواہ از قسم جنات ہوں ان اور ملائکہ مذکورہ میں جو
 سو وہ تو بقید مذکور ظاہر ہو چکا کہ تبلیغ ملائکہ متعلق بدعوت مذکور نہیں بخلاف تبلیغ
 جنات اس واسطے کہ اس گروہ کو نفس علم رسالت شرعی میں جو منصب انبیاء
 نہیں ہے شرکت ہے ساتھ گروہ ہدایان غیر نبی کے بس شرکت جنات کچھ کمتر
 مطلب نہیں خافہم اور جاننا چاہیے اگرچہ نزول وحی لظاہر متعلق بقصص و اخبار
 ماضیہ اور آئینہ اور اطلاع ہی بعض ہو و خفیہ مانند نجاست پاکویش مبارک انحضرت
 صلعم میں حالت نماز میں متعلق قصہ افک حضرت عائشہ رضہ مرویہ صحیح خصوص
 بخاری شریفہ او مخفی ہونا جبر و کلب یعنی پلاکتی کا مروتہ مشکوت شریفہ اور
 مانند اسکی از قبیل احکام نہیں معلوم ہوئے نگہ تان کا متعلق باحکام ہے لفظ شریفہ
 احکام نسبت ان امور کے نظر غایر بس ہر گاہ منزل اور محل اسکا رسول اور نبی
 نہ کہ جو مرسل و منیوث ہے طرف مکلفین کے وہ سب وحی داخل وحی کا یہ ہے
 ہے بخلاف قسم و سری کے یعنی از قسم و وحی ربک الی الخ کہ یہ جو بخاری الہام ہے
 برابر ہے کہ ذی عقل نہ ہو مانند نخل کے یا ذی عقل ہو مانند کریمہ و اوجینا الیہم موسیٰ

صلعم کا کہنا کہ ایک جانب ارض علیا سمجھی جاتی ہے اور دوسری جانب ہر سمت آسمان
 من حیث المجموع کیونکہ جبریل علیہ السلام وحی مذکور لائے تھے بالاسے ہر سمت
 آسمان سے اور اٹھ جاتے تھے زوی زمین علیا پر جو کہ مقرر تھا اور سکا یعنی وحی کا
 کہ رسول اللہ رسول امین رسول کریم تھے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ **۱** امام رسل
 پیشوا کی سبیل یا امین خدا مبط جبریل علیہ السلام اور یہ توقف ملا علی قاری رحم سے یعنی
 یہ کہنا کہ نہیں پایا ہمیں یہ قول واسطہ کسی اور کے زمرہ مفسرین سے سوای شیخ
 جلال الدین محلی رحم یہ مبنی ہے اور پر اس تحقیق کے کہ مراد وحی سے وحی بالا احکام
 ہو ہیں نفی مذکور نفی اس کیفیت کے ہے نہ نفی کلی اور نزول وحی کو لازم نہیں کہ
 یہ پہلے احکام اور تکلیف ہی ہو بلکہ ممکن ہے کہ وحی دوسری قسم کی ہو یعنی وحی تدبیر عالم
 اور اور قسم کے تصرفات کے ہو کہ شامل ہے جمیع الاشیء ہا فائدہ و بحالیکہ کو اور دیگر
 آسمان کو قولہ **لعم** و اوحی فی کل سماء امر یا فاقم وحی حاشیہ الجمل بذلک توقف من القاری

مبنی علی ان المراد بالوحی وحی التکلیف بالا احکام و لیس لازم لامکان حملہ علی وحی
 انصرف فی الکائنات لیس جانا جائے کہ اس تحقیق معنی عبارت جلالین اور حاشیہ
 الجمل سے وہ اعتراض عبارت دافع الوسواس اور ہو گیا اور پر سے شیخ جلال الدین
 محلی رحم کے جو فوریہ عبارت دافع الوسواس نے آخر صفحہ اپنے میں کیا تھا سنا تہ فقط
 بے باقی کے یعنی نسبت کے اتنی قلت تکرار و متبع کی طرف شیخ موصوف رحم کی دراز

افسی میں آئینہ مصفا مؤلف کا فانی چہرہ خود است و عبارت الخطیب الاکبر دن علی
 ان الامر بالقضاء والقدرة علی ان الامر بالقول لعم نہیں اشارہ الی ما بعد الاض
 الفی اللہی ہے اقضاء و بین السمار السنا لعم اللہی ہے اعلا یا فجر ہی امر امر قضاء
 و قضاء کے نہیں و عن فتادہ فی کل ارض من ارض و سماء من سماء خلق من خلقہ
 و امر من امر و قضاء و قیل ہو ما بدیرہ فیہ من عجائب تدبیرہ و قیل

صلعم کا کہنا کہ ایک جانب ارض علیا سمجھی جائے اور دوسری جانب ہر سفت آسمان
 من حیث المجموع کیونکہ جبریل علیہ السلام وحی مذکور لائے لیتے بالاسے ہر سفت
 آسمان سے اور اٹھ جاتے تھے زوی زمین علیا پر جو کہ مقرر تھا اور سکا یعنی وحی کا
 کہ رسول اللہ رسول امین رسول کریم تھے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ۵ امام رسل
 پیشوا ہی سبیل امین خدا مبط جبریل علیہ السلام اور یہ توقف ملا علی قاری رحم سے یعنی
 یہ کہنا کہ نہیں پایا ہم نے یہ قول واسطہ کسی اور کے زمرہ مفسرین سے سوای شیخ
 جلال الدین محلی رحم یہ مبنی ہے اور اس تحقیق کے کہ مراد وحی سے وحی بالا حکام
 ہو ہیں نفی مذکور نفی اس کیفیت کے ہے نہ نفی کلی اور نزول وحی کو لازم نہیں کہ
 یہ سیر یہ حکام اور تکلیف ہی ہو بلکہ ممکن ہے کہ وحی دوسری قسم کی ہو یعنی وحی تدبیر عالم
 اور اس قسم کے تصرفات کے ہو کہ شامل ہے جمیع الارضی ہذا عالم اور عالمیہ اور کبر
 آسمان کو قولہ لفظ و وحی فی کل سماء امر یا فاعلم فی حاشیہ الجمل و ہذا توقف معلق

یعنی علی ان المراد بالوحی وحی التکلیف بالا حکام ولین لازم لامکان حملہ علمی وحی
 التصرف فی الکائنات پس جانا چاہئے کہ اس تحقیق معنی عبارت جلالین اور حاشیہ
 الجمل سے وہ اعتراض عبارت دافع الوسواس اور ہو گیا اور ہے شیخ جلال الدین
 محلی رحم کے جو فوریہ عبارت دافع الوسواس نے آخر صفحہ اسے میں کیا تھا ساتھ فقط
 بے باقی کے یعنی نسبت کے اتنی قلت تکرار و تفتیح کی طرف شیخ موصوف رحم کی دراز

افسی میں آئینہ مصفا موقوف کا فی جہرہ خود است و عبارت التحلیف والا کثر دن علی
 ان الامر من القضاء والقدرة علی ہذا کیون المراد بقولہ لعم نہیں اشارہ الی ما بین الماضی
 الہی اللہ ہے اقصیا ما بین السما والسماء لعمتہ اللہ ہے اعلا ما فی جہرہ امر امر قضاء

و بقولہ فہن وعن قتادہ فی کل ارض من ارضہ و سماء من سماءہ خلق من خلقہ
 و امر من امرہ و قضا من قضائہ و قیل ہو ما یدبرہ فیہن من عجائب تدبیرہ و قیل

او چنانکہ ایک دوسرے پر قطار پانڈہ کر اور کچھ ایک آدمی بابت نجات حکام صادر
 سے جو کہ کار پر داندان جریان قضار و قدر کے نسبت صادر ہوئے ہیں کا رفا نجات
 الہیہ میں سن آئے ہیں جسوقت کہ اوں پر خیم ہوتا ہے بہاگ آتے ہیں یہی اور وہ
 ایک آدہ اجر جو ہونے والا ہوتا ہے جسکو سن آئے ہیں اپنے اخوان کو جو اخوان ^{شہید}
 میں کاسن اور اہل نجوم وہ سوچوٹ اور اپنی طرف سے ملا کر اوں کو خریدتے ہیں وہ
 اپنے معتقدین سے کہتی ہیں آخر وہ ایک امر تو ظہور کرنے والا تھا ہی اور سکی تحقیق
 کل کلام کو اور سکی راست سچتی ہیں کہ اس شخص کو غیب ذاتی ہے معاذ اللہ ^{عظیم}
 قال الفاضل الکامل الشیخ اسماعیل الحنفی الافندی رحمہ فی تفسیرہ المسمی بروح البیان
 تحت تفسیر الایۃ النبویۃ وخاتم النبیین کان اللہ کل شئی علیما قال ابن کثیر فی تفسیر
 ہذہ الایۃ ہے لقن علی انہ لانی بعدہ واذا کان لانی بعدہ فلا رسول الی طریق الا
 والاخرے لان مقام الرسالۃ اخص من مقام النبوة فان کل رسول نبی وانما کل
 ویدالک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رحمۃ اللہ بالعباد ارسال
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم من شہد لہ ختم الانبیاء والمرسلین بہ واکمال الدین الخف لہ وہدایہ
 فی کتابہ ورسولہ فی السنۃ المتواترۃ من کلامہ لانی بعدہ لیعلمون کرم ربی ہذا المقام
 بعدہ کذات افاق وجمال ضلال مضل ولو تحرق وتشتعل والی بالانواع السحر والظلم
 والنجرات وکلہا محال و ضلال عند اول الالباب ثم قال الفاضل الکامل کذا فی تفسیر
 الخذ کو فرمایا منہ غیر لعید و تنبیاً رجل فی ذہن ابی حنیفہ رحمہ وقال اہل بولی حتی اجی
 بالعلامات فقال ابو حنیفہ رحمہ من طلب منہ علامۃ فقد کفر لقولہ علیہ السلام لا یجی لعدی
 کذا فی مناقب الامام و فی الفتوحات المکذبتہ وانما الکلم الحقیقۃ البصغری السلام الذی
 سلم علی نفسه یا واد علی سلام الذی سلم علی نبیہ اسی سلم لعل السلام علیہ وعلیہ
 عباد اللہ الصالحین بعد قولہ السلام علیہا الیہی لا یجی علیہ علیہ و قال ہذا السلام

او چہ اتلی ایک دوسرے پر قطار باندہ کر اور کچھ ایک آدمی بات نہجہ حکام صادر
 سے جو کہ کار پر د ازان جریان قضا و قدر کے نسبت صادر ہوتے ہیں کا رخصت
 الہیہ میں سن آتے ہیں جسوقت کہ اوپر خیم ہوتا ہے بہاگ آتے ہیں نیچے اور وہ
 ایک آدھ امر جو ہونے والا ہوتا ہے جسکو سن آتے ہیں اپنے احوال کو جو احوال
 میں کامیں اور اہل کجی وہ سوچوٹ اور اپنی طرف سے ملا کر اونکو خبر دیتے ہیں وہ
 اپنے معتقدین سے کہتی ہیں آخر وہ ایک امر تو ظہور کرنے والا تھا ہی اوسکی معتقدین
 کل کلام کو اوسکی راست سچتی ہیں کہ اس شخص کو غیب ذاتی ہے معاذ اللہ متناہض العظم
 قال الفاضل الکامل الشیخ اسماعیل الحنفی الافندی رحمہ فی تفسیرہ المسمی بروح البیان
 تحت تفسیر الایۃ الشریفۃ وخاتم البیین کان السکر کل شئی علیما قال ابن کثیر فی تفسیر
 ہذہ الایۃ ہے نص علی اللہ لا نبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالی طریق اللہ
 والاخرے لائ مقام الرسالۃ احص من مقام النبوة فان کل رسول نبی ولا یخیر
 وید الیک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رحمۃ اللہ بالاحیاء وارسال
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم من الشہر لہ ختم الانبیاء و المرسلین بہ واکمال الدین الخف لہ وقد اجمہر
 فی کتابہ ورسولہ فی السنۃ المتواترۃ من لائ نبی بعدہ لعلہ من کتب جمیع ہذا المقام
 بعدہ کذات افاک وجمال ضال مضل ولو تخرق و تشعبد والی بالانواع السحر والظلم
 والنیرجات وکلیہا محال و ضلال عند اولی الالباب ثم قال الفاضل الخازن فی تفسیرہ
 الخذ کو قریر بامتہ غیر جید و تنبأ رجل فی زمن ابی حنیفۃ رحمہ وقال اہل بولنی حتی اجی
 بالاعلام فقال ابو حنیفۃ رحمہ من طلب منہ علم اللہ فقد کفر لقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی
 کذا فی مناقب الامام و فی الفتوحات المکملۃ وانما لم یحطف بالمعنی السلام الذی
 سلم علی نفسہ یا و علی سلام الذی سلم علی نبیہ ای لہم لعلہ و السلام علیہ و علی
 عباد اللہ الصالحین بعد قولہ السلام علیہا البیانی لہ ابو حنیفۃ علیہ و قال ہذا السلام

ولکن رسول اللہ و لکن کان محمد رسول اللہ و خاتم النبیین ختم السیرۃ النبیین قبلہ لا یکن
 نبی بعدہ ۱۲ ان تفسیر عباسی فرمادیکین بغیر خدا است و مہر پیغمبر است یعنی بعد از
 حج پیغمبر نباشد ۱۳ فتح الرحمان ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ
 رسول اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر ۱۴ ترجمہ اردو مولانا شاہ عبد القادر بن
 حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ۔ قدّم فی یوم الاحد ثلث عشرۃ من مہر مضاف
 المبارک الذی انزل فیہ القرآن فیہ لیلۃ ضی من الف لیلۃ اعظمتہا امتہ خیر الامم
 امتہ خاتم النبیین نبی آخر الزمان علیہ صلوة اللہ الرحمان۔

قسط اس مہر کا دواختم بعد انہیں ملکہ فرب تر ہے کہ مثبتین خواہم سے
 عجب انہیں کہ بحوالہ حدیث ان اللہ تم خلق مائۃ الف آدم اثبات مطلب خواہم سے
 کرین جسکو روایت کیا ہے حضرت شیخ اکبر یعنی شیخ حمی الدین محمد بن الغری قدس سرہ
 نے فتوحات مکیہ میں اور بطور نقل حکایات بعض مشاہدات اپنے کے وقت طواف
 کعبہ مخطہ شرح اس حدیث شریف کی بدینطور کی کہ یہ مخطور ہوا کہ یہ معاملہ عالم مثال
 سے ہے نہ عالم نہو سے اور توجہ اسکی حضرت محمد الف ثانی شیخ احمد سہروردی
 قدس سرہ نے اسطورہ برکی کہ جس سے لعدوا وادھم ثایت نہو بلکہ تو خدا آدم ثابت
 ہو چنانچہ نقل حکایت مذکور اور شرح حدیث مذکور ہم آخر کلام میں بیان کر چکے ہیں
 اور تحقیق حضرت محمد و محمد کا تیب اونکی کے مکتوب بجا ہوا و ثبوت حلیہ ثانی میں موجود ہے
 جو نام خواہ محمد تقی صاحب مرحوم کے مرقوم ہوا ایس میں کہتا ہوں کہ اس سے
 مطلب حاصل انہیں ہو سکتا بلکہ معاملہ دیگر گون ہے بچید و چہ اول تو خود ناقل حدیث
 نے یعنی شیخ اکبر نے منطوق حدیث مذکور کو عالم مثال پر منطبق کیا اور منہا قیضہ صادر
 منتقین جو اہم سے اور ناہین اونکی کے درمیان عالم اسنادہ واقع ہے چنانکہ حضرت
 محدوس نے اوسکو قبول فرمایا کہ یہ عالم شہادت سے انہیں نیک شہیدہ ہے عالم

سطح اس مہر کا دواختم

ولکن رسول اللہؐ کو کان محمد رسول اللہؐ خاتم النبیینؐ ختم السریہ النبیینؐ قبلہ الیکون
نبی الجودہ ۱۲ انن لقنیر عباسی نو ولکن بغیر خدا است و ہر پیغمبر آتست نبی الجودہ
ہر پیغمبر باشد ۱۲ فتح الرحمان ترجمہ حضرت شاہ ولی السیرت دہلوی قدس سرہ
رسول ہے اللہ کا اور ہر سب نبیوں پر ۱۲ ترجمہ اردو مولانا شاہ عبد القادر بن
حضرت شاہ ولی السیرت قدس سرہ۔ قدم فی یوم الاحد ثلث عشرۃ من مہرمضان
البارک الذی انزل فیہ القرآن فیہ لیلۃ فیمن الف لیلۃ اعطیتہا امۃ خیر الامم
امۃ خاتم النبیینؐ نبی آخر الزمان علیہ صلوٰۃ اللہ الرحمان۔

قسط اس مہینہ و چشم بعد انہیں بلکہ قریب تر ہے کہ متنبین جو انہم سے
عجب انہیں کہ بحوالہ حدیث ان اللہ تم خلق مائۃ الف آدم اثبات مطلب خواہم سے
کرین جسکو روایت کیا ہے حضرت شیخ اکبر یعنی شیخ حمی الدین محمد بن الخری قدس سرہ
نے فتوحات مکئہ بن اور بطور نقل حکایات بعض مشاہدات اپنے کے وقت طواف
کعبہ مغلہ شرح اس حدیث شریف کی بدینطور کی کہ بہم منظور ہو کہ اینہ معاملہ عالم مثال
سے ہے نہ عالم شہود سے اور توجہ اسکی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سہروردی
قدس سرہ نے اسطورہ پر کی کہ جس سے لغو وادام ثابت ہو بلکہ تو خدا آدم ثابت
ہو چنانچہ نقل حکایت مذکور اور شرح حدیث مذکور ہم آخر کلام میں بیان کر چکے فقط
اور تحقیق حضرت مجدد مغلہ مکاتیب اونکی کے مکتوب بجاہ ششم جلد ثانی میں موجود ہے
جو بنام خواجہ محمد تقی صاحب مرقوم کے مرقوم ہوا ایس میں کہتا ہوں کہ اس سے
مطلب حاصل انہیں ہو سکتا بلکہ معاملہ دیگر گون ہے بچید وجہ اول تو خود ناقل حدیث
لے یعنی شیخ اکبر نے منطوق حدیث مذکور کو عالم مثال پر منطبق کیا اور سنا قشہ ہداری
متنبین جو انہم سے اور منافین اونکی کے درمیان عالم اسنادہ واقع ہے جیہا کہ حضرت
مجدد نے اوسکو قبول فرمایا کہ بہم عالم شہادت سے انہیں ناکہ شعبہ عالم سے عالم

قسط اس مہینہ و چشم

بالفرض التقدير اگر حضرات صوفیہ صافیہ کرام میں سے اکابر یا تدریج اکبر شیخ کبیر
 صدر الدین قونیوی معاصر حضرت جلال الدین محمد مولانا روم اور شیخ نانی شیخ محب العسکری
 الہ آبادی وغیرہم کا قول مشکوف معارض ہو کسی مسئلہ اصول دین کو خدا نخواستہ
 باشد کہ کسی طور موافقہ نہیں ہو سکتا تو وہ مذہب مذہب متصور اور قبول نہیں ہو سکتا
 اور نہ قابل اعتقاد و اتقیا و اتباع ہے اول تو یہ کہ بنابر اصول دین اور شریعت
 اور اہل نام اور رویا اور وفایع اور منام اور کامل اور نفاصل و رشتہ یعنی اولیٰ و ثانیہ
 بینک وغیرہ حالات پر نہیں چھوڑے گئے بلکہ اوپر وحی کے قرار پائے ہاں اگر
 یہ امور موافق اصول دین ہوں تو معتبر ہیں عمارہ مؤکدات دین سے ہیں کیا
 نہیں دیکھا تو نے اسی طالب نصفت کہ دیکھنا آنحضرت کا خواب میں باوجود
 چہاں الیہ صحت نبوت کے کہ بردار نبوت میں سے ہے حبیباً کہ تحقیق اسکی بعض
 قسطاں میں گذری دیکھنی والی کو صحابی نہیں کہہ سکتی چنانچہ تکمیل ایمان
 میں حضرت شیخ عبدالحی محمد دہلوی قدس سرہ لکھتی ہیں بالجملہ نصیحت آنست
 کہ در معتقدات و احکام کفر و ایمان از سواد اعظم بیرون نباید رفت و باید آئیم
 مجتہدین باید بود خصوصاً در بابہ اتفاق و اجماع و در ادب و اخلاق تابع مشایخ
 باید بود و حسن ظن و اعتقاد در ایشان باید آنست و توجہ و تطبیق کلام ایشان
 با کلام علماء و مجتہدین باید نمود و در ریاضات و مجاہدات قدم سعی باید نهاد و کار
 باید کرد و اگر استخوان کالیست و نیتہ صادق و مجاہدہ قوی انجہ از احوال و موجد
 و الواکشف و یقین است خود پر توہ خواب انداخت از رفوہ و تکلف و تقلید
 در باب اعتقادات ملاحظہ باید کرد و احتیاط باید نمود و موافق و فقہاء و ائمہ
 لکاتب ویرینی امی گویم یا اینہم معارف و بکاشفت و حالات رفیع و علم وسیع شیخ اکبر
 موصوف قدس سرہ سے در بارہ اجتہاد و مسئلہ ایمان فرعون بعین بن خلاف نام

بالفرض تقدیر اگر حضرات صوفیہ صافیہ کرام میں سے اکابر یا تدریج ایک شیخ کبیر
 صدر الدین قونیوی معاصر حضرت جلال الدین محمد مولانا روم اور شیخ ثانی شیخ محبہ السر
 الدی بادی وغیرہم کا قول منکشف معارض ہو کسی مسئلہ اصول دین کو خدا نخواستہ
 باشد کہ کسی طور و توجہ نہیں ہو سکتا تو وہ مذہب مذہب تصور اور مقبول نہیں ہو سکتا
 اور نہ قابل اعتقاد و اتقیا و اتباع ہے اول تو یہ کہ بنابر اصول دین اور عقائد
 اور الہام اور رؤیا اور وقایع اور منام اور کمال اور لغاس و رشتہ یعنی او نگاہ نگاہ
 بینک وغیرہ حالات پر نہیں چھوڑے گئے بلکہ او پر روحی کے قرار پائے ہاں اگر
 یہ امور موافق اصول دین ہوں تو معتبر ہیں عمارہ مؤیدات دین سے ہیں کیا
 نہیں دیکھا تو نے اسی طالب مصطفیٰ کہ دیکھنا آنحضرت کا خواب میں باوجود
 چھیا لیسویں نبوت کے کہ پر از نبوت میں سے ہے جیسا کہ تحقیق اسکی بعض
 قسطاس میں گذری دیکھنی والی کو صحابی نہیں کہہ سکتی چنانچہ تمکیل ایمان
 میں حضرت شیخ عبدالحی محمد ثانی دہلوی قدس سرہ لکھتی ہیں بالجلد نصیحت است
 کہ در معتقدات و احکام کفر و ایمان از سواد اعظم بیرون نباید رفت و تابع آئمہ
 مجتہدین باید بود خصوصاً در بارۃ اتفاق و اجماع و در ادب و اخلاق تابع مشایخ
 باید بود و حسن ظن و اعتقاد در ایشان باید داشت و توجہ و تطبیق کلام ایشان
 با کلام علماء و مجتہدین باید نمود و در ریاضات و مجاہدات قدم سعی باید نهاد و کار
 باید کرد و اگر اسناد و کتب است و بنیت صادق و مجاہدہ قوی انچہ از احوال و موجد
 والا کشف و یقین است خود پر توجہ و اہد انداخت از رفوہ و تکلف و تقلید
 در باب اعتقادیات ملاحظہ باید کرد و احتیاط باید نمود و ہو الموفق و فقہ السلام
 لکما یحب ویرضی ۱۲ جمی گویم یا اینہمہ معارف و بکاشفت و حالات رفیع و علم وسیع شیخ اکبر
 موصوف قدس سرہ سے در بارہ اجتہاد و مسئلہ ایمان فرعون بعین بن خلاف کام

نگاه کرد و فرمود که من از جمله اجداد تو ام پرسیدم که مال است از فوت
 تو فرمود که از فوت من زیاده از چهل هزار سال است من از روی تعجب
 گفتم که از ابتدا خلقت آدم الی البشر علیه السلام تا ادم هفت هزار سال
 تمام نشده است و فرمود تو از کدام آدم می گویی این آدم است که در اول
 دوره هفت هزار سال خلق شده است شیخ فرمود این وقت حدیث بنوی عبد السلام
 که سابق بخبر یافت بخاطر گذشت که مویدا بقول است محمد و ما مکرمه دین مسلم
 بعنایت الله سبحانه النچه برین غیر ظاهر گشته است آنست که اینها آدم که پیش
 از وجود حضرت آدم علیه السلام گذشته اند و وجودشان در عالم مثال بوده است
 در عالم شهادت همین حضرت آدم است که در عالم شهادت موجود گشته است
 و در زمین خلافت یافته است و سجود ملائک شده است فائده مافی الباب آدم
 چون بر صفت جامعیته موقوف گشته است و در حقیقت خود لطایف و اوصاف بسیار
 دارد پیش از وجود او لقب و امتطاء و در هر وقتی از اوقات صفاتی از صفات یا
 لطیفه از لطایف او بایجاد خداوندی جل سلطان در عالم مثال موجود گشته و
 بصورت آدم ظاهر شده و مستقی با اسم او گشته و کار و بار آدم منتظر از وی
 بوجود آمده حتی که تو الی و تناسل که مناسب عالم مثال است نیز ظهور یافته
 و کمالات صوری و معنوی مناسب این عالم نیز یافته و ثانیان عذاب و
 انواب گشته بلکه در حق اوقایم شده بهشتی یا بهشت و دوزخی بدوزخ رفته بعد از آن
 وقتی از اوقات مشیت الله تعالی صفتی باطنیه دیگر از صفات و لطایف او در
 سیاهان عالم منقذ ظهور آمده و کار و بار که از ظهور اول بوجود آمده بود از ظهور ثانی نیز
 بوجود آمده و چون آن دوره تمام شد آخر الامر چون آن نسخه جامع در عالم شهادت
 بایجاد خداوندی جل سلطان بوجود آمده و فیصل او تعالی معزز و مکرم شده اگر

نگاه کرد و فرمود که من از جمله اجداد تو ام پرسیدم که شال است از وقت
 تو فرمود که از وقت من زیاده از چهل هزار سال است ممکن از و سبب تعجب
 گفت که از ابتدا خلقت آدم ابی البشر علیه السلام تا ادم هفت هزار سال
 تمام نشده است فرمود تو از کدام آدم میگوئی این آدم است که در اول
 دوره هفت هزار سال خلق شده است شیخ فرمود من وقت حدیث بنوی علیه السلام
 که سابق بخبر یافتن بخاطر گذشت که مویلا بقول است محمد و ما مکرمه و دین مسلم
 بعنایت الهی سبحانه انچه برین مختصرا بگفته است آنست اینهمه آدم که پیش
 از وجود حضرت آدم علیه السلام گذشته اند وجودشان در عالم مثال بوده است
 نه در عالم شهادة همین حضرت آدم است که در عالم شهادة موجود گشته است
 و در زمین خلافت یافته است و سجود ملائک شده است غایتی مافی الالباب آدم
 چون بر صفت جامعیته مخفی گشته است و در حقیقت خود لطایف و اوصاف بسیار
 دارد پیش از وجود او لقب و نام و هر وقتی از اوقات صفاتی از صفات یا
 لطیفه از لطایف او بایجاد خداوندی جل سلطانه در عالم مثال موجود گشته و
 بصورت آدم ظاهر شده و مستقی با اسم او گشته و کار و بار آدم منتظر از وی
 بوجود آمده حتی که تو الودت و تامل که مناسب عالم مثال است نیز بطور پویسته
 و کمالات صوری و معنوی مناسب آن عالم نیز یافته و ثنایان عذاب و
 ثواب گشته بلکه در حق او قایم شده بهشتی بهشت و دوزخی بدوزخ رفته بعد از آن
 وقتی از اوقات مشیت الهی که لای صفی بالطنقه دیگر از صفات و لطایف او در
 سیاهان عالم منقذ ظهور آمده و کار و بار که از ظهور او بوجود آمده بود از ظهور ثانی نیز
 بوجود آمده و چون آن دوره تمام شد آخر الامر چون آن نسخه جامع در عالم شهادت
 بایجاد خداوندی جل سلطانه بوجود آمده و لفیصل او تعالی معزز و مکرم شده اگر

مجلس کے کبریٰ کثیر اور کبریٰ احد اور کبریٰ کبیر اور کبریٰ صغیر اور کبریٰ رفیع اور کبریٰ عزیز علی
 سو تاسع اور کبریٰ متحرک اور کبریٰ ساکن فاضلہ و لا تو تم کیں علی مدار القیاس مذاہن وجوبہ
 اس حدیث ان الصراط الف مائتہ آدم کے فقرہ اولی اثر ابن عباس صریح جو
 فیہ آدم کا ذکر ہے جو امام قسطلانی نے اور امام سیوطی وغیرہ نے کی ہے وہ ہی
 مراتب کے جو مطابق ہے معنون عقاید اسلام کے پس مطابق مندرجہ اثر کے مطلق اثر
 میں جو فقرہ فیہ نبی کتبکم اور فیہ محمد کلمہ ہدایت دیکر ہے تو ہر صورت دہر اول مطابق اولی
 وجوبہ قرار دینا واجب ہے اسلی کہ مرتبہ اثر کثیر اخیر ہے اور نیز مرتبہ خاتم افضل ہے
 مرتبہ اول ہے جو آدم ہے فقط الصافات شرط ہے۔ موعظہ حسنہ صد و خطا احسب
 نہیں اکابر سی سے ہمارے موقوف ہے اور اوہوں ہی کی خطا کا بھی اعتبار ہے حکمی
 صواب کا اعتبار ہے نقص فضل کمال و دیانت نہیں بلکہ رجوع خطا سے بعد وضوح خطا
 طریق اکابر سلف صالح ہے زیادہ تر رون بخش ہے امام بیہیمہ کے بمقابلہ بلا مذہ
 اپنے کے بعد اسباب میں رجوع ثابت ہے جو موجب اعزاز و افتخار دارین اونکی کا
 ہوا اور نہ موجب تنافز اور تمییز و تعلق و تباہی گری اونکی کا تو ابلیکہ موجب اس خطا
 نہ صرف لایتنوا عفتوا ولا تذابرا ولا تقاطعوا و اولوا عباد اللہ اخوانا اور موجب
 تواضع اور تواضع ہوا۔ مخلص و مستدار عالم فقیر شیخ محمد کاتب الحروف علی غلظ
 حکایت ابنی معانیہ کے کرتا ہے کہ مسئلہ ہجری قدسی پہنچی سیبہ رہ سقن ابن داؤد
 میں پیش خدمت حضرت اوشا ذی اوشا و الافاق ہونا الحاج محمد اسحاق محبت
 قدس سرہ شاہچان آباد میں وقت چار گہری روز بروز آمدہ سبق پر رہا تھا اور
 پانچ بار صاحب جو ہمیشہ سنا مع ہے وہ بھی موافق معمول حاضر تھی ایک شخص آگاہی
 آگاہ فتویٰ پیش کیا حضرت مدوح نے اوپر پرست فرمادی دوبارہ افتاء سبق
 مذکور میں وہی شخص آیا گاؤہ سابق مذکور اور اور فتویٰ دوسرا یا پیش کیا حضرت

الحج اسباب یہ عقیدہ عقیدہ اسلام نہیں اختراع جدید ہے اور ابتدای طریقت
 میں کہ شرکت فی البیت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین لازم آتی ہے کیونکہ
 ملائم نبی ہوگا بالضرور اور نوحہ ختم نبوت کی قطعات سے تو خاتم النبیین بھی اور ان
 بعثت سے تا انقرضت ان زمان خاتم النبیین سے ہے خواہ زمان حیاتیہ بشر
 خواہ زمان فانیہ مبنیہ اور یہ عذر کہ خاتم مستقبل از زمان بعثت گذر چکی اسبغون
 دریل شرعی منتہی اور خاتم نہیں ہوا بخلاف حضرت عیسیٰ و حضرت الیاس
 کے کردہ سے نبی نہیں ہوئی تاکہ شرکت لازم آئی بلکہ قدیم النبوت سابق النبوت
 باقی النبوت منسوخ النبوت علیہ الیغیر الخ لہذا میں اس عقیدہ خلاف ہے عقیدہ
 اہل اسلام کے خصوص اہل سنت و جماعت کے بموجب اس واقعہ قول الخ
 ہستم کتاب تہذیب اوشاک و رسالی حتمہ اللہ علیہ و علیٰ آلہ و عقبہ لا ھلککم
 فی النبوت بحمد اللہ علیہ وسلم خلاف ما قالہ البردوا فی ان علیا کان شریکاً

لہ صلعم فی النبوت و ہذا منہم کثیر انتہی قطعاً نہایت سے کیونکہ اسکا ان میں مذکور
 میں انہی نہیں جو کہ متدل یہ ہے محض اختراع جدید ہے اور ابتدای طریقت
 اور نہایت قول غیر سند لغو بالمرسوع العلیہ من الشیطان الرجیم المرید والہ علیہ
 و علیہ اکمل و انہم و احکم و احکم اس ترک کی وہ بھی صحیح ہے بھی مادی غیر نبی
 ساتھ ان اسرار کے جیسا کہ امام قسطلانی نے اور امام زرقانی اور شیخ جلال الدین
 سیوطی رحمہم اللہ کی اور نہ خاتمیت زمانی یعنی بطور ترتیب سلسلہ و مراتب زمانہ
 ہے اور اس میں اعتبار کرنی آخر الزمان بعثت شرعی ہے ثابہ بدلفصوص قطعہ
 ہے اور منکر منہم الاجماع ہے کتب شیخ محمد فاروقی تہذیبی عنہ
 بلاشبہ قول کرنا ساتھ تحقیق جہ خاتمہ کے طبقات تختانیہ ارض میں کسی قدر
 اہل سنت و جماعت کے مطلقاً فرق اہل اسلام سے نہیں بنائیں یہ قول اختراع

ایک ایسا یہ عقیدہ عقیدہ اسلام نہیں اختراع جدید ہے اور ابتداء طریقیہ
 ایسی کہ شریعت فی النہایت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین لازم آتی ہے کیونکہ
 نہ تم نبی ہو کا بالضرور اور نبوت ختم ہو چکی قطعات سے تو خاتم النبیین جو ہی اور ان
 بعثت سے تا انفسرائن بان زمان خاتم النبیین ہے ہے خواہ زمان حیاتیہ بشر
 خواہ زمان فانیہ منینہ اور یہ عذر کہ خاتم النبیین قبل از زمان بعثت گذری کی اسبغیہ
 دریل شمر علی مشرق اور تاجیم نہیں نبوی الخلفاء حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علی
 کے کردہ نئے نبی نہیں جو ہی تاکہ شریعت لازم آئے ملکہ قدیم النبوت سابق النبوت
 باقی النبوت منسوخ الشریعۃ تابع الشریعۃ الخدیشین میں اس عقیدہ خلاف ہے عقیدہ
 اہل اسلام کے خصوص اہل سنت و جماعت کے بموجب اس واسیہ قول العجائب
 ہشتم کتاب مہدی ابوشامہ رسالی حمۃ المر علیہ و بحجۃ الاعتقاد باقہ اماکان لاحد کتبت

فی النبوت محمد صلی المر علیہ وسلم خلاف ما قالہ الروافض ان علیا کان شریکاً
 لصلحہ فی النبوت و ہذا منہم کفر انتہی قطع نظر خاتمیت سے کیونکہ اسکا واسا نہیں مذکور
 میں انجری نہیں جو کہ مستدل یہ ہے محض اختراع جدید ہے اور ابتداء طریقیہ
 اور نہایت قول غیر سند لغوہ بالمرسمع العلم من الشیطان الرجیم المرید المرید علیہ السلام
 و علیہ کل وانہم و احکم و احکم اس خبر کی وہ ہی صحیح ہے بھی مادی غیر نبوی
 ساتھ ان اسما کے جیسا کہ امام قسطلانی نے اور امام زرقانی اور شیخ جلال الدین
 سیوطی حمہ المرید کی اور یہ خاتمیت زمانی یعنی بطور ترتیب سیاسیہ و مدت زمانہ
 ہے اور اس ہی اعتبار کر کے آخر الزمان بعثت شریعی ہے ثابہ یہ لموضوع قطعہ
 ہے اور مسلمین جمہ الامام سے کتبہ شیخ محمد فاروقی تھا لونی عنہ
 بلاشبہ قول کرنا ساتھ تحقیق چہ چہ امتوں کے طبقات تختانیہ ارض میں کسی غیر
 اہل سنت و جماعتہ تاکہ مطلقاً فرق اہل اسلام سے نہیں سنایا پس یہ قول اختراع

بوالغیرہم لکن۔ جواب حضرت عجیب بقیۃ المحدثین بارگاہ السنی عمرہ و فیضہ
حق تعالیٰ ہے اور مطابق ہے آیات و احادیث کے اور انہیں عباسی قطع نظر
اس کے کہ اسکی اسناد میں کلام کرتی ہیں مخالفت ہے آیات اور احادیث صحیحہ
کے پس یہ نقطہ الاعتبار ہوگی لاحوالہ اور اعتقاد نبوت کی واسطی دلیل قطعی غیر
معارضین جاہلی تا کہ لازم نہ آوی اعتقاد نبوت بلا دلیل قطعی اور اعتقاد نبوت

غیر نبی کفر ہے کا قال الملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اعتقاد نبوت من لیس

بیشی کفر انتہی۔

خبر الکفر	لکن	عبد محمد یوسف	دک	محمد مسعود	دک	عبد الرحمن	دک
-----------	-----	---------------	----	------------	----	------------	----

الجواب صحیح و اجماع صحیح

محمد یعقوب	دک
------------	----

۔

بیت روہان محمد شاہ	دک
--------------------	----

۔

بیت روہان محمد شاہ	دک
--------------------	----

ما قولہم رحمۃ اللہ علیہم کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا
نسبتہ جمیع طبقات اراستی کے سوا ہی طبقہ ارض علیا کی انسانیت نہ کری اور کسی کو علی نہیں
انبیاء علیہم السلام کی خاتم ہونے جو کہ آدم علیہ السلام سے لیکر آتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اس ہی طبقہ ارض علیا میں ہوئی فقط پس عقیدہ عقیدہ اہل اسلام خصوصاً اہل سنت
و جماعت ہی یا نہیں اور ایسی شخص کی چھٹی نماز جاری یا نہیں یا نہیں یا نہیں اور
الحواس یہ عقیدہ عقیدہ اہل اسلام ہرگز نہیں خصوصاً اہل سنت و جماعت کا
پس ایسا شخص مسلمان نہیں ہو سکتی چھٹی نماز جاری نہیں کیونکہ وہ منکر ہے عموم بقیۃ
حضرت خاتم النبیین کا صلہ جو کہ ثابت ہے خصوصاً قطع قرآنی کے قولہ لکم و لکن
رسول اللہ و خاتم النبیین کریمہ و ما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا اظہر تبارک

الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالیین نذیرا او منکر ہی او سکا جو کہ ثابت
ہے احادیث مشاہیر سے جو کہ قدر مشترک ہر چہ متواترات میں ابند اگر سلت

الخال کافۃ وغیرہ اور یہ مسئلہ انجاء عام کا راجع ہی ہو گیا ہے کہ اس عقیدہ پر اجماع اہل اسلام
منہموں اہل سنت و جماعت ہے پس منکر او سکا ہرگز مسلمان یا نہیں ایسے شخص کے چھٹی

بوالفہم الہم لکن۔ جواب حضرت عجیب بقیتہ المحدثین بارگاہ السرفی عمرہ و فیضہ
حق یقینی ہے اور مطابق ہے آیات و احادیث کے اور انہیں عباسی صریح قطع نظر
اس کے کہ اسکی اسناد میں کلام کرتی ہیں مخالف ہے آیات اور احادیث صحیحہ
کے پس باقظ الاعتبار ہوگی لامحالہ اور اعتقاد نبوت کی واسطی دلیل قطعی غیر
معارضہ جاری نہی تاکہ لازم نہ آوی اعتقاد و نبوت بلا دلیل قطعی اور اعتقاد و نبوت

غیر نبی کفر ہے کما قال الامام علی قاری رحمہ فی ضوابط المعانی اعتقاد و نبوت من لیس

بنی کفر انتہی۔ [خبر الکفر] [لو کہ] [عبد محمد یوسف] [دکتر] [محمد مسعود] [دکتر] [عبد الرحمن بن ابی نعیم]

الجواب صحیح و عجیب صحیح [محمد یعقوب] [دکتر] [بہار روحان محمد تہا] [دکتر] [عبد الرحمن بن ابی نعیم]

یا قاضی محمد الہم عجیب کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا
نسبتہ جمیع طبقات اراستی کے سوائی طبقہ ارض علیا کی نسبتہ نہ کری اور کسی کہ و علی نہیں
انبیاء علیہم السلام کی خاتم میں چونکہ آدم علیہ السلام سے لیکر یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اس ہی طبقہ ارض علیا میں ہوئی فقط اس پر عقیدہ عقیدہ اہل اسلام خصوصاً اہل سنت
و جماعت ہی یا نہیں اور ایسی شخص کے چچی نماز جاری نہی یا نہیں بتیو و توجہ و اصط
الجواب یہ عقیدہ عقیدہ اہل اسلام ہرگز نہیں خصوصاً اہل سنت و جماعت کا
پس ایسا شخص مسلمان نہیں و سکتی چچی نماز جاری نہیں کیونکہ وہ منکر ہے عموم عقبتہ
حضرت خاتم النبیین کا صلہ جو کہ ثابت ہے لصوص قطعیت قرآنی کے قولہ لکم و لکن
رسول اللہ و خاتم النبیین۔ کریمہ و ما ارسلناک الا کافۃ للناس لیسیرا و نذیرا اذہ تبارک

الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا او منکر ہی او سکا جو کہ ثابت
ہے احادیث مشاہیر سے جو کہ قدر مشترک ہر پانچ متواترات میں بابتد ارسلت
الانما نزل کافۃ و غیرہ اور یہ سببہ انجام کار اجماعی ہی ہو گیا ہے کہ اس عقیدہ پر اجماع اہل اسلام
دستور اہل سنت و جماعت ہے پس منکر او سکا ہرگز مسلمان نہیں ایسے شخص کے چچی

محبت الهی بر تمام عالم تمام شد که چای از افراد مکلفین آن وقت که است دعوت
باشد ^۱ لفظ الشراعه است و آنجا آمدند آنوقت قیامت بود و آنوقت بر پا خواهند شد
چنانکه شد بر قوم لوط حجت الهی بر خاتم منافع تمام شد و بود و جهان از افراد محضه
عزیز الهی از قبیل قیامت صفی حکم حریف من است فقد نامت قیامت یا از
قبیل قیامت و سطلی که یک یک قرن میخواند شدند نازل شد و وجود الهی از هزار سال
که سایه امان الهی است و کتابش از آثارش است مگر که کبریا و جبر از سر است
بر طرف شد حجت الهی بر ایشان با کل تمام شد و سلسله نبوت و کتب الهیه نازل
اختتام یافت افراد انبیاء و کتب و افراد احم در علم الهی جلشان سپری شدند
و آمدن قیامت را که وقت معلوم و معین است بعلوم الهی که از آن سر و نقدیم و
ناخیر را پیشاید که نقدیم بر هر چه است نه معلق تا در آن چیزی گنجایش نمی شد که
قیامت صفی که اجل هر یک فرد است نمونه قیامت کبری است بچگونگی که اگر چه
لاست ازین ساخته و لایستقدیم و سر و تاج و زان نمیکند حال قیامت کبری
یعنی فنا می گوی چگونگی نقدیم و ناخیر را می نماید که خلاف این جمله امور از محالات شرعیه
اند پس بعد از اختصاص افراد کتب و اتم افراد انبیاء علیهم الصلوٰه والسلام آمدن نبی دیگر
که نتیجه شکل بدو وضع است و سر هر عقیم لاخیریه است از محالات شرعیه است علی بن ابی طالب
شرط بقای عالم شرط باطل است فکذا المشرق و طبعی آمدن نبی دیگر هم باطل است
و مراد از بقای عالم اگر نیامدن قیامت بالکل است باز آخرت در دنیای فانی قیامت
شد و خلاف الشریع و النقل و العقل اگر مراد ناخیر قیامت است فهو کذا ^۲ علی بن ابی طالب
بالا نه الهی کوره است که کذب یعنی خلاف و عدلی از جانب حق تعالی عداوه بر است
بشرع من را بدین عقیده بدعتها شدند نه باید که بالکل خلاف عقیده الهی اسلام و
القبیله است و اگر خواه خواه بلا عقیده فضول کنی است پس حرام است و گفته که

محبت الهی تمام عالم تمام شد که حسی از فردی که غیر آن وقت که منتهی دعوت
 باشد ۱۰ لفظ الله را شنیده است و آنرا ندانند و نوبت قیامت بر او نازل بر پا خواهد شد
 چنانکه شد بر قوم لوط حجت الهی بر خاقین شوق کثرت تمام شد بود و همان فرد مختص
 عذیب الهی از قبیل قیامت صفی حکم حدیث من است فقد نامت قیامت یا از
 قبیل قیامت و مدتی که ملاک یک قرن میشود شد نازل شد و وجودی از حذر از آن
 که سایه امان الهی است و کتابش از آثارش است مبرک که کبریا بر او چنان است
 بر طرف شد حجت الهی بر ایشان با کمال تمام شد و سلسله موت و کتب الهیه نازل
 اختتام یافت افراد انبیاء و کتب و افراد احم در علم الهی جلشان سپری شدند
 و آمدن آتیا منتهی را که وقت معلوم و معین است جلیم الهی که از آن سر و قدیم و
 تاخیر اندیشاید که تقدیر مبهم است نه معلق تا در آن چیزی گنجایشی نشد گهر
 قیامت صفی که اجل هر یک فرد است نمونه قیامت کبری است بحکم اذا جاء الهم
 لا یستأذن من ساعته ولا یستقدم من سر و تجا و از آن نمیکند حال قیامت کبری
 یعنی فانی گلی چه گونه تقدیم و تاخیر را می شناید که خلاف این جمله امور از محالات شرعیه
 اند پس بعد اختتام افراد کتب و احم افراد انبیاء علیهم الصلوٰه والسلام آمدن نبی دیگر
 که شیخ شکل بدو وضع است و سر سر عظیم تاخیریه است از محالات شرعیه است علی بن فضال
 شرط بقای عالم شرط باطل است فکذا الشتر و طبعی آمدن نبی دیگر هم باطل است
 و مراد از بقای عالم اگر نیامدن قیامت بالکل است باز آخرت در دنیای فانی بقا
 شد و نه خلاف الشریع و النقل و العقل اگر مراد تاخیر قیامت است فهو کذا ایضا
 بالائمه الهی کوره و استحا که کذب یعنی خلاف و عدلی از جانب حق تعالی عداوه بر است
 پس من این چنین عقیده بدو معتقد شدن نه باید که بالکل خلاف عقیده چه که اصل سلام و
 اصل قبله است و اگر خواه مخواه بلا عقیده فصول گلی است پس حرام است و گناه کبیره

قطع تاریخ مرتضیٰ حکمت فی فضیلت انساب جناب حکیم محمد صاحب
چیتا ہولی سلمہ العالی

ذکر توحید ذاتیت نور ہر سہر کوین شش پنج تقدیر خاتم نارسو تاریخ زمینی
ناویل اضافی حقیقی و در قانون شمع توہین رب احد ایک احمد ہی یکہ مقبول ہی ہم را کہتا
مطلوب جواب علم ہے تاریخ لکھہ ایک ہے خاتم النبیین ۱۱۴۰

ولہ

مرتب ہوئی چہ کی قسطاس حیدم	قلم نے یہ قسطاس کن پر دیکھہ
جو ہی اسی عمر کتا تاریخ طبع	اک احمد ہی ہے خاتم الانبیا لکھہ ۱۱۴۰

قطعہ تاریخ مرتضیٰ شلو سحر سیاں جافظا امان خان مظفر گری

یہ قسطاس و کتاب حسن	وز جان سے ہیں جسکی زابل نیک
لکھی تاریخ یہ امانت نے	خاتم الانبیا انبی ہیں ایک ۱۱۴۰

ولہ

ابن پیر شد چو پیر سب از کوہ پریم	عواصر فسر شل گداوند پریم
آہ چشیں ندا ہے تاریخ او تریب	کز ہر ندل دان تو قسطاس پیغم ۱۱۴۰

قطع تاریخ من تصنیف حکیم ابی فیض انشا بنیاب حکیم محمد صاحب
چرتا ولی سلمہ العالی

ذکر توحید خاتمت نور محمد سہروردی شش سو و نود و ختم نارسو و نود و نین
ناویل اضافی حقیقی و دو فائز شمع توہین رب احد ایما احمد سی ایک و مقبول جی و ایک و نین
مطلوب جواب کے عمر ہے تاریخ لکھ ایک ہے خاتم النبیین

ولہ

مرتب ہوئی چپکی فسطاس حیدم قلم لے یہ قرطاس کن پردہ لکھ
جو ہی اسی عمر کر تاریخ طبع اک احمد ہی ہے خاتم الانبیا لکھ

قطعہ تاریخ من تصنیف شلو سحر سیاں حافظ امان خان مظفر نگری

یہ فسطاس و کتاب حسن دن جان سے بن چکی زابل نیک
لکھی تاریخ یہ امانت لے خاتم الانبیا و نین ایک

ولہ

ابن محمد شہرچہ برہمہ از کوہ برہم عواصر فسر شیل گداندہ برہم
آدمچین ندایہ تاریخ او غیب کز بہر عدل دان بر فسطاس مستقیم

در علم طالعیه کتب بشتطاس و فی موازنه اشرفین عباسی

مجموعه	تعداد	مجموعه	تعداد	مجموعه	تعداد	مجموعه	تعداد
۳۳	۱۰	بالمقاری	بالمقاری	۲۲	۱	نه تهمی	تهی
۱۱	۱۱	نالخان	بالمقاری	۱۱	۳	افغانی	افغانی
۳	۳	تخت	تخت	۱۱	۲۴	ایته	ایته
۵	۷	پنی	پنین	۲۴	۱۵	خا	خدا
۱۱	۲۱	زهره	زهره	۱۱	۲۰	ایک	معاذ
۶	۷	بهرین	بهرین	۲۵	۵	سم	نقص
۱۱	۹	۵	۵	۱۱	۱۱	اکا	اکا
۱۱	۱۲	منزه	منزه	۱۱	۱۲	ماقیل	یا قیل
۱۱	۲۱	پنین	پنین	۱۱	۱۸	ادیه	روایته
۸	۱	عینه	عینه	۲۹	۱۳	جس	جس
۱۱	۴	توبه	توبه	۱۱	۲۰	افول	افعال
۱۲	۴	۷	۷	۲۴	۱	اکه	اکه
۷	۱۰	الودک	الودک	۲۸	۱۹	کان	کانا
۱۱	۲۱	مهر	مهر	۲۹	۲	افمن	افان
۱۳	۱۰	قبل	قبل	۱۱	۴	نمین	انمین
۱۲	۱۲	لعبت	لعبت	۲۱	۶	رفیامنه	قریه
۱۵	۹	هر	هر	۱۱	۱۷	بنین	مبین
۱۶	۵	امی	امی	۲۴	۷	دوا	دوا
۱۷	۴	دی	دی	۱۱	۱۰	اختیار	اختیاری
۱۸	۱۲	نسبت	نسبت	۱۱	۲۰	قباحت	قباحت
۱۱	۱۲	پنی	پنی	۲۴	۵	نیمه	نیمه
۱۱	۱۸	مولود	مولود	۱۱	۱۲	عرض	عرضی
۱۱	۱۱	ایمن	ایمن	۲۴	۸	الاکال	الاکال
۲۱	۱۸	پنین	پنین	۱۱	۱۱	اطلا	اطلا

در خلاصه کتب قسطاس المانی موازنه اشرفین عباسی

مجموعه	تعداد	مجموعه	تعداد	مجموعه	تعداد	مجموعه	تعداد
۳۳	۱۰	باستواری	باستواری	۳۳	۱۰	باستواری	باستواری
۳۳	۱۱	ناظمان	ناظمان	۳۳	۱۱	ناظمان	ناظمان
۳۳	۱۲	نخبه	نخبه	۳۳	۱۲	نخبه	نخبه
۳۳	۱۳	نهی	نهی	۳۳	۱۳	نهی	نهی
۳۳	۱۴	نزهت	نزهت	۳۳	۱۴	نزهت	نزهت
۳۳	۱۵	نور	نور	۳۳	۱۵	نور	نور
۳۳	۱۶	نور	نور	۳۳	۱۶	نور	نور
۳۳	۱۷	نور	نور	۳۳	۱۷	نور	نور
۳۳	۱۸	نور	نور	۳۳	۱۸	نور	نور
۳۳	۱۹	نور	نور	۳۳	۱۹	نور	نور
۳۳	۲۰	نور	نور	۳۳	۲۰	نور	نور
۳۳	۲۱	نور	نور	۳۳	۲۱	نور	نور
۳۳	۲۲	نور	نور	۳۳	۲۲	نور	نور
۳۳	۲۳	نور	نور	۳۳	۲۳	نور	نور
۳۳	۲۴	نور	نور	۳۳	۲۴	نور	نور
۳۳	۲۵	نور	نور	۳۳	۲۵	نور	نور
۳۳	۲۶	نور	نور	۳۳	۲۶	نور	نور
۳۳	۲۷	نور	نور	۳۳	۲۷	نور	نور
۳۳	۲۸	نور	نور	۳۳	۲۸	نور	نور
۳۳	۲۹	نور	نور	۳۳	۲۹	نور	نور
۳۳	۳۰	نور	نور	۳۳	۳۰	نور	نور
۳۳	۳۱	نور	نور	۳۳	۳۱	نور	نور
۳۳	۳۲	نور	نور	۳۳	۳۲	نور	نور
۳۳	۳۳	نور	نور	۳۳	۳۳	نور	نور
۳۳	۳۴	نور	نور	۳۳	۳۴	نور	نور
۳۳	۳۵	نور	نور	۳۳	۳۵	نور	نور
۳۳	۳۶	نور	نور	۳۳	۳۶	نور	نور
۳۳	۳۷	نور	نور	۳۳	۳۷	نور	نور
۳۳	۳۸	نور	نور	۳۳	۳۸	نور	نور
۳۳	۳۹	نور	نور	۳۳	۳۹	نور	نور
۳۳	۴۰	نور	نور	۳۳	۴۰	نور	نور
۳۳	۴۱	نور	نور	۳۳	۴۱	نور	نور
۳۳	۴۲	نور	نور	۳۳	۴۲	نور	نور
۳۳	۴۳	نور	نور	۳۳	۴۳	نور	نور
۳۳	۴۴	نور	نور	۳۳	۴۴	نور	نور
۳۳	۴۵	نور	نور	۳۳	۴۵	نور	نور
۳۳	۴۶	نور	نور	۳۳	۴۶	نور	نور
۳۳	۴۷	نور	نور	۳۳	۴۷	نور	نور
۳۳	۴۸	نور	نور	۳۳	۴۸	نور	نور
۳۳	۴۹	نور	نور	۳۳	۴۹	نور	نور
۳۳	۵۰	نور	نور	۳۳	۵۰	نور	نور

خاتما کر کتابت

صفحہ	کتاب	صفحہ	کتاب
۱۵	عذرا بنی عذرا بنی	۲۰	مصطلم
۱۱	مکمل کاغذی	۸	لا
۱۵۱	عام ایہ عام ایہ	۱۸	ہو سکنا
۱۱	نہا نہا	۱۲	نہوہ وای
۱۵۲	ملکہ مختص ملکہ مختص	۱	بلجھ
۱۵۳	کی مکمل کی مکمل	۴	طلی تھوان
۱۱	خادوات خادوات	۵۰	نہوہ سائہ
۴۲	لارنت لارنت	۱۰	نکلیات
۱۶۶	حقیقت حقیقت	۱۲	نہوہ قولہ
۱۶۸	ناسی ناسی	۱۸	واسطہ
۱۶۹	حکما حکم	۱۲	جمل
۱۷۱	اولی اولی	۲۰	لہو لہو
۱۱	اور اور	۱۲	لذت باللہ
۱۷۲	تغیر تغیر	۱	والا عتبار
۱۷۳	خاص خاص	۸	صلوہ بن کر
۱۷۵	زمانی زمانی	۱۱	میدان
۱۱	اول اول	۱۲	نہوہ قولہ
۱۸۰	اول اول	۲۱	ہوہ اور اور
۱۱	اول اول	۱۲	اول اول
۱۱	اول اول	۳	نہوہ قولہ
۱۶۱	اول اول	۴	نہوہ قولہ
۱۱	اول اول	۱۱	نہوہ قولہ
۱۸۲	اول اول	۴	نہوہ قولہ

خلاصہ کتابیں

صفحہ	صفحہ	تعداد	تعداد
۱۵	۱	عبدالغفار	عبدالغفار
۱۱	۷	مکمل کاغذ	مکمل کاغذ
۱۵۱	۱۵	عام ایہ	عام ایہ
۱۱	۲	نہر	نہر
۱۵۲	۸	بلکہ مختصر	بلکہ مختصر
۱۵۳	۱۶	کی کیا	کی کیا
۱۱	۱۷	قادر	قادر
۱۶۲	۳	لارنٹ	لارنٹ
۱۶۶	۷	حقیقت	حقیقت
۱۶۸	۱۲	ناسی	ناسی
۱۶۹	۵	حکما	حکما
۱۷۱	۱۵	ابو	ابو
۱۶	۱۹	اور	اور
۱۷۲	۱۷	لغز	لغز
۱۷۳	۱۹	خاص	خاص
۱۷۵	۳	زمانی	زمانی
۱۷	۱۷	اول	اول
۱۸۰	۱۱	نور	نور
۱۷	۱۷	السلام	السلام
۱۶۱	۱۲	استغفر	استغفر
۱۷	۱۸	اولیہ	اولیہ
۱۷۶	۹	اور	اور

صفحہ	صفحہ	تعداد	تعداد
۱۸۲	۲۰	مصطفیٰ	مصطفیٰ
۱۸۸	۸	لا	لا
۱۸۹	۱۸	ہو سکتا	ہو سکتا
۱۹۲	۱۲	نبوت	نبوت
۱۹۳	۱	باجب	باجب
۱۹۵	۴	طلی	طلی
۱۱	۵۰	مکمل	مکمل
۱۱	۱۰	مکمل	مکمل
۱۹۵	۱۲	مکمل	مکمل
۱۱	۱۸	واسطہ	واسطہ
۱۹۷	۱۲	جمل	جمل
۲۰۰	۲۰	لہو	لہو
۲۰۲	۱۷	کتاب	کتاب
۲۰۳	۱	وال	وال
۲۱۸	۸	صلو	صلو
۱۱	۱۲	میدان	میدان
۱۱	۱۶	میدان	میدان
۲۲۱	۲۱	میدان	میدان
۲۲۲	۱۲	اس	اس
۲۲۶	۳	نشرت	نشرت
۲۲۷	۳	نشرت	نشرت
۲۲۸	۱۱	نشرت	نشرت
۱۱	۱۵	نشرت	نشرت
۲۳۰	۶	نشرت	نشرت